

القلم پشاور

ہفت روزہ — 553

WEEKLY ALQALAM-e-PESHAWAR

www.alqalamonline.com

جہادِ کشمیر نمبر — خصوصی اشاعت



رنگ و نور

سعدی کے قلم سے

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے ساتھ نصرت کا وعدہ فرمایا ہے......اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے......

ایک بات پکی ہے

ان شاء اللہ ''کشمیر'' نے ضرور آزاد ہونا ہے...... یہ مبارک تحریک اپنے اُن تمام امتحانات سے گذر چکی ہے جو کسی بھی تحریک کو ختم کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں......مگر تحریک کشمیر ختم نہ ہوئی......آج کل کے دور میں کوئی تحریک دس سال تک چل جائے تو بڑی بات ہوتی ہے......مگر اہل کشمیر تقریباً تیس سال سے اپنا لہو اس تحریک کو دے رہے ہیں...... جہاد افغانستان کی روشنی سے آنکھیں کھولنے والی تحریک کشمیر...... طوفانوں اور اندھیروں کے کئی سمندر عبور کر چکی ہے ......نائن الیون کے بعد جب ''جہاد'' کے خلاف ساری دنیا متحد ہوگئی تو...... جہاد کشمیر کو مٹانے کی بڑی مؤثر چال چلی گئی...... یہ چال ایسی خطرناک تھی کہ ''جہاد کشمیر'' واقعی ڈوبتا محسوس ہوا......مگر اچانک تہاڑ جیل سے ایک آئینہ سورج کی طرح چمکا......اور پوری وادی ''الجہاد الجہاد'' کے نعروں سے گونج اُٹھی...... اور پھر جہاد کشمیر نے اپنے شعلے دور دور تک برسا دیئے ...... واقعی یہ عجیب تحریک ہے...... بابرکت غزوہ ہند ......اس تحریک کی گود میں...... معلوم نہیں کتنے افضل گرو...... کتنے غازی بابا...... کتنے سجاد افغانی اور کتنے برہان وانی...... پل رہے ہیں...... ایسی تحریک کے بارے میں کون کہہ سکتا ہے کہ...... یہ ناکام ہوگی...... آسمان سے برسنے والا پانی......اور شہید کی گردن سے بہنے والا خون...... اپنے نتائج حاصل کر کے رہتا ہے......

مجھے یقین ہے...... سو فیصد یقین کہ...... یہ تحریک ضرور کامیاب ہوگی ان شاء اللہ، ان شاء اللہ، ان شاء اللہ

قریب کے مناظر

الحمدللہ میں نے کشمیر اور تحریک کشمیر کو قریب سے دیکھا ہے......اس تحریک کی خوبیاں بھی اور خامیاں بھی......الحمدللہ خوبیاں زیادہ ہیں اور خامیاں کم...... ہر جگہ جب عزیمت چمکتی ہے تو نفاق بھی سر اُٹھاتا ہے ......مگر کشمیر میں عزیمت زیادہ ہے اور نفاق کم...... چودہ صدیاں پہلے عزیمت اور نفاق کا مقابلہ مدینہ منورہ میں ہوا تھا......عزیمت جیت گئی تھی اور نفاق ہار گیا تھا...... الحمدللہ کشمیر والے مدینہ منورہ کے عاشق ہیں......اخوان کی نفاقی یلغار کتنی سخت تھی......صرف تصور کریں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے......مگر آج اخوان کا وہاں نام نشان تک نہیں......جبکہ عزیمت ہر آئے دن یوں مسکراتی ہے کہ......دل جھوم اُٹھتا ہے...... انڈیا نواز وزیر اعلیٰ کے جنازے میں...... چند سو افراد...... اور ایک نوخیز مجاہد کے جنازے میں کئی لاکھ...... یہ افسانہ نہیں حقیقت ہے...... سچی بات یہ ہے کہ اگر پاکستانی حکومت کے ارادوں میں سوراخ نہ ہوتے تو تحریک کشمیر مشرقی پنجاب سے آگے تک بڑھ چکی ہوتی......مگر یہ بھی اس تحریک کی حقانیت ہے کہ جب ...... پاکستان کا صدر اس تحریک سے ہاتھ دھو چکا تھا......اور وہ اپنی نگرانی میں انڈیا کو باڑ لگانے کی سہولت دے رہا تھا...... اور مجاہدین کے لئے آمد و رفت کے تمام دروازے وہ بند کر چکا تھا......تب بھی ایک اللہ تعالیٰ کے سہارے یہ تحریک چلتی رہی......اور ایک دن کے لئے بھی نہ رکی......میں نے قریب سے دیکھا کہ کشمیر کا محاذ......دنیا کا مشکل ترین محاذ ہے......اور شاید دنیا کا سب سے اونچا محاذ بھی......یوں سمجھ لیں کہ پورا کشمیر انڈین فوج کی ایک چھاؤنی ہے......آپ کشمیر کا کل رقبہ دیکھیں اور پھر انڈین آرمی اور فورسز کی تعداد ......آپ مان جائیں گے کہ کشمیر ایک فوجی چھاؤنی ہے...... ہر موڑ پر مورچہ، ہر چوک پر بینکر...... ہر گلی میں پہرہ اور ہر سڑک پر گشت......آپ دنیا بھر کے عسکری ماہرین کو......کشمیر کی یہ صورتحال دکھائیں وہ بیک آواز کہیں گے کہ...... یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی......مگر اسی چھاؤنی کے اندر ستائیس سالوں سے جہاد جاری ہے...... اور جہاد بھی معمولی نہیں......بھرپور جہاد......زوردار جہاد اور فدائی جہاد ...... میں نے اس چھاؤنی میں خوشی اور اطمینان کے ساتھ گھومتے مجاہد دیکھے اور اسی چھاؤنی میں ہانپتے کانپتے خوف سے لرزتے انڈین فوجی بھی بارہا دیکھے ......ان فوجیوں کے خوف بھرے تبصرے، اپنی حکومت کو دی جانے والی غلیظ گالیاں ...... اور جلد از جلد کشمیر سے واپسی کی آرزو......

میں نے کشمیر کے عقوبت خانوں اور جیلوں میں ...... وہ بوڑھے کشمیری بزرگ بھی دیکھے......جن کی ہڈیاں تشدد سے چیخ چکی تھیں......مگر ان کے عزائم کپواڑہ کے پہاڑوں سے بلند تھے......اور سب سے بڑھ کر کشمیری مسلمان مائیں اور بہنیں......ان کی ہمت، جرأت اور عزیمت کی داستانیں...... ہزاروں صفحات کی کتابیں بھی نہیں سمیٹ سکتیں......

میں نے کشمیر کے عقوبت خانوں اور جیلوں میں......وہ بوڑھے کشمیری بزرگ بھی دیکھے......جن کی ہڈیاں تشدد سے چیخ چکی تھیں......مگران کے عزائم کپواڑہ کے پہاڑوں سے بلند تھے......اور سب سے بڑھ کر کشمیری مسلمان مائیں اور بہنیں......ان کی ہمت، جرأت اور عزیمت کی داستانیں ...... ہزاروں صفحات کی کتابیں بھی نہیں سمیٹ سکتیں......



بابرکت تحریک

ہم جب عقوبت خانوں اور جیلوں میں تھے تو ان ماؤں نے......ہمارے لئے اپنے سگے بیٹوں سے بھی زیادہ اچھے کپڑے اور کھانے بھجوائے اور اپنی ایمان افروز دعاؤں سے ہمارا حوصلہ بڑھایا......دور سے بیٹھ کر تبصرے اور فتوے داغنا اہل ایمان کو زیبا نہیں...... کشمیر پر بات کرنے سے پہلے ذرا کشمیر میں جھانک کر تو دیکھو......تب اپنا ایمان بہت کمزور نظر آئے گا......اپنا قد بہت چھوٹا نظر آئے گا......اور اپنی آنکھیں اس نیم نابینا کشمیری خاتون سے بھی کمزور نظر آئیں گی جو اپنے گھر مجاہدین کو بیٹا بنا کر رکھتی تھی......پھر ایک دن اُس کے یہ بیٹے قریب کے کھیت میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے تو وہ چلاتی ہوئی دیوار سے کود گئی کہ......میرے بیٹوں کی بندوقیں مشرک نہ لے جائیں......وہ برستی گولیوں کے درمیان کھیت میں اُتری......اور چار کلاشنکوفیں اُٹھا لائی......تاکہ دوسرے مجاہدین تک پہنچا سکے......ارے ستائیس سال کا عرصہ مذاق نہیں ہوتا......یہ جہاد ہے، عزیمت ہے کہ اتنے عرصہ گزرنے کے باوجود انڈیا ابھی تک اپنی فتح کا اعلان نہیں کر سکا......اور ہر دن اسے اپنے فوجیوں کی لاشیں ڈھونی پڑتی ہیں...... جہاد کشمیر پر آوازے کسنے والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو...... ہاں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو......اپنی ان مسلمان ماؤں سے شرم کرو جن کے چار چار لخت جگر اس تحریک میں قربان ہو چکے ہیں......اور کچھ نہیں اپنے کلمے کا تو شرم کرو...... وہاں ایک طرف کلمہ طیبہ پڑھنے والے ہیں اور دوسری طرف بتوں کے پجاری مشرک......کیا کلمہ پڑھنے والے تمہارے یہ بھائی......تمہاری دعاء اور تمہاری تائید کے بھی مستحق نہیں ہیں؟......

آنکھیں ہوں تو نظر آئے

یہ بات درست ہے کہ ستائیس سال کی لڑائی کے باوجود...... کشمیر آزاد نہیں ہوا......مگر یہ ناکامی کی بات نہیں ہے......اگر کشمیر آزاد نہیں ہوا تو انڈیا کو بھی فتح نہیں ملی......باقی رہے جہاد کشمیر کے نتائج......اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو بصیرت والی آنکھیں دی ہوں تو ...... جہاد کشمیر کے حیرت انگیز نتائج کھلی آنکھوں سے نظر آتے ہیں...... پاکستان کے حکمرانوں کی...... کمزوری، بزدلی اور وطن دشمنی کی وجہ سے انڈیا کے حوصلے بہت بلند ہوگئے تھے......وہ پاکستان کو ختم کر کے اکھنڈ بھارت کے خواب اور منصوبے جوڑ رہا تھا ...... جہاد کشمیر نے انڈیا کو کشمیر کی چڑھائیوں، ڈوڈہ کی کھائیوں اور جموں راجوری کی اُترائیوں میں پھنسا دیا ...... انڈیا کا بے حیا فلمی کلچر جس تیزی سے کشمیر کی خوبصورتی کو فحاشی اور بد دینی میں دھکیل رہا تھا...... جہاد کشمیر نے کشمیر کو غازیوں، شہیدوں اور اولیاء کی سرزمین بنا دیا......اس تحریک کی برکت سے وہاں اہل ایمان اور اہل ولایت کی ایسی کھیپ تیار ہوئی کہ...... صدیوں کی محنت بھی ایسے اولیاء پیدا نہیں کر سکتی...... میں نے کشمیر میں کم سن نوجوان اولیاء کرام کے منور چہرے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں...... جہاد کشمیر کی برکت سے پاکستان کے کتنے گھرانوں اور کتنے نوجوانوں کو ایمان، جہاد اور توبہ کی نعمتیں نصیب ہوئیں...... یہ ایک مستقل دلکش داستان ہے...... جہاد کشمیر کی برکت سے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دور قریب کے کئی علاقوں میں ایمان اور دین کی ہوائیں چلیں...... اور بے شمار مسلمانوں کو...... سچا مسلمان بننے کی توفیق ملی......

ہاں بے شک...... جہاد کشمیر کے مثبت نتائج بے شمار ہیں......مگر یہ اُنہیں کو نظر آتے ہیں جن کی آنکھیں سلامت ہوں......

جہاد کشمیر کی برکت سے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دور قریب کے کئی علاقوں میں ایمان اور دین کی ہوائیں چلیں......اور بے شمار مسلمانوں کو......سچا مسلمان بننے کی توفیق ملی...... ہاں بے شک...... جہاد کشمیر کے مثبت نتائج بے شمار ہیں......مگر یہ اُنہیں کو نظر آتے ہیں جن کی آنکھیں سلامت ہوں......

شرم آتی ہے

جہاد نہ ہماری دکانداری ہے اور نہ ہی ہمارا پیشہ ......ہم جہاد میں اس وجہ سے نہیں آئے کہ روٹی کی کمی تھی یا گاڑیوں کی ضرورت......اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر کہ الحمدللہ یہ سب کچھ میسر تھا...... یہ منافقین کا پروپیگنڈہ ہے کہ لوگ بیروزگاری اور جہالت کی وجہ سے جہاد میں آتے ہیں...... یہ جھوٹ ہے...... بیروزگاری اور جہالت کی وجہ سے تو لوگ چور بنتے ہیں، ڈاکو بنتے ہیں، میراثی اور فنکار بنتے ہیں......شوبز اور بے حیائی کے پیشوں میں جاتے ہیں......سیاستدانوں کے کن ٹٹے بدمعاش اور وڈیروں، جاگیرداروں، چودھریوں اور خانوں کے غلام بنتے ہیں...... جہاد میں تو علم والے آتے ہیں...... جن کے پاس عرش سے اُترنے والے نورانی علم کی روشنی ہوتی ہے...... جہاد میں تو وہ اُترتے ہیں جو کمانے کی بجائے لگانے پر یقین رکھتے ہیں...... جہاد میں درد دل والے اُترتے ہیں جو اپنی ذات کے خول میں قید نہیں ہوتے بلکہ......اسلام اور مسلمانوں کا سوچتے ہیں......

ایک بار کسی مؤثر ہستی نے مجھے کہا......مولانا! اب تو جہاد چھوڑو کچھ علمی کام کرو......تمہارے اندر علمی استعداد موجود ہے...... بندہ نے ان سے عرض کیا: جناب والا! جہاد چھوڑتے ہوئے شرم آتی ہے...... مسلمان ہر طرف مظلوم ہیں...... اُن پر ظلم کرنے والوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں...... ظالموں کو تو روکنے والا کوئی نہیں ......ہم چند لوگ جہاد میں چلے گئے تاکہ مظلوم مسلمانوں کو ڈھارس ملے کہ وہ لاوارث نہیں......پھر یہ ہوا کہ ہم جو چند افراد جہاد کے لئے کھڑے ہوئے تو ہمارے کئی رفقاء شہید ہوگئے ......وہ آگے نکل گئے......ان کے جانے کے بعد ہم پیچھے ہٹ جائیں اور راستہ بدل لیں تو بہت شرم آتی ہے...... بہت شرم...... یا اللہ! خاص اپنے فضل سے استقامت عطاء فرما......

جہاد کشمیر کی تازہ لہر

افغانستان میں علماء اور طلبہ کی کثرت تھی...... وہاں جہاد شروع ہوا تو ''مہاجرین کرام'' میں بڑی تعداد علماء اور طلبہ کی بھی تھی......یہ حضرات جہاد کو سمجھتے بھی تھے اور سمجھا بھی سکتے تھے...... چنانچہ جہاد افغانستان کو پاکستان اور دنیا بھر میں اچھا تعارف اور اچھی پذیرائی ملی......کشمیر کا معاملہ البتہ ایسا نہ تھا...... کشمیریوں نے بہت ظلم دیکھا اور بہت خوفناک غلامی ......پھر بھی کرامت ہے کہ......وہ اسلام پر رہے...... مگر نہ اُن میں زیادہ علماء تھے اور نہ دینی طلبہ...... ابتداء میں جہاد کشمیر کی پکار لے کر جو حضرات پاکستان آئے اُن کا حلیہ اور لباس پاکستان کے دینی طبقے کے لئے اجنبی تھا......وہ انگریزی سے آلودہ اردو میں جہاد کی ٹوٹی پھوٹی بات کر سکتے تھے...... مجھے یاد ہے ۱۹۹۰ میں وہاں سے ایک دانشور تشریف لائے...... اقبالیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ان کے پاس تھی ...... چہرے پر مختصر داڑھی اور لباس آدھا مشرقی آدھا مغربی......ہم اُن کو جلسوں میں لے جاتے تو وہ اپنے آنسوؤں اور اقبال کے اشعار سے دعوت جہاد دیتے ...... جب انہوں نے میرے جہادی بیانات سنے تو قرآن و حدیث کے دلائل پا کر بے حد مسرور اور جذباتی ہوئے...... اور بیانات کی کیسٹیں کشمیر لے گئے اور ان کو بہت پھیلایا...... بہرحال جہاد کشمیر کو پاکستان کے دینی طبقے میں زیادہ مقبولیت نہ ملی...... انڈیا کا پاکستان میں گہرا اثر ہے......آواز لگ گئی کہ جہاد کشمیر ایجنسیوں کا جہاد ہے......یہ ظالم جملہ اُن کی زبان سے بھی نکلا جو انتخابات لڑ کر......خود حکومت کا وزیر مشیر یعنی خود ایجنسی والا بننے پر فخر کرتے ہیں...... اسی طرح اور بھی بہت سے اعتراضات جہاد کشمیر پر آتے رہے......مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ......دعوت جہاد مسلسل چلتی رہی...... دین کے دیوانے مسلسل سرگرم رہے تو الحمدللہ جہاد کشمیر کے لئے افرادی قوت بھی میسر رہی اور مالی طاقت بھی بنتی رہی......پھر نائن الیون اور بش، مشرف، واجپائی اتحاد نے...... جہاد کشمیر پر فیصلہ کن وار کیا......تحریک کشمیر کا جنون قدرے کمزور ہوا......اور مجاہدین کے راستے بند...... مگر جہاد تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے......وہی جہاد کی توفیق دیتا ہے...... اور وہی جہاد کو چلاتا ہے...... جہاد نہ حکومتوں کا محتاج ہے اور نہ ہی ایجنسیوں کا...... اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے دشمنوں اور منکروں کو بھی جہاد اور مجاہدین کی خدمت پر مجبور فرما دیتا ہے...... اب ایک بار پھر...... جہاد کشمیر کے شعلے لپکے ہیں...... پٹھانکوٹ میں مجاہدین نے ایک بڑا حملہ کر کے اہل کشمیر کے حوصلے بلند کر دیئے......اور اب بعض مجاہدین کرام کی شہادت نے پوری کشمیری قوم کو کھڑا کر دیا ہے......اس موقع پر ہمارا فرض بنتا ہے کہ...... ہم ہر طرح سے کشمیری مسلمانوں کی مدد کریں......اور جہاد کشمیر کے جھنڈے اور علم کو ہرگز ہرگز نہ گرنے دیں ......اے مسلمان بھائیو! اگر ہم زندہ ہوئے اور جہاد کشمیر کا جھنڈا گر گیا...... اور ہماری زندگی میں مشرکوں نے فتح کا جشن منایا تو سوچو! ہماری زندگی اور ہماری جوانی کس کام کی؟

لا الہ الا اللّٰہ، لا الہ الا اللّٰہ، لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

☆......☆......☆



جہادِ کشمیر...... ایک مسلمہ حقیقت

کلمۂ حق

مولانا محمد منصور احمد

i.maqsood313@yahoo.com

اچھے اور برے کس قوم میں نہیں ہوتے لیکن کشمیری قوم کی عظیم جدوجہد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، وہ اپنی قومی وملی آزادی پر سمجھوتہ کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس قوم کے بوڑھے اور جوان، خواتین اور بچے سب ہی جذبۂ آزادی سے سرشار ہیں۔ بھارت کی متعصب اسلام دشمن حکومت نے جب کبھی بھی دنیا کو یہ باور کروایا کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو چکا ہے اور کشمیری اپنی غلامی پر اب راضی ہیں، تب ہی کشمیر کی دھرتی سے کبھی محمد افضل گورو شہید رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی برہان مظفر وانی شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی مردِ مجاہد اٹھا اور اس نے اپنے مقدس لہو سے دشمن میڈیا کے پھیلائے ہوئے سارے پروپیگنڈہ کو خاک میں ملا دیا۔ تاریخ کشمیر کا ہر مجاہد اور ہر شہید اتنا عظیم ہے کہ اس کے بارے میں بلاشک وشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ:

اک پھول گر چاہے گلستان بن جائے
اک موج گر چاہے طوفان بن جائے
اک خون کے قطرے میں ہے اتنی تاثیر
اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

کشمیر کا لفظ اہل پاکستان کے لئے ایک محبوب، مقدس اور محترم حیثیت رکھتا ہے۔ اس خطہ ارضی سے اہل پاکستان کی محبت بلکہ عشق آج کا نہیں قصہ ہے صدیوں کا دو چار برس کی بات نہیں۔ بھارت کے ساتھ پاکستان کی تمام قابل ذکر جنگیں کشمیر کے لئے ہی ہوئی ہیں۔ پاکستانی دریاؤں کے سرچشمے کشمیر کی سرزمین سے ہی پھوٹتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غیروں کے ظلم وستم اور اپنوں کی سازشوں کے باوجود کشمیر آج بھی اہلِ پاکستان کے لئے ایک شمع کی حیثیت رکھتا ہے جس پر جاں نثارانِ آزادی پروانہ وار اپنا تن من دھن قربان کر ڈالتے ہیں۔

اقبال مرحوم نے کشمیر کے ظاہری حسن اور خوبصورتی کا نقشہ کس خوبصورتی کے ساتھ کھینچا ہے:

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب

ایسٹ انڈیا کمپنی نے برصغیر پر اپنے دورِ حکومت میں جو کیا اس کی داستان تو زبان زدِ عام ہے لیکن ہندوستان چھوڑنے سے قبل ہند کی غیر منصفانہ تقسیم کے ذریعے کشمیریوں پر ظلم ڈھائے گئے آج تک کشمیری اس کا عذاب جھیل رہے ہیں۔ کشمیر مسلم اکثریتی علاقہ تھا اور آبادی کی اکثریت پاکستان کے ساتھ الحاق کی خواہش رکھتی تھی لیکن انڈیا نے ناجائز طریقے سے اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اگرچہ بعد میں ایک حصہ اس کے تسلط سے آزاد کرا لیا گیا جواب آزاد کشمیر کے نام سے جانا جاتا ہے اور پاکستان کے زیر اثر ہے۔ اس کے برعکس بھارت کے زیر تسلط خطہ میں بسنے والے کشمیری انسانیت سوز مظالم سے دوچار ہیں۔ ناجائز قبضے کے خلاف آواز اٹھانے اور حق خود ارادیت کے مطالبے کی پاداش میں ظلم کی وہ داستانیں رقم ہوئیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن یہ مظالم انہیں اپنے موقف سے ایک انچ بھی نہ ہٹا سکے۔

کشمیریوں کے ساتھ پاکستانیوں کا صرف محبت کا رشتہ ہی نہیں بلکہ جذباتی لگاؤ بھی ہے جس کی کئی وجوہات میں سے ایک ان کا مسلمان ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی عوام نے ہر ممکن طریقے سے ہر موقع پر ان کی مدد کی، اور جان ومال کے نذرانے پیش کیے۔

لیکن کیا سال میں ایک دن مخصوص کرنے سے ہمارا حق ادا ہو جاتا ہے؟ کیا ریلیوں اور جلوسوں میں شرکت کشمیری بھائیوں بہنوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے کافی ہے؟ کیا اس طرح بھارت اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جائے گا؟ کیا اس دن بین الاقوامی اداروں سے اپیل کرنے سے کشمیر آزاد ہو جائے گا؟ کیا اس ایک دن کے بدلے میں ہم اپنے رب کے حضور جوابدہی سے بچ جائیں گے؟ یقیناً سب کا جواب نفی میں ہوگا۔ پاکستان کشمیر کو اپنی شہ رگ سمجھتا ہے اور شہ رگ صرف کہہ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے کچھ تقاضے اور کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ کشمیر اور اہل کشمیر کے ساتھ وفا کس طبقے نے کی ہے اور اس نام پر سیاست کس نے چمکائی ہے۔ پاک وطن کے کتنے ہی سجیلے نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے جہادِ کشمیر کے لیے اپنے مقدس لہو کا نذرانہ پیش کیا اور آج بھی سرینگر کے قبرستانِ شہداء نے اُن کی ایک بہت بڑی تعداد محوِ استراحت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کی آزادی اور ان کی مدد کے لیے قرآن مجید میں جہاد کا حکم بڑی صراحت سے دیا ہے اور جہاد کے لیے کچھ وجوہات مقرر فرمائی ہیں جن کی بناء پر کسی بھی علاقہ میں جہاد کیا جاتا ہے۔

۱) دنیا بھر میں دعوت الی اللہ کے راستے کھولنے کے لیے۔ (البقرۃ 193)

۲) مسلمانوں پر حملہ ور کافروں کو پیچھے دھکیلنے کے لیے۔ (البقرۃ 190)

۳) مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم کے خاتمہ کے لیے۔ (الانفال: 72)

۴) مسلم اراضی کفار سے چھڑانے کے لیے۔ (البقرۃ: 191)

۵) کفار سے جزیہ وصول کرنے کے لیے۔ (التوبۃ: 29)

۶) مسلمان مقتولوں کا کافروں سے بدلہ لینے کے لیے۔ (البقرۃ 178)

۷) کفار کو عہد شکنی کے سزا دینے کے لیے۔ (التوبۃ: 12)

۸) شعائر اسلام کی توہین کی وجہ سے جہاد کیا جاتا ہے۔ (التوبۃ: 12)

اور کشمیر میں مذکورہ بالا وجوہات میں سے اکثر پائی جاتی ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کا علاقہ ہے۔ جس پر ہندو قابض ہے۔ دعوت الی اللہ کے راستے وہاں مسدود کیے جا رہے ہیں۔ ہندو مشرک جب چاہیں مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے اور انہیں ظلم وستم کا نشانہ بناتے اور عزتوں کو تار تار کرتے ہیں۔ اور کشمیر کے حوالہ سے جو عہد انہوں نے کیا تھا اسے مسلسل توڑتے چلے آ رہے ہیں۔ لہٰذا کشمیر میں ان تمام تر وجوہات کی بناء پر جہاد کرنا بالکل درست اور شرعی فریضہ ہے۔ اور وہاں موجود کٹھ پتلی حکومت دراصل کفر ہی کی حکومت ہے۔ جس کا خاتمہ ضروری ہے۔

تاریخ کشمیر کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کشمیر بہت قدیم زمانے سے ایک اسلامی ملک تھا، یہ ایسی حقیقت ہے جس میں کسی فرد بشر کو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، بالکل شک وشبہ نہیں، ء میں سب سے پہلے سکھوں نے بزور شمشیر قبضہ کیا، اور پھر ء میں انگریزوں کو بیچ دیا جس کو انگریزوں نے چند کوڑیوں کے بدلے جموں کے ایک ہندو خاندان، ڈوگرہ، کو فروخت کر دیا جس نے ء میں چند کھوٹے سکوں کے عوض برہموں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

تمام فقہاء اسلام کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ اگر کسی اسلامی ملک پر کفار قبضہ کر لیں یا کفار حملہ کر دیں وہ حملہ بزور شمشیر ہو یا آج کل کی شاطرانہ چالوں سے ! وہاں کے تمام باشندوں پر جہاد اس طرح فرض عین ہو جاتا ہے، جس طرح نماز وروزہ ہر مسلمان پر فرض ہوتا ہے یعنی وہاں کے باشندگان میں سے ہر ایک مرد وعورت پر یہ فرض ہوگا کہ وہ اپنے دین وملک کی حفاظت کے لیے سربکف میدان میں نکل آئیں یہاں تک کہ بیوی بغیر اجازت شوہر، بچے بغیر اجازت والدین اور غلام بغیر اجازتِ آقا میدان میں نکل کھڑے ہوں، اور اگر وہاں کے باشندے کافی نہ ہوں، وہ کمزور ہوں یا جہاد کرنا ہی نہ چاہیں، تو اس شہر کے قریب والے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد ہوگا، اگر وہ بھی کافی نہ ہوں تو اس کے قریب والوں پر یہاں تک کہ اسی طرح، بوقت ضرورت مشرق سے مغرب تک پورے عالم اسلام پر جہاد فرض عین ہو جائے گا۔

مشہور محقق علامہ ابن ہمامؒ صاحب فتح القدیر، کتاب الجہاد میں ارشاد فرماتے ہیں:

الجهاد فرض على الكفاية اذا قام به فريق من الناس سقط على الباقين اما الفرضية فلقوله تعالى فاقتلوا المشركين ولقوله عليه السلام الجهاد ماض الى يوم القيامة واراد به فرضا باقيا الى ان قال) وان لم يقم به احد اثم جميع الناس بتركه لان الوجوب على الكل الا ان يكون النفير عاما فحينئذ يصير من فروض الاعيان لقوله تعالى انفروا خفافاً و ثقالاً الخ (وعلى الهامش) فيصير من فروض الاعيان سواء كان المستنفر عدلا كان اوفاسقا فيجب على جميع اهل تلك البلدة النفرو كذامن يقرب منهم ان لم يكن باهلها كفاية و كذا من يقرب ان لم يكن ممن يقرب كفاية اوتكاسلوا او عصوا و هكذا الى ان يجب على جميع اهل الاسلام شرقاً و غرباً

جہاد فرض کفایہ ہے ایک جماعت اگر عمل پیرا ہے تو باقی سے فرضیت ساقط ہو جائے گی رہی فرضیت تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد، فاقتلوا المشرکین سے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، الجہاد ماض الی یوم القیامۃ، سے ثابت ہے چونکہ جہاد جاری رہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد فرضیت کی بقاء ہے، (کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں) اگر کوئی ایک بھی اس پر عمل پیرا نہ ہو تو ترک جہاد کی وجہ سے تمام لوگ گنہگار ہوں گے اس لئے کہ فرضیت تو ہر ایک پر تھی مگر جب نفیر عام ہو جائے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، نکل پڑو خدا کی راہ میں (لڑنے کے لئے) خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل۔ (اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ) نفیر عام کا اعلان کرنے والا خواہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو بہر صورت نفیر عام کی شکل میں اس شہر کے ہر باشندہ پر جہاد فرض عین ہو جائے گا اور اگر شہر والے کافی نہ ہو سکیں تو اس کے قریب والوں پر ایسے ہی فرض عین ہو جائے گا، اور اگر یہ بھی دشمن کے مقابلے کے لئے کافی نہ ہو تو جوان سے قریب ہوں ان پر فرض عین ہو جائیگا، یا یہ تمام لوگ سستی کریں، خدا کی نافرمانی کریں اور جہاد کرنا ہی نہ چاہیں، بہرحال اسی ترتیب سے تمام عالم اسلام پر مشرق ومغرب میں جہاد فرض عین ہو جائے گا۔ (فتح القدیر الجلد الخامس: ص۱۸۹۔۱۹۱)

مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاما اذا عم النفير بان هجم العدو على بلد فهو فرض عين، يفترض على كل واحد من احاد المسلمين ممن هو قادر عليه لقوله سبحانه و تعالى انفروا خفافاً و ثقالاً قيل نزلت في النفير و لقوله سبحانه و تعالى ما كان لا هل المدينة و من حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله و لا يرغبوا بانفسهم عن نفسه ولان الوجوب على الكل قبل النفير ثابت لان السقوط عن الباقين بقيام البعض به فاذا عم النفير لا يتحقق القيام به الا بالكل فبقى فرضا على الكل عيناً منزلة الصلوة والصوم فيخرج العبد بغير اذن مولاه و المرأة بغير اذن زوجها و كذا يباح للولدان يخرج بغير اذن والديه.

پس جب نفیر عام ہو جائے اس طرح کہ کفار کسی شہر پر حملہ بول دیں تو اس حالت میں جہاد فرض عین ہو جائے گا، بشرط قدرت ہر ایک مسلمان پر فرض ہوگا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ نکل پڑو اللہ کی راہ میں کفار سے لڑنے کے لئے ہلکے ہو یا بوجھل (کہا گیا ہے کہ یہ آیت پاک نفیر عام کے حکم کے لئے نازل ہوئی ہے) اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے، کہ نہ چاہیے مدینہ والوں کو اور ان کے گرد ونواح گنواروں کو، کہ وہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو نبی کی جان پر چاہیں (ترجیح دیں) پارہ نمبر۱۰ رکوع نمبر نیز اس لئے کہ نفیر عام سے پہلے ہر ایک پر وجوب ثابت تھا، بعض سے سقوط فرضیت دوسرے بعض کے عمل پیرا ہو جانے سے ہوتا تھا، پس جب نفیر عام ہو جائے تو اس کا تحقق تب ہی ہوگا جب ہر ایک اٹھ کھڑا ہو لہٰذا اس حالت میں ہر ایک پر عین فرضیت باقی رہے گی، جیسے کہ نماز وروزہ یہاں تک کہ غلام آقا کی اجازت کے بغیر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر میدان کارزار میں کود پڑیں گے اسی طرح بچے والدین کی اذن کے بغیر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے، نکل پڑیں گے۔ (بدائع الصنائع: ص۹۸۔ ج۷)

فقہ حنفی کی مشہور مفتی بہ کتاب فتاویٰ عالمگیری، کی کتاب السیر کے شروع ہی میں یہ بحث ہے:

قال بعضهم الجهاد قبل النفير تطوع و بعد النفير يصير فرضاً عيناً و عامة المشايخ قالو الجهاد فرض على كل حال غير انه قبل النفير فرض كفاية و بعد النفير فرض عين هو الصحيح. و معنى النفير ان يخبر وا اهل المدينة ان العدو قد جاء يريد انفسكم و زراريكم واموالكم. ثم يستوى ان يكون المستنفر عدلا كان او فاسقا يقبل خبره فى ذلك

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نفیر عام سے پہلے، جہاد نفل ہے، اور نفیر عام کے بعد فرض عین ہو جاتا ہے، مگر اکثر مشائخ کا قول کہ جہاد ہر حال میں فرض ہے، صرف اتنی بات ہے کہ نفیر عام سے پہلے فرض کفایہ ہے اور نفیر عام کے بعد فرض عین ہو جاتا ہے یہی صحیح ہے۔ نفیر عام کا یہ مطلب ہے کہ اہل شہر کو صرف یہ اطلاع پہنچ جائے کہ دشمن آ پہنچا ہے تمہاری جان، اولاد اور مال کا خواہاں ہے۔ (فتاویٰ الہندیۃ الشہیر بعالمگیری الجلد الثالث: ص۲۸)

بقیہ صفحہ۶ پر

جہاد کشمیر میں شرکت کرنے والے پاکستانی مجاہدین میں سے بعض اہم اور نمایاں مجاہدین کا اجمالی تذکرہ و تعارف...... تحریک کشمیر میں پاکستانی مجاہدین کی انمٹ اور لازوال قربانیوں کی داستان...... جیشِ محمد ﷺ کے جھنڈے تلے کشمیر میں پاکستانی شہداء کی کل تعداد 891 اور اس وقت بھی الحمدللہ جیشِ محمد ﷺ کے مجاہدین تمام تر سختیوں اور پابندیوں کے باوجود کشمیری مسلمانوں کے قدم بقدم انڈین غاصب وظالم آرمی سے برسرِ پیکار ہیں......

چند ماہ قبل جیشِ محمد ﷺ کے جنوبی کشمیر کے کمانڈر ''عدیل احمد جہادی'' کے جنازے میں لاکھوں کشمیری مسلمانوں نے والہانہ شرکت کر کے اور جیشِ محمد ﷺ زندہ باد کے نعرے لگا کر اور کشمیر یونیورسٹی میں جیش کے جھنڈے لہرا کر جیش کے کردار کو سراہا......

چیف کمانڈر جیشِ محمد

طاہر ندیم — عرف غازی بابا
ولد رانا طالب حسین
ساکنہ رحیم یار خان صادق آباد
تاریخ شہادت 30 اگست 2003
لانچنگ 1995 صفاپورہ سرینگر

جاوید الرحمٰن — عرف راشد
ولد محمد عدید نائب چیف کمانڈر
پانیولا راولاکوٹ پونچھ
شہادت 30 اگست 2003
صفاپورہ سرینگر

چیف کمانڈر

قاری محمد اقبال — عرف صحرائی بابا
ولد عبدالرحمٰن جلالپور پیروالا ملتان
شہادت 14 دسمبر 2003
قمرواری سرینگر
لانچنگ 23 جولائی 2000
دودھیال

چیف کمانڈر

جمال محمد عباسی — عرف صحرائی بابا
ولد تاج محمد عباسی
ساکنہ کوڑھ بگلہ مری
شہادت 5 مئی 2005ء
ترال پلوامہ
لانچنگ 9 ستمبر 2001ء

چیف کمانڈر

رانا عدنان — عرف بدری بابا
ولد محمد خورشید
ساکنہ شورکوٹ جھنگ وارڈ نمبر 4
شہادت 23 جون 2006ء
پلوامہ
لانچنگ 18 جون 2004ء کیل

چیف کمانڈر

جمشید احمد — عرف حبیب
ولد علی اصغر
گاؤں ٹھوٹھہ رائے بہادر کھاریاں گجرات
شہادت 29 ستمبر 2008 ترال
لانچنگ 21 اکتوبر 2001
دودھنیال

ڈپٹی چیف کمانڈر

ظہیر احمد — عرف پاشا
ولد عبدالرحمٰن
گاؤں نکہ پابالڈھیر ہری پور
شہادت: 19 اکتوبر 2008ء
سوپور
لانچنگ: 20 اگست 2001ء کیل

ڈویژنل کمانڈر جموں

ارشاد احمد — عرف نجیب اللہ مدنی
ولد محمد دین
گل فشاں کالونی فیصل آباد
شہادت 21 دسمبر 2005ء
راجوری
لانچنگ 15 جولائی 1998ء
حتہ پانی

ڈسٹرکٹ کمانڈر

انتظار حسین — عرف عبداللہ ثانی
ولد فضل حسین
ساکنہ چک نورنگ چکوال
شہادت 17 جنوری 2010ء
مینڈھر
لانچنگ 6 اکتوبر 2002ء نکیال

ڈویژنل کمانڈر بارہ مولہ

شوکت علی — عرف غازی یاسر
ولد عبدالرشید خان
ساکنہ بھیڈی مغلاں حویلی آزاد کشمیر
شہادت۔ 24 نومبر 2012ء
سوپور بارہ مولہ
لانچنگ 4 جولائی 2002
واپسی 31 جولائی 2009
دوبارہ 5 جون 2010ء

ڈویژنل کمانڈر شمالی کشمیر

قاری یاسر
ولد محمد ابراہیم
ساکنہ نورستان
شہادت 23 جولائی 2013ء
لولاب کپواڑہ
لانچنگ 3 جولائی 2009ء
مچھل سیکٹر کیل

ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

محمد حسن
ولد محمد اقبال
گاؤں جم ہری پور
شہادت۔ 13 جنوری 2014ء
ڈورو سوپور
لانچنگ 6 اگست 2012ء کیل سیکٹر

ڈویژنل کمانڈر جنوبی کشمیر

غلام مصطفیٰ — عرف استاد عدیل
ولد محمد دین
ساکنہ عباسپور پونچھ
شہادت 4 اکتوبر 2015ء
ترال۔
لانچنگ 13 جولائی 2013 کیل

ڈویژنل کمانڈر شمالی کشمیر

حسن معاویہ — عرف سیف اللہ
ولد محمد پرویز
ساکنہ پبلک کالونی صادق آباد
رحیم یار خان
شہادت 24 مئی 2016 سرینگر
لانچنگ 13 جولائی 2013 کیل

لانچنگ کمانڈر

عبدالمتین — عرف محمد غوری
ولد محمد آمین
ساکنہ ہنگو
شہادت۔ 18 ستمبر 2015ء
گریس سیکٹر کیل
لانچنگ 15 ستمبر 2015ء کیل

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

رانا محمد یونس — عرف کمانڈر عمیر
ولد محمد یاسین
ساکنہ بھیڑی مظفر آباد آزاد کشمیر
شہادت 31 اکتوبر 2000ء سرن کوٹ پونچھ۔
لانچنگ 1 اکتوبر 1999ء فارورڈ کہوٹہ آزاد کشمیر

ڈسٹرکٹ کمانڈر بارہ مولہ

سلیم اختر — عرف کمانڈر انصار
ولد محمد اسلم
ساکنہ ڈی آئی خان
شہادت۔ 7 نومبر 2000 ٹنگ مرگ بارہ مولہ
لانچنگ 1 اکتوبر 1999ء فارورڈ کہوٹہ۔

ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

نعیم احمد — عرف عبدالرحمٰن
ولد عبدالرحیم
ساکنہ دومیل تحصیل جھنڈ اٹک
شہادت۔ 14 اپریل 2000
دردپورہ لولاب
لانچنگ 1 جون 1999
دودھنیال سیکٹر

ڈاکٹر محمد افضل گورو
ولد حبیب اللہ گورو
ساکنہ جاگیر سوپور مقبوضہ کشمیر
شہادت۔ 9 فروری 2013

لانچنگ کمانڈر اٹھمقام سیکٹر وسٹی کمانڈر سرینگر

محمد آصف — عرف بلال
ساکنہ انگلینڈ برطانیہ
شہادت۔ 25 دسمبر 2000
بادامی باغ سرینگر

ڈویژنل کمانڈر جنوبی کشمیر

الطاف احمد بابا
ولد محمد عبداللہ
ساکنہ چک بدری نارتھ ضلع پلوامہ
شہادت۔ یکم ستمبر 2014

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

محمد اختر — عرف شاکر
ولد حاجی بہاول بخش
ساکنہ جلالپور پیروالا ملتان
شہادت۔ 2000-4-4
دردپورہ لولاب
لانچنگ 1997-9-9

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر بڈگام

کلیم اللہ — عرف محمد اکمل
ولد بخش محمد
ساکنہ جیوکی گجرانوالہ
شہادت۔ 8 دسمبر 2000
چاڈورہ بڈگام
لانچنگ 2000-10-13

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر گاندربل سوناواری

کلیم اللہ — عرف محمد اکمل
محمد ظہیر عرف مسافر ولد محمد اصغر
غلام محمد آباد فیصل آباد
شہادت 2000-3-24
گاندربل
لانچنگ 2000-10-13



ڈسٹرکٹ کمانڈر بارہ مولہ

ظاہر خان — عرف شرجیل
ولد محمد ابراہیم
یونیورسٹی روڈ کراچی نمبر 5
شہادت 2001-4-2 بارہ مولہ
لانچنگ 1999-7-14

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

محمد عرفان — عرف ولید
ولد رفیع ظاہر
لانڈھی کراچی نمبر 34
شہادت 2001-4-19
بانڈی پورہ
لانچنگ 2000-10-4

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر ڈوڈہ

صبغت اللہ — عرف افغانی
ولد حاجی محمد
چارسدہ روڈ پشاور
شہادت 2001-5-22
کشتواڑ

ڈسٹرکٹ کمانڈر اودھم پور

حیدر علی — عرف بلال
ولد محمد ابراہیم
نوکیلے بینگورہ سوات
شہادت 2001-5-30
اودھم پور
لانچنگ 2000-12-10

ڈسٹرکٹ کمانڈر راجوری

محمد یوسف — عرف طلحہ
ولد غلام عباس
اوچ شریف احمد پور شرقیہ
شہادت 2001-6-6 راجوری
لانچنگ 2000-11-11

استاد المجاہدین

ثناء اللہ
ولد عطاء محمد
سرائے مہاجر بھکر
شہادت 2001-6-27 پونچھ
لانچنگ 2001-5-28

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر گاندربل

ندیم انجم — عرف خالد
ولد حاجی عنایت اللہ
چک نمبر 38/R اوکاڑہ
شہادت۔ 2002-9-25
سوناواری
لانچنگ 2001-10-11

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر اسلام آباد

محمد ریاض — عرف ابوریحان
ولد عبدالحمید
ساکنہ اعوان چوک
حاصل پور بہاولپور
شہادت 12 فروری 2002
اسلام آباد
لانچنگ 2001-10-11

ڈسٹرکٹ کمانڈر اسلام آباد

محمد شاہد — عرف گوریلا
ولد غلام رسول
ڈاکخانہ ڈھلی باغ آزاد کشمیر
شہادت۔ 2002-3-14 اسلام آباد
لانچنگ 1996

ڈسٹرکٹ کمانڈر بڈگام

محمد اشرف — عرف سیف اللہ اختر
ولد نورالدین
ساکنہ شمھاری منڈی بہاؤالدین
شہادت 2002-5-15
ٹنگ مرگ
لانچنگ 2000-8-18

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

محمد کبیر — عرف بلال غوری
ولد قطب خان
عباسپور ضلع پونچھ
شہادت 10 جولائی 2002
کپواڑہ
لانچنگ 2001-8-30

ڈسٹرکٹ کمانڈر سرینگر

محمد زکریا — عرف حذیفہ
ولد محمد نذیر خان
پوٹھی راولاکوٹ
شہادت 2003-2-2 سرینگر
لانچنگ 2001-9-18

استاد المجاہدین

استاد فہیم — عرف شہاب الدین
ولد ملک لعل محمد
گوہی مواز خان کوہاٹ
شہادت 2003-2-20
صفاپورہ
لانچنگ 2002-09-10

ڈسٹرکٹ کمانڈر گاندربل وسوناواری

حافظ اسد اللہ — عرف ہارون
ولد عبدالرشید
ساکنہ شورکوٹ جھنگ
شہادت 2003-2-20 صفاپورہ
لانچنگ 2001-09-10

ڈسٹرکٹ کمانڈر راجوری

سید عامر شاہ — عرف سیف اللہ شیرازی
ولد سید فقیر شیرازی
لانڈھی کراچی پاکستان
شہادت 2003-5-6 راجوری
لانچنگ 2001-11-11

انچارج کمیونیکیشن پوائنٹ طوبیٰ

عاشق حسین — عرف بلال آتش
ولد محمد عزیز
دھیرکوٹ باغ آزاد کشمیر
شہادت 20 ستمبر 2003
گریس سیکٹر
لانچنگ 2003-9-19

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

یاسر عباسی — عرف عکرمہ
ولد شان محمد
کشمیری بازار مری
شہادت 2003-6-14 پونچھ
لانچنگ 2001-10-18

ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

مدثر حسین — عرف شازیب
ولد بشیر احمد چیمہ
گوجرانوالہ گاؤں منگووالی بنگلہ
شہادت 2003-6-14 کپواڑہ
لانچنگ 2001-6-4

ڈسٹرکٹ کمانڈر سرینگر

ناصر محمود — عرف انصار
ولد محمد اسلم
جھنڈ اٹک
شہادت 2003-8-30 سرینگر
لانچنگ 2001-5-29

ڈسٹرکٹ کمانڈر شوپیاں

محمد تصدیق ارشاد — عرف علی عمران
ولد ارشاد احمد
ساکنہ قدیر آباد ملتان
شہادت 2004-4-9 کپواڑہ
لانچنگ 2003-7-8

ڈسٹرکٹ کمانڈر پلوامہ

عبدالحکیم — عرف شرجیل
ولد عبداللطیف
کوٹ گلہ عباسپور ضلع پونچھ
آزاد کشمیر
شہادت 2004-6-8 پلوامہ
لانچنگ 2000-7-8

ڈسٹرکٹ کمانڈر کپواڑہ

سلیم اللہ — عرف عمر شاہین
ولد پیر محمد
فیض پورہ حافظ آباد
شہادت 2004-6-14
بارہ مولہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر شوپیاں

قاری خلیل الرحمٰن — عرف قاری زبیر
ولد عبدالرحمٰن
ساکنہ میرپور آزاد کشمیر
شہادت 26/05/2011
شوپیاں
لانچنگ 18.09.2008

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

سخاوت علی — عرف سیف اللہ
ولد مشہور اللہ
چک نمبر 109 ڈی بی یزمان
بہاولپور
شہادت 2005-2011 سرینگر
لانچنگ 27 جون 2007
اُٹھمقام سیکٹر

ڈسٹرکٹ کمانڈر پلوامہ

شجاعت مسعود — عرف استاد عمر
ولد مختار احمد
مکان نمبر B.146 ایڈمنسٹریشن کراچی
شہادت 28 اگست 2005
پلوامہ ترال
لانچنگ 2005-6-18 اُٹھمقام

لانچنگ کمانڈر اُٹھمقام سیکٹر

عبدالحمید — عرف علی شیر
ولد محمد اکبر
ساکنہ جلو مانسہرہ
شہادت۔ 2005-1-31 جورہ سیکٹر اُٹھمقام۔

ڈسٹرکٹ کمانڈر اسلام آباد

جاوید اقبال — عرف حسنین
ولد عبدالغفار
چک نمبر 227 لودراں
شہادت 2005-7-22 کگر ناگ اسلام آباد
لانچنگ 2002-11-5 نکیال

ڈسٹرکٹ کمانڈر سرینگر

محمد عادل — عرف حیدر علی
ولد ہدایت اللہ
ساکنہ بٹیاں بالا آزاد کشمیر
شہادت 2006-01-20
سرینگر
لانچنگ 2001-6-4 دودھنیال

ڈسٹرکٹ کمانڈر اسلام آباد

محمد طاہر — عرف حنظلہ
ولد بنیامین
گاؤں جنجوڑہ کوٹلی آزاد کشمیر
شہادت 2006-4-16
کگرناگ اسلام آباد
لانچنگ 2001-7-4 اُٹھمقام

ڈسٹرکٹ کمانڈر جموں

بشارت حسین — عرف محمد
ولد محمد اکبر
گاؤں جلو مانسہرہ
شہادت۔ 2006-8-8 جموں
لانچنگ 2003-9-8 اُٹھمقام سیکٹر

ڈسٹرکٹ کمانڈر راجوری

انیس الرحمٰن — عرف حمزہ
ولد حاجی محبوب الرحمٰن
ساکنہ بہاری کالون رحیم یار خان
شہادت 2006-1-17
تھانہ منڈی
لانچنگ 17 اگست 2003 کھوئی رٹہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر پلوامہ

محمد آمین — عرف شعیب غزالی
ولد محمد شوکت
ساکنہ پرتاب نگر فیصل آباد
شہادت۔ 2007-2-14 ترال
لانچنگ 2004-7-25 کھوئیرٹہ سیکٹر

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

ابرار احمد — عرف قاری مغیرہ
ساکنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
شہادت 2007-8-11 جموں

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

غلام سرور — عرف چاچا زنگی
ولد جمیل حسین
ساکنہ علی پور چٹھہ گجرانوالہ
شہادت 2007-10-29
بانڈی پورہ
لانچنگ 1999-10-3

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

محمد سہیل — عرف محمد وسیم
ولد محمد ارشد نسیم
وائرلیس کالونی رحیم یار خان
شہادت۔ 2009-3-28
بانڈی پورہ
لانچنگ 2005-7-10 کیل۔

ڈسٹرکٹ کمانڈر ڈوڈہ اسلام آباد

اعجاز بابر — عرف بابر
ولد تاج محمد
ساکنہ حویلی لکھا اوکاڑہ
شہادت 2009-4-14
پکھرپورہ پلوامہ
لانچنگ 18 اکتوبر 2001 فارورڈ کہوٹہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر راجوری

عمر خطاب
ولد فیض اللہ
ساکنہ بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی
شہادت 2010-6-5 مینڈھر
لانچنگ 2009-3-22
کیل سیکٹر

ڈسٹرکٹ کمانڈر سرینگر

محمد سعید — عرف سجاد افغانی
ولد محمد منشاء
ساکنہ چک نمبر 89W/B
وہاڑی
شہادت 10 مارچ 2011 سرینگر
لانچنگ 2009-7-3 کیل سیکٹر

ڈسٹرکٹ کمانڈر پلوامہ

سید محمد احسن — عرف شعیب
ولد سید محمد اسماعیل
بلاک G/34 ماڈل ٹاؤن لاہور
شہادت 2011-7-9 پلوامہ
لانچنگ 2005-6-26
جورہ اُٹھمقام

ڈسٹرکٹ کمانڈر شوپیاں/ اسلام آباد

پروفیسر شکیل — احمد وانی
ولد غلام محمد وانی
ساکنہ پکھرپورہ چرار شریف
شہادت۔ 15 جنوری 2015ء

ڈسٹرکٹ کمانڈر پلوامہ

محمد ندیم — عرف چھوٹو ارشد
ولد عبداللطیف
چورنگی نمبر 11 بلال نگر ملتان
شہادت 10 مارچ 2014

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

محمد حنیف — عرف اسد اللہ
ولد امیر حسین
ساکنہ مراد آباد کالونی شیخوپورہ
شہادت 17/4/2000
بانڈی پورہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر بارہ مولہ

شبیر احمد ڈار — عرف شاہجہان
ولد غلام محمد ڈار
ساکنہ صفاپورہ بارہ مولہ مقبوضہ کشمیر
شہادت 01/06/2000
صفاپورہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

حافظ فاروق ارشد — عرف قاری حذیفہ
ولد محمد ارشد
ساکنہ قلعہ دیدار سنگھ
شہادت 26/01/2000

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

محمد پرویز — عرف حذیفہ
ولد علی محمد
ساکنہ بٹیا بالا آزاد کشمیر
شہادت 02/06/2000
پونچھ
لانچنگ 1 مارچ 1998

ڈسٹرکٹ کمانڈر بانڈی پورہ

عمر فاروق — عرف وقاص
ولد محمد انور
ساکنہ قلعہ دیدار سنگھ
شہادت 10/12/2003
بانڈی پورہ

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

سیف الرحمٰن — عرف سرفراز
ولد محمد اکرم
ساکنہ بنجوال کینٹ اٹک
شہادت 25/05/2005 پونچھ

ڈویژنل کمانڈر پونچھ وراجوری

ہمایوں — عرف محمد نعیم
ولد زرین داد
ساکنہ ترلانڈی صوابی
شہادت 21/4/2004
اودھم پور

تحصیل ذمہ دار مینڈھر

ظفر اقبال — عرف تندر
ولد نظیر حسین
ساکنہ بہلوی کہوہ بھکر
شہادت 2/09/2004 پونچھ

ڈسٹرکٹ کمانڈر شوپیاں

محمد عمران — عرف حبیب
ولد محمد اشرف وزیر آباد
شہادت 11/9/2005 شوپیاں

ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

شاہد دارن — عرف عمر شاہی
ولد شہزادہ خان
ساکنہ کبل سوات
شہادت 29/10/2009
مینڈھر

ڈسٹرکٹ کمانڈر اودھم پور

عبدالوحید — عرف سفیان
ولد محمد افسر خان
ساکنہ بھیرہ پونچھ
شہادت 4/01/2007
گلاب گڑھ

نائب ڈسٹرکٹ کمانڈر پونچھ

امجد محمود — عرف عثمان
ولد زاہد محمود
ساکنہ پے ناڑ تراڑ کھل سدھنوتی
شہادت 21/4/2004
مینڈھر

ڈسٹرکٹ کمانڈر راجوری

سید ناصر شاہ — عرف شاہ جی
ولد سید طاہر شاہ
ساکنہ منصب دار صوابی
شہادت 06/06/2005
راجوری

☆......☆......☆

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
شہید کے لئے اللہ (تعالیٰ) کے ہاں سات انعامات ہیں:

(۱) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے
(۲) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے
(۳) عذاب قبر سے اسے بچایا جاتا ہے
(۴) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے
(۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے
(۶) بہتر حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے
(۷) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

جب اللہ (تعالیٰ) شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے گا تو فرشتے آ کر اللہ (تعالیٰ) کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم رات دن آپ کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ اللہ (تعالیٰ) فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ پھر [یہ سن کر] فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا، پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد، المستدرک صحیح الاسناد)

☆......☆......☆

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC Certified ملک کا مقبول ترین ہفت روزہ

رجسٹرڈ نمبر P-483

ن والقلم وما یسطرون (القرآن)
ہفت روزہ القلم پشاور

WEEKLY
ALQALAM-E-PESHAWAR

صفحات 8 قیمت 10 روپے

11	17 تا 23 شوال 1437ھ بمطابق 22 تا 28 جولائی 2016ء	35

مزید 12 کشمیری شہید، 100 افراد بینائی سے محروم، اشیاء خورد و نوش ناپید

بھارتی مظالم کیخلاف احتجاج — عالمی برادری کی مجرمانہ خاموشی

نماز جمعہ پر پابندی عائد، شہادتیں کپواڑہ، لولاب، حاجی ونتر ہرناگ اور کولگام کے علاقے یاری پورہ میں ہوئیں، 8 جولائی سے اب تک 44 شہادتیں ہوچکیں

اہل کشمیر نے مظاہروں میں جیش محمد ﷺ کے جھنڈے اور امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود ازہر صاحب کی تصاویر لہرا کر قلبی وابستگی کا ثبوت دیا

قابض فوجیوں نے وادی کو عملاً دنیا کی سب سے بڑی جیل میں تبدیل کردیا، سکیورٹی فورسز کا گشت جاری، کاروبار زندگی معطل ہوکر رہ گیا، اشیاء خورد و نوش ناپید

9 روز سے مسلسل کرفیو کے باوجود جھڑپیں جاری، مظاہروں میں ترنگے اور مودی کے پتلے نذر آتش، مجاہدین نے حملہ کرکے قابض فوجی اور پولیس اہلکار جہنم واصل کردیئے

سرینگر (مانیٹرنگ ڈیسک، نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر کو مودی کے غنڈوں اور قابض فوجیوں نے عملاً دنیا کی سب سے بڑی جیل میں تبدیل کردیا، تازہ واقعات میں مزید 12 کشمیری شہید ہوگئے۔ اس طرح شہادتوں کی تعداد 44 تک پہنچ گئی ہے۔ مجاہدین کمانڈر برہان مظفر وانی کی شہادت کے بعد شروع کئے گئے وسیع تر مظاہروں کا سلسلہ روز بروز شدت اختیار کرنے لگا، اہل کشمیر نے مظاہروں میں جیش محمد ﷺ کے جھنڈے اور امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود ازہر صاحب کی تصاویر لہرا کر قلبی وابستگی کا ثبوت دیا۔ وادی میں جہاد کی بہاریں بھی جگہ جگہ نظر آنے لگی ہیں، کشمیری عوام اور کشمیری نوجوان نے وادی بھر میں مجاہدین اور جہادیوں کی بھرپور حمایت شروع کردی ہے، مودی کے وادی سے جہاد کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے تمام حربے ناکام ہوچکے ہیں، وادی بھر میں مسلسل کرفیو کے باعث اشیاء خورد و نوش اور ادویات ناپید ہوچکی ہیں۔ مسلسل کرفیو سے کاروبار زندگی معطل ہوکر رہ گیا ہے۔ دوسری جانب مودی کے غنڈوں نے اقوام عالم سے وادی میں اپنے مظالم چھپانے کیلئے کشمیری اخبارات کے دفاتر پر چھاپے مار کر کاپیاں ضبط کرلیں، موبائل، کیبل اور انٹرنیٹ سروس بھی بند ہے۔ قابض فورسز نے وادی بھر میں نماز جمعہ پر پابندی عائد کردی۔ بھارتی فوج کے ہاتھوں کپواڑہ، لولاب، حاجی ونتر ہرناگ اور کولگام کے علاقے یاری پورہ میں مزید کشمیریوں کو شہید کیا گیا ادھر مجاہدین نے حملہ کرکے قابض ایک قابض فوجی اور ایک پولیس کو جہنم رسید کردیا۔

اللّٰھم

نفس کے حرص، اسراف اور وساوس سے پناہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شُحِّ نَفْسِیْ وَاِسْرَافِھَا وَوَسَاوِسِھَا۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے حرص سے، اس کے اسراف سے اور اس کے وساوس سے۔

کشمیری مسلمانوں سے ہمارا ایمانی اور دینی رشتہ ہے، کلمے کا رشتہ خونی رشتے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے، مودی اس زمانے کا ابوجہل ہے، گجرات سے لیکر کشمیر تک اس کے مظالم کی خونریز داستان بکھری پڑی ہے

انڈیا سے کشمیر کو لاوارث نہ سمجھے، مسلمانوں کے خون کے ہر قطرے کا حساب لیا جائے گا

امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود ازہر

مودی! گنتی یاد رکھنا! ہم نے گنتی گن لی ہے، نہتے کشمیری مسلمانوں کی شہادت پر دل خون کے آنسو رو رہا ہے، کشمیریوں نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ وہ اللہ اہل عزیمت ہیں، اللہ کرے حالیہ ''قربانیاں'' کشمیر کی آزادی پر منتج ہوں

بدکردار، بدگفتار، بدشکل اور بدفطرت بھارتی وزیر اعظم مودی مسلسل مسلمانوں کا ''لہو'' نچوڑ رہا ہے، ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں بند رہیں، عوامی دباؤ پر حکومت نے 19 جولائی کو یوم یکجہتی اور 20 کو یوم سیاہ کا اعلان کردیا

حریت قائدین سید علی گیلانی اور میر واعظ عمر فاروق کے چار نکاتی فارمولے کی حمایت کرتے ہیں، پاکستان کو چاہیے کہ مسئلہ کشمیر کے حل تک انڈیا سے تمام سفارتی تعلقات منقطع کردے، اہل پاکستان تحریک کشمیر کا ساتھ دیں، امیر المجاہدین

بہاولپور (القلم نیوز) مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی سفاکانہ مظالم کے خلاف اپنے ایک بیان میں امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انڈیا کشمیریوں کو لاوارث نہ سمجھے، مسلمانوں کے خون کے ہر قطرے کا حساب لیا جائے گا، امیر المجاہدین کا مزید کہنا ہے کہ کشمیری مسلمانوں سے ہمارا ایمانی اور دینی رشتہ ہے، کلمے کا رشتہ خونی رشتے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے، نہتے کشمیری مسلمانوں کی شہادت پر ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ ''مودی'' اس زمانے کا ابوجہل ہے گجرات سے لے کر کشمیر تک اُس کے مظالم کی خونریز داستان بکھری پڑی ہے، جہاد کشمیر انشاء اللہ جاری رہے گا، ہم سید علی گیلانی اور میر واعظ عمر فاروق کے چار نکاتی فارمولے کی حمایت کرتے ہیں۔ پاکستان کو چاہیے کہ مسئلہ کشمیر کے حل تک انڈیا سے تمام سفارتی تعلقات منقطع کردے۔ اس وقت ایک بدکردار، بدگفتار، بدشکل اور بدفطرت ''مودی'' مسلسل مسلمانوں کا ''لہو'' نچوڑ رہا ہے۔ عید کے دن سے جاری تشدد میں چالیس سے زائد کشمیری مسلمان شہید ہوچکے ہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مودی! گنتی یاد رکھنا! ہم نے گنتی گن لی ہے۔ کشمیری مسلمانوں نے ایک بار پھر ثابت کردیا ہے کہ وہ ماشاء اللہ اہل عزیمت ہیں۔ اللہ کرے کشمیر کی حالیہ ''قربانیاں'' کشمیر کی آزادی پر منتج ہوں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ اہل پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس وقت ''تحریک کشمیر'' کو بھرپور تعاون دیں۔ پاکستانی حکومت اور وزراء نے بہت کوشش کی کہ اپنی آنکھیں موجودہ حالات سے بند رکھیں تاکہ ان کے لاڈلا ''مودی'' ان سے ناراض نہ ہو مگر عوامی دباؤ کی وجہ سے اب حکومت نے 19 جولائی کو یوم یکجہتی اور 20 جولائی کو یوم سیاہ کا اعلان کرنا پڑا۔ منگل اور بدھ جلسے، جلوس، ریلیاں اور مظاہرے ہوں گے۔ امیر المجاہدین نے مزید فرمایا کہ کشمیریوں نے بہت عظیم قربانیاں پیش کی ہے اور اب تک وہ نہیں تھکے، کشمیری مائیں اور بہنیں اپنے مردوں سے بھی ایمان اور جرأت میں دو ہاتھ آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اب انہیں ''آزادی'' اور اسلامی نظام کی نعمت عطاء فرمائے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ بھارتی مظالم کشمیریوں کو ان کے بنیادی حق سے نہیں روک سکتے، ان کے حوصلے بلند ہیں اور انشاء اللہ ایک دن انہیں آزادی کا حق مل کر رہے گا۔ بھارتی ظلم پر اقوام عالم کی خاموشی قابل افسوس ہے، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کشمیر میں تمام جماعتوں کو متحد ہوکر آزادی کے لئے کام کرنا ہوگا۔

سید علی گیلانی نے امن کیلئے 4 نکاتی فارمولا دیدیا

سلامتی کونسل، او آئی سی، سارک اور آسیان ممالک کے سربراہان کو خط

آبادی والے علاقوں سے فوجی انخلا، عوام کش فوجی قوانین کا خاتمہ ☆ مقبوضہ جموں کشمیر کی متنازع حیثیت، کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کیا جائے

تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی، نظربندی کے کلچر کا خاتمہ ☆ اقوام متحدہ کے خصوصی مبصرین، انسانی حقوق کے عالمی اداروں کے مشاہدین کو کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دی جائے

سرینگر (نیٹ نیوز) بزرگ حریت قائد سید علی گیلانی نے سلامتی کونسل کے مستقل اراکین سارک، آسیان اور اسلامی کانفرنس تنظیم کے رکن ممالک کے سربراہوں کے نام خط میں 4 نکات پر مبنی امن فارمولا تجویز کردیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق 87 سالہ حریت قائد سید علی گیلانی نے امریکہ، برطانیہ، فرانس، چین، روس، پاکستان، سعودی عرب، ایران، ترکی کے علاوہ او آئی سی، سارک اور آسیان تنظیموں کے رکن ممالک کے سربراہان کو خطوط ارسال کئے ہیں، جن میں عالمی برادری سے فوری مداخلت کرتے ہوئے زور دیا گیا ہے کہ وہ بھارت کو اثر و رسوخ کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کے بارے میں فوجی پالیسی تبدیل کرنے پر آمادہ کریں اور مقبوضہ وادی میں جاری بھارتی مظالم رکوائیں۔ علی گیلانی کے 4 نکاتی فارمولے میں کہا گیا ہے کہ مقبوضہ جموں کشمیر کی متنازع حیثیت، کشمیریوں کا حق خود ارادیت تسلیم کیا جائے۔ آبادی والے علاقوں سے بھارت اپنی فوج نکالے اور عوام کش فوجی قوانین ختم کئے جائیں۔ نظربندی کلچر ختم کرتے ہوئے تمام سیاسی قیدی رہا کئے جائیں۔ حق خودارادیت کے حامی رہنماؤں کو سیاسی سرگرمیوں کی آزادی دی جائے۔ اقوام متحدہ و انسانی حقوق کے عالمی اداروں کے مبصرین کو کشمیر کے دورے کی اجازت دی جائے۔ خط میں عالمی برادری کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی گئی ہے کہ قابض بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں آج تک جنگی جرائم میں ملوث کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ شدید کرفیو کے ذریعے مقبوضہ وادی عملاً قید خانے میں بدل چکی ہے۔ نظر بندی واضح رہے کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی جانب سے کشمیریوں کی نسل کشی پر اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے شدید تشویش کا اظہار کرچکے ہیں۔

دنیا سے اپنے مظالم چھپانے کے لئے مختلف اوچھے ہتھکنڈے

مقبوضہ وادی کے کشمیری اخبارات کی تیار پلیٹیں بھی ضبط کرلی گئیں

سرینگر کے صحافیوں اور مدیران کا شدید احتجاج، پاکستانی چینلز کی نشریات بدستور بند

ہندوستانی اخبارات اور چینلز نے کشمیر کی خبروں کا مکمل بائیکاٹ کررکھا ہے

سرینگر (نیٹ نیوز) بھارتی میڈیا کے مطابق بھارتی حکام کا کہنا ہے کہ پرنٹ میڈیا کی صنعت پر پابندی کی وجہ کرفیو کا نفاذ ہے، کیونکہ گاڑیوں کی آمد و رفت پر پابندی لگائی جاچکی ہے۔ اخبارات کی ترسیل کرفیو کے نفاذ کی خلاف ورزی ہوگی۔ کشمیری اخبارات کی آن لائن سروس پر پابندی نہ ہونے کا مضحکہ خیز دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔ بھارتی حکومت نے اخبارات کی اشاعت پر غیر معینہ مدت کی پابندی کے نفاذ کے بعد گزشتہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کئی اخبارات کی تیار پلیٹس ضبط کرلیں جبکہ ہندوستانی اخبارات اور چینلز نے کشمیری خبروں کا مکمل بائیکاٹ کررکھا ہے۔ بھارتی حکومت کے اقدامات کیخلاف اتوار کو مدیران اخبارات اور صحافیوں نے شدید احتجاج کیا۔



سرینگر میں مسلسل کرفیو کے باعث ایک معروف شاہراہ سنسان پڑی ہے جبکہ اہلکار الرٹ کھڑا ہے

برہان وانی کی شہادت، تحریک آزادی فیصلہ کن موڑ میں داخل

سید صلاح الدین

لاکھوں کشمیریوں نے جنازے میں شرکت کرکے بھارت کیخلاف ریفرنڈم کردیا، مظالم بند نہ ہوئے تو ایل او سی توڑنے کی کال دینگے

مظفر آباد (نیٹ نیوز) متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین و امیر حزب المجاہدین سید صلاح الدین نے کہا ہے کہ برہان مظفر وانی کی شہادت کے بعد مقبوضہ جموں و کشمیر میں سیاسی تحریک فیصلہ کن موڑ میں داخل ہوگئی ہے۔ اگر اقوام متحدہ اور عالمی برادری نے مقبوضہ کشمیر میں جاری مظالم کا نوٹس نہ لیا اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کیں تو لائن آف کنٹرول کو توڑنے کی کال دیں گے۔ پوری ریاست بھارت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یوم شہدائے کشمیر کے سلسلہ میں یونیورسٹی گراؤنڈ میں کشمیر کانفرنس سے خطاب کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ پوری ریاست میں کرفیو کا نفاذ ہے اس کے باوجود لاکھوں کشمیریوں نے جنازے میں شرکت کیلئے سڑکوں پر نکل کر بھارت کے خلاف ریفرنڈم کردیا ہے۔ اب عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ وہ خطہ کو کسی بڑی جنگ سے بچانے کے لئے کشمیریوں کی پرامن آواز کو سنے۔ حریت قیادت نے مشکل مرحلہ میں جس اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے کشمیریوں کے جذبہ حریت کو نیا جوش اور ولولہ ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر جو صورت حال ہے وہ اب ناقابل بیان کیفیت میں ہے۔

طے شدہ شادیوں کی تقاریب کی تنسیخ کا سلسلہ بھی شروع

سری نگر (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فورسز کی جانب سے معصوم کشمیری عوام پر ظلم و ستم کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ کشمیر میں بھارتی فورسز کے بڑھتے مظالم اور کشمیریوں کی شہادت پر سری نگر میں ہونے والی تمام شادیوں کی تقریبات کو منسوخ کردیا گیا ہے۔ سری نگر میں شادی کی تقاریب میں شرکت کیلئے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھیجے گئے تمام دعوت ناموں کو کینسل کردیا گیا ہے۔ مقامی اخبار میں شادی کی تقریبات کے دعوت ناموں کی تنسیخ کی تعداد ایک درجن سے بھی زائد ہے۔

عالمی برادری مقبوضہ کشمیر میں خوراک و ادویات بھجوائے، کشمیری قیادت

بھارتی فوج کی سخت ناکہ بندی سے خوراک و ادویات کی قلت پیدا ہوگئی ہے

اسلام آباد (نیٹ نیوز) کل جماعتی حریت کانفرنس نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی سخت ترین ناکہ بندی سے پیدا ہونے والی صورتحال پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے اقوام متحدہ، انسانی حقوق کی تنظیموں اور دوسری ریلیف ایجنسیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کشمیری عوام کے ریلیف آپریشن کے لیے فوری طور پر آگے آئیں۔ کشمیری عوام کو اس وقت کھانے پینے کی اشیاء، ادویات کی ضرورت ہے، وادی میں خوراک اور ادویات کی قلت پیدا ہوگئی ہے اور عالمی برادری مقبوضہ کشمیر میں خوراک، ادویات اور طبی عملہ بھجوائے۔ کل جماعتی حریت کانفرنس کے رہنماؤں غلام محمد صفی، میر طاہر مسعود، محمود احمد ساغر، محمد فاروق رحمانی، الطاف بٹ، فیض نقشبندی نے دوسرے رہنماؤں کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ بھارتی فوج زخمیوں کے علاج کی اجازت نہیں دے رہی لہٰذا عالمی برادری سے اپیل ہے کہ وہ زخمیوں کے علاج کیلئے مدد کرے۔

بھارت میں کسی کو کشمیریوں سے ہمدردی نہیں، بی بی سی

کشمیری بھارت سے کبھی اتنا بدظن اور متنفر نہیں ہوئے جتنا آج ہیں، تجزیہ نگار

نئی دہلی (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر کی صورتحال پر بی بی سی نے اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ کشمیری 70 برس میں بھارت سے کبھی اتنے بدظن اور متنفر نہیں ہوئے جتنے آج ہیں جبکہ انڈیا کی نئی قوم پرست نسل کی نفسیات میں کشمیری علیحدگی پسند، پاکستان نواز اور ملک دشمن سے زیادہ کچھ نہیں ہیں ان کی شہادت، اندھے اور اپاہج ہونے سے یہاں ہمدردی کے جذبات نہیں پیدا ہوتے بلکہ مشکل حالات میں کام کرنے کے لیے سکیورٹی فورسز کی ستائش ہوتی ہے۔ یہ ایک مکمل تعطل کی صورتحال ہے۔ کشمیری نوجوانوں کے لیے جذبات کے اظہار کے راستے بند ہیں۔ دونوں جانب باہمی نفرتیں اپنی انتہا پر ہیں۔ برہان وانی اسی بے بسی اور گھٹن کا عکاس تھا۔ اس کے جنازے میں لاکھوں نوجوانوں کی شرکت بھی اسی گھٹن اور بے بسی کا اظہار تھی۔ سکیورٹی فورسز کے ہاتھوں اتنی بڑی تعداد میں شہادتوں

بھارتی ہتھکنڈوں سے نہیں ڈرتے، تحریک آزادی کشمیر آخری مرحلے کی جانب گامزن ہے، میر واعظ

بھارت غلط فہمی میں نہ رہے، ظلم و تشدد سے تحریک آزادی دبے گی نہیں بلکہ اس سے کشمیری عوام مزید متحرک ہوں گے

امید ہے کہ پاکستانی حکومت اور اپوزیشن کشمیر کے بارے میں ایک آواز اور سمت پر چلیں گی، چیئرمین حریت کانفرنس

سرینگر (نیٹ نیوز) چیئرمین کل جماعتی حریت کانفرنس (ع) میر واعظ عمر فاروق نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ تحریک آزادی آخری مرحلے کی جانب گامزن ہے۔ بھارتی ہتھکنڈوں سے نہیں ڈرتے، اب کوئی نہ کوئی نتیجہ برآمد ہوکر رہے گا۔ امید کرتے ہیں کہ پاکستانی حکومت اور اپوزیشن کشمیر کے بارے میں ایک آواز اور ایک سمت پر چلیں گی بھارت غلط فہمی میں نہ رہے ظلم و تشدد سے نہ وہ پہلے تحریک کو دبا سکا ہے اور نہ آئندہ ایسا ہوگا۔ سرینگر سے ٹیلیفون پر ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر کے حالات انتہائی کشیدہ ہیں جمعہ کے روز مرکزی عبادت گاہوں میں لوگوں کو جمع ہونے کی اجازت نہیں دی گئی لوگ نماز جمعہ ادا نہیں کرسکے یہاں تک کہ کشمیر کی مرکزی جامع مسجد میں بھی نماز جمعہ نہیں ہوسکی۔ نمازیوں کو روکا گیا پابندیوں کا شدید ترین اطلاق عمل میں لایا گیا۔ اس کے باوجود عوام نے باہر نکل کر اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اور یہ بات دہرائی ہے کہ ہماری جدوجہد حق خودارادیت کے حصول تک جاری رہے گی کسی بھی قسم کے ظلم و تشدد سے ہماری تحریک دبے گی نہیں بلکہ اس سے کشمیریوں کے جذبات اور احساسات مزید بڑھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہسپتالوں میں حالت بہت تشویشناک ہے زخمی موت و حیات کی کشمکش میں ہیں۔ ایکٹرونینٹی لیٹر پر ہیں۔ خاص طور پر نوجوانوں کی آنکھوں کو ٹارگٹ کیا گیا ہے سینکڑوں نوجوان آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوگئے ہیں۔

شہداء کے مقروض ہیں، مشن ہر صورت آگے بڑھائیں گے، شبیر شاہ

کشمیر کی موجودہ صورتحال تشویشناک ہے، اجتماعی سوچ کیساتھ آگے بڑھنا ہوگا

سرینگر (نیٹ نیوز) کل جماعتی حریت کانفرنس کے سیکریٹری شبیر احمد شاہ نے جموں و کشمیر کی موجودہ صورتحال کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ شہداء کے مقروض ہیں، مشن کو ہر صورت آگے بڑھائیں گے، ہمیں اس وقت ایک اجتماعی سوچ کو لے کر آگے بڑھنا ہے۔ سرینگر میں جاری ایک بیان میں انہوں نے زخمیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کشمیری نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ ضرورت مند زخمیوں کیلئے خون کے عطیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے شہید برہان وانی کے والد سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہداء کے مقروض ہیں ان کا مشن ہر صورت آگے بڑھائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رواں جدوجہد کے دوران اپنی جانیں لٹانے والوں کے احسان مند ہیں اور اس وقت ان شہداء اور زخمیوں کے حوالے سے ہم پر عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس نازک موقع پر ان کی اعانت کے لئے آگے آئیں۔

حریت قیادت کا چھرّوں سے زخمیوں کا پاکستان میں علاج کرنے کا مطالبہ

وادی میں علاج کی سہولت نہیں، 100 افراد کی بینائی ضائع ہونے کا خدشہ ہے

اسلام آباد (نیٹ نیوز) آل پارٹیز حریت کانفرنس نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں پیلٹ گن سے زخمی ہونے والے 1 سو افراد کے علاج کے لیے اقدامات کیے جائیں، ورنہ ان کی آنکھوں کی بینائی ضائع ہوجانے کا خدشہ ہے۔ ''امت'' سے بات چیت کرتے ہوئے آل پارٹیز حریت کانفرنس (گیلانی) کے پاکستان میں کنوینر غلام محمد صفی نے کہا کہ حالیہ مظاہروں کے دوران بھارتی فوج نے پیلٹ گن سے مظاہرین پر براہ راست فائرنگ کی، جس سے 1 سو کے قریب افراد کی آنکھیں متاثر ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حریت کانفرنس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان افراد کو پاکستان لانے اور ان کے علاج معالجے کے لیے اقدامات کیے جائیں، کیوں کہ مقبوضہ کشمیر میں اس قسم کے علاج کی سہولیات موجود نہیں اور یہ لوگ بھارت کے دوسرے شہروں میں علاج کرانے کے متحمل نہیں ہوسکتے۔

بھارتی مظالم: سیاحوں نے مقبوضہ کشمیر کا رخ کرنا چھوڑ دیا

سرینگر (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کے کمانڈر برہان وانی کی شہادت کے بعد سے جاری کشیدہ صورتحال سے کشمیر میں سیاحت کی صنعت شدید متاثر ہوئی ہے اور بڑی تعداد میں سیاح کشمیر سے واپس لوٹ رہے ہیں۔ اس صورتحال کے سبب کشمیر کی سیاحت کی صنعت سے وابستہ لوگ کافی مایوس ہیں۔ سری نگر کی ڈل جھیل میں شارا چلانے والے عزیز احمد کا کام بھی گزشتہ 4 دنوں سے بند پڑا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب تو سارے سیاح کشمیر سے بھاگ رہے ہیں۔ بلوارڈ سرینگر میں ہوٹل چلانے والے فیضان کا کہنا ہے کہ 4 دن پہلے ان کے ہوٹل میں رات کے 12 بجے تک سیاح کھانا کھانے آتے تھے، لیکن اب کوئی نہیں آرہا۔

کینیڈا اور لندن میں سینکڑوں لوگوں کی بھارت مخالف ریلیاں

جرائم کا نوٹس لیکر بھارت کو سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدر آمد پر مجبور کیا جائے، مقررین

ٹورنٹو۔ لندن (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی طرف سے کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی مذمت کے لیے کینیڈا اور لندن میں سینکڑوں لوگوں نے احتجاجی ریلیاں نکالیں۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق فرینڈز آف کشمیر کے زیر اہتمام ریلی میں پاکستانی اور کشمیری تارکین وطن، سکھ برادری سے تعلق رکھنے والے افراد اور کینیڈا کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی جبکہ لندن میں بھارتی ہائی کمیشن کے باہر کشمیریوں نے ریلی نکالی گئی۔ مقررین نے مطالبہ کیا کہ کینیڈین حکومت بھارتی جرائم کا نوٹس لیکر بھارت کو بین الاقوامی قوانین اور سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد پر مجبور کرنے کے لئے اس پر پابندیاں عائد کرے۔ انہوں نے کینیڈا کے وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ جب تک بھارت اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتا ہے۔ اس وقت تک بھارت کا دورہ منسوخ کرنے کا

بھارتی مظالم کی انتہا کے باوجود کشمیریوں کا فولادی عزم ثابت، حوصلے نہیں ٹوٹے

کرفیو اور سخت بھارتی رکاوٹوں کے باوجود سینکڑوں بچے اور بڑے لوگ خون کے عطیات دینے ہسپتال پہنچ گئے، کچھ زخمی لاوارث

سری نگر (نیٹ نیوز) بھارت کی ریاستی دہشت گردی کے بعد سری نگر کے ہسپتالوں میں افراتفری کے بجائے بھائی چارے کا ماحول بنا ہوا ہے۔ اس سے کشمیریوں کا فولادی عزم ثابت ہوگیا اور کئی دہائیوں سے جاری طاقت کا بے دریغ استعمال بھی ان کے حوصلے پست نہیں کرسکا۔ سری نگر میں واقع صورا ہسپتال میں سینکڑوں بچے اور بڑے جوق در جوق خون کے عطیات دینے پہنچ رہے ہیں۔ کرفیو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہسپتال آنے والے سینکڑوں نوجوان اور بوڑھے کشمیری قطاروں میں لگ کر خون کے عطیات دیتے رہے۔ اردگرد درجنوں

دہشت گرد بھارتی فورسز نے مقبوضہ وادی کے ہسپتال بھی ٹارچر سیل بنادیئے

سرینگر (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فورسز کے مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے، درجنوں افراد شہید اور سینکڑوں زخمی ہوچکے ہیں جبکہ بھارتی فورسز نے ہسپتالوں کو بھی ٹارچر سیل بنادیا ہے جہاں زخمیوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر گرفتار کیا جارہا ہے۔

کشمیریوں کو اور مارو..... نئی دہلی میں متعصب بھارتیوں کا مظاہرے میں مطالبہ

نئی دہلی (نیٹ نیوز) بھارتی دار الحکومت میں انسانی حقوق کے کچھ علمبرداروں نے کشمیریوں کے بنیادی انسانی حقوق کیلئے مظاہرہ کیا تو متعصب بھارتیوں کی بڑی تعداد اس کے خلاف احتجاج کیلئے نکل آئی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کشمیریوں کو اور مارو۔ متعصب مظاہرین نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم ڈھانے والے غاصب مودی کے حق میں نعرے لگائے۔

کشمیریوں کی تکلیف کا احساس ہے

بھارتی مظالم پر محبوبہ مفتی بھی بول پڑیں

سری نگر (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم پر کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی بھی بولنے پر مجبور ہوگئیں۔ ویڈیو پیغام میں محبوبہ مفتی کا کہنا تھا کہ گزشتہ 27 سال میں ہزاروں نوجوان شہید کئے گئے۔ قبرستان بھر گئے، ماں ہونے کے ناطے کشمیری بچوں کی تکلیف کا احساس ہے۔

کشمیریوں پر بھارتی مظالم کیخلاف ریلیاں، ہر مکتبہ فکر کے لوگ شریک

حکومت سے کشمیر پالیسی میں تبدیلی کا مطالبہ، دنیا بھارتی مظالم پر خاموشی توڑے، مقررین

اسلام آباد (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی قابض سکیورٹی فورسز کی جانب سے 44 نہتے کشمیریوں کو شہید اور تین ہزار سے زائد افراد کو براہ راست گولیوں کا نشانہ بنانے کے خلاف آزاد کشمیر سمیت ملک بھر میں سیاسی، مذہبی، فلاحی تنظیموں، حریت کانفرنس اور جموں کشمیر سالویشن موومنٹ کے زیر اہتمام ریلیاں نکالی گئیں۔ مظاہرین بھارتی قابض فوجیوں کے ہاتھوں بے گناہ افراد کی شہادت اور ہزاروں افراد کو زخمی کرنے کے خلاف شدید احتجاج کر رہے تھے۔ مظاہرین سے اپنے خطاب میں حریت کانفرنس کے کنوینر غلام محمد صفی نے کہا کہ آج کشمیر میں جاری بھارتی دہشت گردی پر پوری کشمیری قوم اور 20 کروڑ پاکستانی ایک آواز ہوچکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ کشمیر پر پالیسی میں ہنگامی تبدیلی لاکر کشمیر میں جاری بھارتی مظالم کو رکوانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت فوجی قوت کے بل بوتے پر 70 برسوں سے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کیخلاف امریکی میڈیا بھی چیخ اٹھا

غاصب فوج نے 100 افراد اندھے کردالے، بچوں تک کو نہیں بخشا، واشنگٹن پوسٹ

واشنگٹن (نیٹ نیوز) مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی بربریت پر امریکی میڈیا بھی چیخ اٹھا۔ واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ایک ہفتے میں غاصب فوج 100 افراد کو اندھا کرچکی ہے جن میں کمسن بچوں تک کو بھی نہیں بخشا گیا۔ بھارتی صحافی برکھادت نے کشمیریوں پر بھارتی فوج کے مظالم کی خود گواہی بھی دی ہے۔ بھارت کی قابض فوج کی اس سفاک کارروائی کے چرچے امریکا تک بھی پہنچ گئے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر پر قابض بھارتی فوج نے کشمیریوں کے خلاف سفاکیت کی ایک نئی داستان شروع کردی ہے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے کہا ہے کہ پچھلے ایک ہفتے کے دوران 100 ایسے کشمیری سامنے آئے ہیں جن کی آنکھوں میں چھرے مار کر ان کی آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے جبکہ دوسری جانب اس بات کی گواہی بھارتی صحافی برکھادت نے بھی دی ہے کہ قابض فوج اب نوجوان کشمیریوں کی آنکھوں سے روشنی تک چھین لینا چاہتی ہے۔ ایک ڈاکٹر نے اخبار کو بتایا کہ ایسا ظلم مقبوضہ کشمیر میں پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

ترک عوام نے فوجی بغاوت ناکام بنادی، 265 افراد جان سے گئے

2843 باغی گرفتار

شہری ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے، فائرنگ بھی پسپا نہ کرسکی، گرفتار ہونے والوں میں 5 جنرل اور 27 کرنل شامل، 2745 جج بھی برطرف کردیئے گئے

انقرہ (نیٹ نیوز) ترکی میں عوام کے باہر نکلنے کے باعث جمہوریت کے اغوا کی چھٹی فوجی کوشش ناکام ہوگئی۔ اردگان حکومت نے حالات پر مکمل کنٹرول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بچے کھچے باغیوں کے زیر قبضہ ہیلی کاپٹرز و جیٹ طیارے مار گرانے کا حکم دیدیا ہے۔ بیرونی دورہ سے استنبول واپسی پر ترک صدر رجب طیب اردگان کا قوم سے خطاب میں کہنا ہے کہ اقلیتی ٹولے کی بغاوت کو جمہوریت پسند عوام، پولیس و فوج نے ناکام بنا دیا۔ فوج میں اب صفائی ہونی چاہیے۔ فوج کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسے عوامی خواہشات کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ بغاوت کے دوران اقلیتی فوجی ٹولے نے گن شپ ہیلی کاپٹرز کی مدد سے پارلیمنٹ ہاؤس، ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس اور پولیس ہیڈکوارٹرز پر فائرنگ اور بمباری کی۔ شہریوں، پولیس اور اردگان حکومت کے حامیوں میں جھڑپوں اور بمباری کے نتیجے میں 265 عام شہری، 17 پولیس اہلکار و جمہوریت پسند فوجی جاں بحق ہوئے۔ جھڑپوں میں 104 باغی بھی مارے جاچکے ہیں۔ معزول آرمی چیف کو فوجی اڈے جبکہ فوجی ہیڈکوارٹرز میں یرغمال بنائے گئے کئی سیاسی و عسکری رہنما بازیاب کرا لئے گئے ہیں۔ 2839 باغی فوجی حراست میں لے لیا ہے۔ ترک فوج کے 5 جنرل اور 29 کرنل برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ ترک فضائیہ کے ایک ایف 16 طیارے نے باغی گروپ کا گن شپ ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ فتح اللہ گولن کے حامی 2745 ججز برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق بیرونی دورے سے وطن واپسی پر ترک صدر رجب طیب اردگان نے قوم سے خطاب میں کہا ہے کہ بغاوت کی کوشش ناکام ہونے کے بعد ترک صدر رجب طیب اردگان نے قوم سے اپنے خطاب میں کہا کہ ایک چھوٹے فوجی گروپ نے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جسے عوام، پولیس و جمہوریت پسند فوج نے مکمل طور پر ناکام بنادیا ہے۔

بگرام میں امریکی ٹینک تباہ، ہلمند میں طالبان کا بڑا آپریشن، 100 سے زائد ہلاکتیں

افغانستان اتحادیوں پر مجاہدین کے تابڑتوڑ حملے

بدخشاں میں 10 چوکیاں فتح

امریکی ٹینک بارودی مواد سے ٹکرا کر تباہ، سوار 4 وحشی واصل جہنم، مجاہدین نے مختلف کارروائیوں میں 12 ٹینک تباہ کئے، سوار درجنوں اہلکار لقمہ اجل بن گئے

طالبان نے بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی ساز و سامان غنیمت کرلیا، کنٹر میں فوجی بیس پر حملے میں 4 اہلکار نشانہ بنے، قندھار میں بمباری سے 20 افراد شہید

کابل (نیٹ نیوز، مانیٹرنگ ڈیسک) افغانستان میں مجاہدین کے اتحادیوں پر تابڑتوڑ حملوں کا سلسلہ جاری، بگرام میں امریکی ٹینک بارودی مواد سے ٹکرا کر تباہ کردیا گیا جس میں 4 امریکی فوجی واصل جہنم ہوئے، ہلمند میں طالبان نے بڑا آپریشن کرکے 49 فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مختلف کارروائیوں میں مجاہدین نے 100 سے زائد فوجیوں اور پولیس اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔ مجاہدین نے مختلف کارروائیوں میں جبکہ 2 ٹینک تباہ کئے گئے ہیں۔ دوسری جانب قندھار میں امریکی فورسز کی بمباری سے 20 افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق پولیس اہلکاروں کی گاڑی پر صوبہ کابل ضلع بگرامی میں دھماکہ ہوا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حسن خیل کے اسلحہ اور فوجی ساز و سامان غنیمت کیا۔ کنٹر میں فوجی بیس پر حملے میں 4 اہلکار نشانہ بنے ہیں۔ علاقے میں پولیس رینجر گاڑی پر ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے صوبہ دایکنڈی ضلع اجرستان کے محمد خیل کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چار فوجی مراکز کا کنٹرول حاصل کرلیا۔

www.alqalamonline.com

القلم پشاور
WEEKLY ALQALM-E-PESHAWAR
www.alqalamonline.com
ناشر عرفان احمد نے برہان پرنٹنگ پریس محلہ جنگی پشاور سے چھپوا کر وزیرستان پلازہ پشاور صدر سے شائع کیا۔
دفتر کا پتہ: دکان نمبر UG/8A ڈینز ٹریڈ سنٹر پشاور کینٹ
راولپنڈی دفتر فون فیکس: 051-4582224

کشمیر میں حریت کی نئی لہر......ایک پیغام اقوام عالم کے نام

کشمیری قوم اپنے حق خود ارادیت کے لیے گزشتہ تین پانچ دہائیوں سے قربانیوں اور جانبازیوں کی ایک عظیم تاریخ رقم کر رہی ہے۔

حالیہ نئی لہر بلکہ گزشتہ ایک دہائی میں جتنی بھی حریت کی تیز لہریں آئی ہیں وہ اس اعتبار سے منفرد اور اقوام عالم کی آنکھیں کھول دینے والی ہیں کہ اس میں تحریک کے تمام تر جوش و خروش اور اٹھان خود کشمیر اور کشمیری [illegible]

[illegible]

ترکی ایک بار پھر سرخرو

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کرنے والے فوجی آمر کمال اتاترک کے فوجی جانشینوں نے ایک بار پھر عالم اسلام کی شان بن کر ابھرتے ترکی کو جھکانے کی کوشش کی اور اسلام پسند جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے کا اقدام کر ڈالا۔ مگر ترکی کے غیور عوام اور اسلام پسند عوام اور دیگر قائدین نے بروقت اور مثالی اقدامات کر کے اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ امریکہ اور اس کے حواری عالم اسلام کے مختلف ممالک کو خلفشار کا شکار کرنے کے بعد اب ترکی کو اس دلدل میں پھنسانے پر خوشی منانے کی تیاری کر رہے تھے ان سب کا منہ خاک آلود ہو گیا ہے اور ترکی کے اسلام پسند حکمران اور عوام ایک بار پھر سرخرو ہو گئے ہیں!

پاگل پن

ساحر سعید

ہمارے حکمرانوں کے پسندیدہ ترین ملک کے ماضی قریب و حال کو دیکھ لیں، کبھی وفاداری نہ ملے گی۔

معاملہ تقسیم ہند کا ہو یا ریاستوں کے الحاق کا، معاملہ آبی جارحیت کا ہو یا بلوچستان میں بڑھتی ہوئی ''را'' کی دہشت گردی کا۔ ہندو بنئے کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان کسی صورت بھی چین سے نہ رہ سکیں۔

1853 سے لیکر 1947 تک گلاب سنگھ اور اس کی اولاد کشمیر پر حاکم رہی۔ یہ سکھوں کا ظالمانہ دور تھا مگر غیرت مند کشمیری قوم نے آزادی اور حریت کی تحریک کو کسی نہ کسی صورت گرم رکھا۔

16 اگست 1947 کو جب انگریز برصغیر سے نکل رہا تھا تب تقسیم ہند کے فارمولے کو نظر انداز کرتے ہوئے گورداسپور اور پٹھان کوٹ کے مسلم اکثریتی علاقے انڈیا میں شامل کر دیئے گئے۔ پھر انہی راستوں پر چل کر انڈیا نے کٹھوعہ، جموں، اودھم پور، ضلع ریاسی، راجوری پونچھ کے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرتے ہوئے کشمیر پر قبضہ کیا۔

اسی وقت کشمیر اور سرحد، گلگت، بلتستان کے کچھ سرفروش قبائل اٹھے اور نہتے ہونے کے باوجود انڈین آرمی کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے مذکورہ مقبوضہ علاقوں تک محدود کر دیا۔

تقسیم ہند کے متصل بعد آزادی و حریت کی ایسی خونی جدوجہد شروع ہوئی جس کے خاکے کی تعبیر میں ہر کشمیری مسلمان نے اپنے خون اور عزت سے رنگ بھرا ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ کشمیر میں اپنے حق پر مزاحمت کرنے والے بے کار اور غیر تعلیم یافتہ اور ایجنسیوں کے آلہ کار لوگ ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ کشمیریوں نے جب تک زندہ رہنے کی خواہش کی تو دشمن سے دب کر بدلہ ادھار کیے جیتے رہے مگر جیسے ہی تعلیم و شعور آیا تو انہوں نے زندگی اور دشمن دونوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھ کر مزاحمت کا راستہ اختیار کیا۔

چلتے چلتے ایک نظر ان لوگوں کی تعلیم و تربیت پر ڈالتے ہیں جو اپنے ملک و ملت کے لئے ہیرو اور دنیا کی نظر میں دہشت گرد تھے۔

یہ ایک ایم بی بی ایس کے طالب علم ڈاکٹر افضل گورو ہیں، سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنی اعلیٰ تعلیم ہے مگر اس نے پارلیمنٹ تک ہاتھ اٹھانے کی جرات کیونکر کی؟

یہ کشمیر کی تاریخ کے پہلے فدائی مجاہد سید آفاق شاہ ہیں۔ کشمیر میں ایک کالج کے سٹوڈنٹ مگر پھر ایسا قدم کیوں کہ خود بارود میں لپٹ کر ہواؤں میں تحلیل ہو گئے؟

یہ کمانڈر مزمل امین شہید ہیں۔ کشمیر کے ایک جید عالم۔ یہ خوبصورت نوجوان مدثر کامران شہید ہیں، پی ایچ ڈی کے ڈگری ہولڈر ہیں۔ ہلال احمد شہید اور بلال احمد شہیدان میں سے ایک مفتی ہے اور ایک عالم۔

طاہر رسول شہید (ایم ایس سی)۔ سیف اللہ کشمیری شہید (سول انجینئرنگ)۔ سجاد یوسف شہید (ایم ایس سی کمپیوٹر اپلی کیشن)۔۔۔

مسیح اللہ شہید (مکینکل انجینئرنگ)۔ عمر احسان شہید (ایم ایس سی فزکس)۔ محمد شفیع شہید (ڈگری ہولڈر انجینئر)۔ شیراز احمد شہید (ڈبل ایم اے)۔ ماسٹر شکیل احمد (ایم اے، بی ایڈ) عاشق حسین شہید (ایم اے، بی ایڈ)۔ شبیر احمد میر شہید (گریجویشن)۔۔ طالب شاہ شہید (پی ایچ ڈی)۔ گلزار احمد شہید (ایم ایس سی)

یہ تو چند نام ہیں جبکہ:

دو چار سے دنیا واقف ہے
گمنام نہ جانے کتنے ہیں

ان ڈگری ہولڈر شہداء کی اعلیٰ تعلیم و قابلیت اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ انڈین قیادت کو اپنی روایتی ہٹ دھرمی چھوڑ کر کشمیر کے مسئلہ کو سنجیدہ لینا ہوگا۔ کشمیر کا فیصلہ فوجی دماغ سے نہیں بلکہ کشمیری عوام کی خواہش کے مطابق حل کرنا ہوگا۔

ورنہ کچھ بعید نہیں کہ IC-814 اغواء ہوں اور ان کشمیریوں کے ہاتھ انڈین پارلیمنٹ تک جا پہنچیں۔ کچھ مشکل نہیں کہ سامبا سیکٹر، گورداسپور میں دینہ ناتھ، اور پٹھان کوٹ جیسے واقعات تسلسل سے، مزید تیز اور بڑے پیمانے پر ہونے لگیں۔

واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کشمیریوں نے جب تک زندہ رہنے کی خواہش کی تو دشمن سے دب کر بدلہ ادھار کیے جیتے رہے مگر جیسے ہی تعلیم و شعور آیا تو انہوں نے زندگی اور دشمن دونوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھ کر اپنے حق کے لئے صرف مزاحمت کا راستہ اختیار کیا۔ اب ان حق پرستوں کو ان کے موقف سے الگ کرنے کی خواہش انڈیا کے لئے لفظ پاگل پن کی تعریف سے زیادہ کچھ نہیں۔

☆......☆......☆

مختصر تاریخ کشمیر

محمد مقصود احمد شہید

تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے ایک وقت میں اسلام کی دعوت نے یہاں (کشمیر میں) ایسا قدم جمایا کہ یہ پوری وادی اسلامی ریاست بن کر نئے سرے سے جگمگا اٹھی۔

اسلام کی آمد سے قبل یہاں ہندوؤں کی حکومت تھی اور پھر ۱۳۳۹ء میں یہاں پہلی باقاعدہ اسلامی حکومت قائم ہوئی، جس کی زمام اقتدار شاہ میر شمس الدین کے ہاتھوں میں تھی۔ ۱۳۳۹ء سے لے کر ۱۸۱۸ء تک کشمیر ایک اسلامی ریاست تھی، اس کے حکمران صرف مسلمان تھے اور تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہاں کے حکمرانوں میں اگر مسلم قوم کے تنزل کے سبب حکمرانوں میں فسق و فجور بھی اپنے اپنے وقت میں نمودار ہوئے لیکن یہاں کے سرکاری اور عدالتی قانون کے طور پر صرف اور صرف اسلام ہی کا غلبہ رہا اور مسلمانوں کا اقتدار پر پوری طرح غلبہ رہا۔

۱۸۱۹ء میں پنجاب کے اکثر علاقوں پر قبضہ کرنے والے مشہور زمانہ ظالم سکھ حکمران رنجیت سنگھ نے دولت رفاغنہ کے مسلمان حکمرانوں کے غدار درباریوں سے ساز باز کر کے ایک زبردست لشکر لے کر کٹھوعہ، جموں، راجوری اور پونچھ کو تاخت وتاراج کیا اور آگے بڑھتے ہوئے وادی کشمیر پر زوردار حملہ کیا جس کے نتیجے میں رنجیت سنگھ کی افواج جموں اور کشمیر پر قابض ہو گئیں۔

۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۵ء تک یہ وادی گل پوش سکھوں کے جابرانہ تسلط کے نیچے سسکتی رہی۔ یاد رہے کہ یہ وہی رنجیت سنگھ ہے جس کے دور حکومت میں پنجاب کی مساجد کو اصطبل خانوں میں بدل دیا گیا تھا اور سید احمد شہیدؒ کے لشکرِ جہاد نے ان سکھوں سے کئی بڑے بڑے معرکے لڑے تھے۔

الغرض رنجیت سنگھ کے اسی دور حکومت میں انگریزوں کے ساتھ بھی اس کی جنگیں جاری رہیں تا آنکہ اس نے انگریزوں سے مصالحت کرتے ہوئے مشہور زمانہ کوہ نور ہیرا اور ریاست جموں و کشمیر انگریزوں کو بطور تاوان کے دیدیئے۔

بعد ازاں سیاہ دل انگریزوں نے اپنی انسان دشمن فطرت پر عمل کرتے ہوئے ریاست کشمیر کی نیلامی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ جموں کے ایک ہندو جاگیر دار گلاب سنگھ ڈوگرا نے کشمیر کو لاکھ کے عوض خرید لیا۔ گویا انسانیت کا یہ بدترین سودا فی کشمیری کے عوض ۲ روپے میں سے بھی کم طے پایا، تاہم مسلمانانِ کشمیر کی مزاحمت کی وجہ سے گلاب سنگھ ریاست پر عملاً قبضہ کرنے میں ناکام رہا حتیٰ کہ انگریز سپہ سالار مسٹر لارنس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ کشمیر پر قبضہ کر کے اسے گلاب سنگھ کے حوالے کیا۔

۱۸۵۳ء میں اس قبضے کے بعد سے ۱۹۴۷ء تک کشمیر پر گلاب سنگھ کی اولاد ہی حکمرانی کرتی رہی۔ جبکہ اس دوران کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی بھی کسی نہ کسی پیمانے پر جاری رہی۔ آزادی کی یہ جدوجہد جو عسکری انداز میں جاری تھی۔

۱۹۴۰ء تک اپنی جڑیں بہت مضبوط کر چکی تھی اور ۱۹۴۷ء میں جب انگریز نے ہندوستان چھوڑا تو جہاد کشمیر ایک منظم اور مربوط و مضبوط تحریک کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اول گلگت بلتستان اور چلاس وغیرہ کے علاقوں سے قابض ہندو افواج کو نکالا گیا اور پھر ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو بارہ مولا، مظفر آباد، میر پور، کوٹلی، پونچھ اور راجوری میں بھی مسلمانوں نے اعلان جہاد کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ اقدام بے سروسامانی کے باوجود اس قدر پختہ تھا کہ ان تمام شہروں سے ڈوگرا ہندو فوج بھاگ گئی۔ حتیٰ کہ خود حکمران وقت راجہ ہری سنگھ سری نگر سے بھاگ کر جموں میں آکر پناہ گزین ہو گیا۔ یہیں سے اس نے بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو سے رابطہ کیا اور کشمیر کو بھارت کے ساتھ ملحق کرنے کا حلفیہ معاہدہ کر لیا اس معاہدہ کے بعد ہری سنگھ نے مسٹر نہرو اور خطہ میں انگریزوں کے نمائندے ماؤنٹ بیٹن کے نام ایک عریضہ ارسال کیا جس میں درج تھا کہ:

میں اس وقت انتہائی پریشانی کے عالم میں ہوں، بغاوت کا سیلاب جموں اور سرینگر کی دیواروں سے ٹکرا رہا ہے۔ سرحدی قبائل پوری ریاست اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہیں لہٰذا اگر آپ میری ریاست بچانا چاہتے ہیں تو بروقت میری مدد کیجئے اس کے لئے میں عارضی الحاق کے لئے کاغذاتِ الحاق بھی بھیج رہا ہوں

بھارت سے الحاق کے ساتھ ہری سنگھ نے یہ شرط بھی عائد کی تھی کہ چونکہ اس کا ریاست پر عملاً قبضہ نہیں رہا اس لئے یہاں قبضہ کرنا بھارت کی اپنی ذمہ داری ہوگی، یہ شرط بالفاظ دیگر بھارت کو کشمیر پر بزور طاقت قبضہ کرنے کی دعوت تھی لیکن بھارت فی الحال ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ تقسیم ہند کے طے شدہ فارمولے سے انحراف ہوتا، چنانچہ پہلے ایک کشمیری رہنما شیخ عبداللہ کو خریدا گیا، اور اسے کشمیر کا حکمران بنا کر کشمیر بھیجا گیا۔ کشمیری مسلمانوں کو بھارت کی ایماء پر بننے والی یہ حکومت قطعاً گوارا نہ تھی کیونکہ اس کے قیام کے باوجود بھارت سے الحاق بہرحال قائم تھا۔ چنانچہ مسلمانانِ کشمیر کی طرف سے شیخ عبداللہ کی مزاحمت کی گئی اور اسی موقع کو اپنے مذموم مقصد کے لیے مناسب جان کر شیخ عبداللہ کی کٹھ پتلی حکومت کو بچانے کے لئے بھارت نے اپنی مسلح فوج کشمیر میں داخل کر دی۔

بھارت کی اس فوج کشی کا اولین مقصد وادی کشمیر میں مسلمانوں کا زور توڑ کر وہاں بھارتی تسلط کی راہیں ہموار کرنا تھا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ کی حکومت کو بچانے کے نام پر آنے والی بھارتی فوج نے پنجاب کے بلوائیوں، فوج اور دیگر ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر قبضہ کرنا شروع کیا اور پہلے ان علاقوں سے جہاں مسلمان نسبتاً کم تھے ان کا صفایا ضروری سمجھا۔

چنانچہ ضلع کٹھوعہ کو بالکل مسلمانوں سے خالی کر دیا، شہر جموں میں ہزاروں تعداد میں مسلمان قتل کر دیئے گئے۔ ضلع اودھم پور میں خون کے دریا بہائے گئے، ضلع ریاسی جو ایک عرصہ سے ریاست ریاسی ضلع کے نام سے مشہور تھی، قلتِ افراد کی وجہ سے ایک ضلع بھی نہ رہ سکی حتیٰ کہ آج بھی ضلع اودھم پورہ کی تحصیل ہے۔ راجوری، پونچھ اور بارہ مولا کے بعض علاقوں میں بھی ایسے ہی خون مسلم سے ہولی کھیلی گئی، راجوری کے دیہاتوں میں صدہا مسلمانوں کی زندہ کھال اتار دی گئی، اس عظیم خون ریزی میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان شہید اور ہزاروں کی تعداد میں پاکستان کی طرف ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے جو آج بھی پاکستان بھی موجود ہیں۔

اس داستانِ خون آشام کو سن کر مظفر آباد، پونچھ، کوٹلی اور گلگت وغیرہ کے مسلمان منظم ہو گئے، آزاد قبائل نے بھی ان کا ساتھ دیا اور کسی قدر پاکستان نے بھی مدد کی تو ان مجاہدین نے راجوری، پونچھ اور بارہ مولا وغیرہ علاقوں میں بھارتی فوج کو روک دیا، جانبین سے زبردست جنگ ہوئی مگر بھارت کے سامنے اب کٹھوعہ، جموں اور اودھم پور کے نہتے مسلمان نہیں تھے، اب بزدل ہندو کا سابقہ صدیوں کے بعد مسلمان سے پڑ رہا تھا، چنانچہ بھارت ہزاروں جانیں گنوا کر بھی ایک انچ زمین کیا حاصل کرتا، دن بدن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

ایک ایک دن میں سینکڑوں نہیں ہزاروں لاشیں دہلی پہنچنے لگی، اس صورت حال سے بھارت کو یقین ہو گیا کہ وہ طاقت کے زور پر کشمیر پر تسلط نہیں حاصل کر سکتا اور اگر اسکے خلاف کشمیری مسلمانوں کی مزاحمت یونہی جاری رہی تو ریاست پر اسکا قبضہ ہرگز برقرار نہیں رہ سکتا چنانچہ اب اس نے میدان جنگ کی بجائے مذاکرات کی میز کا سہارا لینا شروع کر دیا بھارت کی اپنی کوششوں کے نتیجہ میں مسئلہ کشمیر بھی اقوام متحدہ قراردادوں کی نظر ہوتا رہا اور کبھی پاکستان سے گفت و شنید کے درمیان اٹکا رہا۔ یہی وہ بھارتی طرز عمل تھا جس کی بدولت بھارت ۱۹۴۷ء سے لیکر اب تک پاکستان کو کشمیر میں مداخلت سے روکتا رہا۔ ۱۹۴۷ء میں کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے جانے والے پاکستانی قبائل کے مجاہدین کو کشمیر سے واپس آنے سے مجبور کرنے میں بھی یہی بھارتی پالیسیاں کارفرما تھیں اور آج بھی دراندازی کو روکنے کے لئے پاکستان کو گاہے بگاہے نا صرف بھارت بلکہ بین الاقوامی برادری کی طرف سے مجبور کیا جا رہا ہے اس میں بھارت کی یہی پالیسی کارفرما ہے کہ کشمیر بھارت کا ایک داخلی سیاسی مسئلہ ہے جس میں پاکستان کی حکومت یا یہاں کی مسلمان عوام کو کسی قسم کی مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

(بقیہ صفحہ 6)

جہاد کشمیر اور غزوۃ الہند

سنگِ میل
amerpuri@yahoo.com
عبدالحفیظ امیر پوری

غزوات کی بلحاظِ زمانہ وقوع دو بڑی قسمیں ہیں:

(۱) غزواتِ ثابتہ یا واقعہ
(۲) غزواتِ موعودہ

غزواتِ ثابتہ یا واقعہ سے مراد وہ جنگیں جو رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں وقوع پذیر ہو چکیں ہیں۔ بلحاظِ زمانہ وقوع کی دوسری قسم غزواتِ موعودہ ان غزوات کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں وقوع نہیں ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی پیشن گوئی فرمائی۔

کفار کے خلاف نبوی غزوات میں سرکار دو عالم ﷺ کی قیادت میں شرکت کے لئے صحابہ کرام بے پناہ شوق اور جذبہ رکھتے تھے۔ ایسا شوق، سچے ایمان کا تقاضا اور حقیقی حب رسول ﷺ کی علامت تھی۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے مبارک عہد کے بعد، جب آپ ﷺ کی قیادت میں جہاد کی سعادت حاصل کرنے کا موقع باقی نہ رہا تو سلف صالحین ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کم از کم آپ ﷺ کی پیشن گوئی والے کسی معرکہ میں شرکت کی سعادت ضرور حاصل کر سکیں۔ غزواتِ موعودہ میں سے ایک غزوہ غزوۃ الہند بھی ہے۔

ایسے حضرات کی تو ایک بہت بڑی تعداد ہے جنہوں نے غزوۃ الہند میں شرکت کی تمنا کی لیکن ان میں سے ہم صرف حضرت امام ابو اسحٰق فزاریؒ کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب انہوں نے غزوۃ الہند کی احادیث سنیں تو حضرت ابن داودؒ سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا:

''کاش کہ مجھے رومیوں کے ساتھ جنگ و جہاد میں گزری ساری عمر کے بدلہ میں ہندوستان کے خلاف، نبوی پیشین گوئی کے مطابق، جہادی مہم میں حصہ لینے کا موقع مل جاتا۔''

امام ابو اسحٰق فزاریؒ کی اس تمنا کے پیش نظر ان کی عظمت کا اندازہ ان کے مناقب میں، حضرت فضیل بن عیاضؒ کے اس خواب سے لگایا جا سکتا ہے جو امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا:

''نبی اکرم ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے اور آپ ﷺ کے پہلو میں ایک نشست خالی ہے تو میں نے ایسے موقع کو نادر اور غنیمت سمجھتے ہوئے اس پر بیٹھنے کی کوشش کی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ کہتے ہوئے منع فرمایا کہ یہ نشست خالی نہیں بلکہ ابو اسحٰق فزاریؒ کے لئے مخصوص ہے۔''

غزوۃ الہند نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئیوں میں ان غزواتِ موعودہ کی ذیل میں آتا ہے جن کی فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

میرے جگری دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس امت میں سندھ و ہند کی طرف لشکروں کی روانگی ہوگی۔ اگر مجھے ایسی کسی مہم میں شرکت کا موقع ملا اور میں (اس میں شریک ہو کر) شہید ہو گیا تو ٹھیک، اگر (غازی بن کر) واپس لوٹ آیا تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہوگا۔
(مسند احمد ۲/۳۶۹، البدایہ والنہایہ ۶/۲۲۳)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ کر دیا ہے ایک گروہ ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور دوسرا گروہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد، السنن الکبریٰ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہندوستان کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا:

ضرور تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا، اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ (مجاہدین) ان (ہندوؤں) کے بادشاہوں (حاکموں) کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ (اس جہادِ عظیم کی برکت سے) ان (مجاہدین) کی مغفرت فرما دے گا۔ پھر جب وہ مسلمان واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا کر دی اور ہم واپس پلٹ آئے تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جو ملک شام میں (اس شان سے) آئے گا کہ وہاں عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا۔ یا رسول اللہ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے پاس پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ میں آپ ﷺ کا صحابی ہوں۔ (راوی کا بیان ہے) کہ حضور ﷺ مسکرا پڑے اور ہنس کر فرمایا، بہت مشکل، بہت مشکل۔ (کتاب الفتن لنعیم بن حماد، مسند اسحٰق بن راہویہ)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ:

بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی جانب ایک لشکر روانہ کرے گا۔ مجاہدین سرزمین ہند کو پامال کر ڈالیں گے، اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیں گے، پھر وہ بادشاہ ان خزانوں کو بیت المقدس کی تزئین و آرائش کے لئے استعمال کرے گا۔ وہ لشکر ہندوستان کے بادشاہوں (حاکموں) کو بیڑیوں میں جکڑ کر اس بادشاہ کے روبرو پیش کرے گا۔ اس کے مجاہدین، بادشاہ کے حکم سے مشرق و مغرب کے درمیان کا سارا علاقہ فتح کر لیں گے اور دجال کے خروج تک ہندوستان میں قیام کریں گے۔
(کتاب الفتن لنعیم بن حماد)

حضرت صفوان بن عمروؓ سے مروی ہے اور حکم کے لحاظ سے مرفوع کے درجہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں کچھ لوگوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے کچھ لوگ ہندوستان سے جنگ کریں گے، اللہ تعالیٰ انکو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ ہندوستان کے بادشاہوں (حاکموں) کو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پائیں گے، اللہ ان مجاہدین کی مغفرت فرمائے گا جب وہ شام کی طرف پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو وہاں موجود پائیں گے۔ (کتاب الفتن لنعیم بن حماد)

ان احادیث میں سچی پیشن گوئیاں، بلند علمی نکات اور بہت سے اہم، ماضی و مستقبل کے حوالے سے واضح اشارات موجود ہیں جن میں عام مسلمانوں کے لئے بالعموم اور برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان بشارتوں اور خوشخبریوں کی حلاوت و لذت کو وہی لوگ پوری طرح محسوس کر سکتے ہیں جنہیں اللہ نے کسی نہ کسی انداز سے اس مبارک غزوہ میں شریک ہونے کی سعادت بخشی ہے۔

(بقیہ صفحہ 6)

منتظر نگاہیں......!!

Nishtareqalam@gmail.com
نشترِ قلم
زبیر طیب

شیطان ہمیشہ وہاں براجمان ہوتا ہے جہاں سے اللہ نے اپنا دین اٹھانا ہوتا ہے... یہی وجہ تھی کہ مکہ کے اندر شرک اور برائی کا بازار اتنا گرم کر دیا کہ وہاں سے مشرکین کو مٹانا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا.. برہنہ طواف اور حج کرنا، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا بہت معمولی سی بات تھی. قبلہ جسے پاکیزہ اور اللہ کا گھر تصور کیا جاتا تھا جھوٹے خداؤں سے بھرا پڑا تھا

ایسے میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مشرکین مکہ کو اسلام کی دعوت دینا کسی بھی مست ہاتھی کو چھیڑنے کے مترادف تھا. چنانچہ دیانت صداقت امین ہونے کے باوجود ساری محنت کا نتیجہ ہجرت کی شکل میں نکلا. لیکن جب ایک طویل ترین جدوجہد یہود اور مشرکین مکہ کے ساتھ غزوات کے بعد مکہ فتح ہوا تو مکہ کے اندر سے مشرکین اور شرک کا خاتمہ ایسے ہوا کے دوبارہ اس فتنے کو سر اٹھانے کا موقع نہ مل سکا. اور مکہ شہر اپنے نام کی طرح عملی طور پر پاکیزہ نظر آنے لگا۔

شرک کا فتنہ صرف مکہ کی حد تک محدود نہ تو پہلے تھا اور نہ ہے آج ہے۔ حجاز سے دور ہند کے مقام پر آج بھی ویسے ہی شرک اور انسانیت پر ظلم و ستم کے بازار عروج پر ہیں جیسے مشرکین مکہ کے زمانے میں تھا۔ فرق صرف ذہن کا ہے، یا زبان کا . یہاں پر مشرکین مکہ کا مذہب ہندو ازم کے نام سے مقبول عام ہے یہی وجہ ہے ہندوستان میں رہنے والا ہر بندہ خواہ وہ عام ہے یا خاص برہمن ہے یا پنڈت مشرکین مکہ والوں کو اپنا بھائی اور ہم مذہب تسلیم کرتا ہے. ان لوگوں کے مذہبی نکتہ نظر سے خانہ کعبہ ایک ٹیمپل ہے (نعوذ باللہ) جو ان کے ایک بھگوان کی ملکیت ہے۔ جسے یہ لوگ ''شیوالنگم'' کا نام دیتے ہیں. ان کے نزدیک مسلمان اصل مذہب سے ہٹی ہوئی قوم کا نام ہے جسے اپنے مذہب کی طرف واپس لانے کے لیے دیوتا شیولنگم کے ٹیمپل کو آزاد کروانا ضروری ہے۔ (نعوذ باللہ)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ ہجرت فرما گئے تو اس وقت مدینہ میں بسنے والی ایک قوم یہود کی بھی تھی جو وسیع پیمانے پر سود کا کاروبار کرنے میں مہارت رکھتی تھی. مدینہ کے یہود کو جب ان کی شر انگیزی کی وجہ سے مدینہ سے نکال باہر کیا گیا تو یہی قوم خیبر کے مقام پر جا آباد ہوئی. ان لوگوں کو مدینہ سے نکالے جانے کا غم تھا چونکہ مشرکین مکہ اور یہود کے مفادات ایک تھے اور ان کے اہداف بھی ایک، چنانچہ دونوں اقوام کی آپس میں خوب بنی اور دونوں اہل مدینہ کے خلاف یکجا ہو کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں پکانے لگے۔ تاریخ گواہ ہے خیبر کے یہود کی سازشوں اور مکاریوں کی بدولت مسلمان جب بھی مکہ کی جانب پیش قدمی کا سوچتے انھیں بے شمار رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا. چنانچہ خیبر کی جانب پیش قدمی کی بدولت غزوہ خیبر پیش آیا اور یوں خیبر کے خاتمے کے بعد فتح مکہ بھی ممکن ہو سکا۔

آج ایک دفعہ پھر ایک اور خیبر اسرائیل کے نام سے فلسطین کے مقام پر وجود پا چکا ہے۔ جب کے مشرکین مکہ کے نام سے منسوب ہندوستان بھی اب مکمل طور پر ان ہی کی نسلوں اور ہم مذہب کے ہاتھوں میں جا چکا ہے . دونوں کے مفادات میں فرق اتنا ہے کے مشرکین ہند ایک دفع پھر مکہ میں اپنے ٹیمپل کو آزاد کروانا چاہتے ہیں جب کے اسرایل کے یہود ایک بار پھر حجاز میں داخل ہو کر مدینہ پر قبضہ مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں پر یہ لوگ اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے یکجا ہیں۔ دونوں کی پالیسی کشمیر کے بارے میں ایک ہی ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں ایک ہی ہے اور یہاں تک کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھر چکی ہے۔

ایک مدت گزر گئی ہمارے یہاں کے بچے نانا، نانی اور دادا، دادی سے بچپن میں پریوں کی کہانیاں سنا کرتے تھے، لیکن کشمیر کے بچے ڈوگرہ راج کی کہانیاں اور مظالم کی داستانیں سن کر جوان ہوتے ہیں۔ عام بچے لوریاں سن کر سویا کرتے تھے اور وہاں کے بچوں کو آزادی کے نغمے سنے بنا نیند نہیں آتی تھی۔ آج یہی نسل جوان ہوئی تو کشمیر کی آزادی کو ایک نئی مہمیز دے گئی۔

آج کشمیر میں امت مسلمہ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے کیا اسے پھر سے دہرانے کی ضرورت ہے؟ اس مرض لا علاج کی دواء کیا ہے؟ آخر کب تک یہاں کے باشندوں کے ساتھ یہ خونی کھیل کھیلا جائے گا؟ کیا کوئی فکر و نظر رکھنے والا اور انسانیت کے دکھ درد کو محسوس کرنے والا غیرت مند طبیب اس مرض لا علاج کی تشخیص کرنے والا ہے؟ جو امت کے جلتے جسموں اور بڑھتے زخموں پہ مرہم رکھ سکے۔ کوئی ہے جو اس امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پہ لے جائے؟ کوئی ہے جو انسانیت پر ترس کھانے والا ہو؟ کوئی ہے جو امت کی معصوم بیٹیوں پر ترس کھانے والا ہو؟ کوئی ہے جو امت کی بیٹیوں کی آبرو ریزی اور عصمت دری کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑا ہو؟ کوئی ہے جو ماؤں بیٹیوں بہنوں بیویوں کی آبرو کی چوکیداری کرنے والا ہو جو ماؤں کے سروں سے آنچل کو نہ چھننے دے جو بیواؤں سے ہمدردی کرنے والا ہو جو یتیموں کے سر پرست شفقت رکھنے والا ہو؟ ارے کوئی ہے جو محمد بن قاسم بن کر کشمیری بہن اور بیٹی پر اٹھنے والے ہاتھ، بری ماؤں کی طرف اٹھنے والے قدم، شام و مصر کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والی زبان کاٹنے اور سعودی سلامتی کی طرف اٹھنے والی ناپاک نگاہوں میں گرم سلائیں اور افغانستان و پاکستان اور تمام عالم سلام کے خلاف ناپاک عزائم کی قبل از تکمیل خاک میں ملانے کی قوت ایمانی رکھنے والا ہو؟

کشمیر میں ظلم و بربریت کی جو تاریخ رقم ہوئی اس سے کون واقف نہیں؟ یہ سب کچھ کیوں ہوا کس نے کب کیا؟ اس کی کس کو خبر نہیں؟ مگر ہم مسلمان ابھی خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں کوئی نہیں جو دل میں درد محسوس کرتا ہو؟ کون ہے جو صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی کی سیرت و کردار کو دہرانے والا ہو، جو ابوبکر کی غیرت بن کر، عمر کی شجاعت بن کر، عثمان کی حیا بن کر، علی کا عدل بن کر ان مظلوم مسلمانوں کے دکھ کو محسوس کرتے ہوئے میدان میں اترے اور ظالم کے ہاتھ کو زنجیریں پاؤں کو بیڑیاں زبان کو لگام دے سکے؟ ارے کب تک مسلمانوں پر ظلم کرتا رہے گا؟ کب تک یہ بندر کی پوجا کرنے والا ناپاک مشرک مسلمان کی جان و مال سے کھیلتا رہے گا؟

ہاں! ہم سکون سے اس لئے ہیں نا کہ ہمارے گھر ابھی تک محفوظ ہیں؟ ہمارا کوئی جوان خون اس میں نہیں بہا؟ ہماری کسی بہن کی عصمت نہیں لٹی؟ ہمارے گھر میں خون کی ندیاں نہیں بہیں؟ مگر یاد رکھو! اگر یونہی بے حسی کا مظاہرہ ہوتا رہا تو یہ ظلم ایک دن تمہارے گھر تک پہنچ جائے گا۔ تب تمہیں احساس ہوگا کہ ظلم کیا ہوتا ہے؟ تب مدد کے لئے پکارو گے تو کوئی نہ آئے گا۔

ہو سکے تو صرف ایک بار اپنی نگاہیں کرکٹ میچ، موبائل اور زمانے کی چکا چوند سے ہٹا کر کشمیر کی ان بہنوں اور ماؤں کی طرف پھیرو تو تمہیں بھارتی افواج کے ہاتھوں معصوم کشمیری بہنوں، ماؤں اور بیٹیوں کی لٹتی ہوئیں آبروئیں اور کٹتی ہوئیں چھاتیاں نظر آئیں گی تو شاید پھر تم اپنی عقل پر ماتم کر سکو۔

جب میں بے حس مسلمان حکمرانوں اور الیکٹرونک و پرینٹ میڈیا پہ بیٹھ کر تبصرے اور تجزیے کرنے والے صحافیوں کی مکاری اور اغیار کی نوازشات کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے والے دانشمندوں کی زبانوں سے کشمیر کی پالیسی کے بارے میں سنتا ہوں تو نہ جانے کیوں دل ڈوبنے لگتا ہے۔ آہ وہ اصول جن پر کبھی سودا نہیں ہوا تھا آج ہونے لگا ہے۔

14 اگست اور 23 مارچ کے دن فوجی پریڈ اور ان گنت رعب دار توپوں کی سلامی دیکھتا ہوں تو میں خوشی سے سرشار اور میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ اس دن ہماری آزادی کا فیصلہ ہوا اور ہم نے غلامی کے طوق کو ہمیشہ کے لیے اتار کر خود مختاری کے لیے جان و مال غرض کسی قسم کی قربانی سے گریز نہ کیا۔ ماؤں نے اپنے لخت جگر پیش کر کے آزادی کو حاصل کیا، ہمیں ہماری آزادی اور قربانیوں کا صلہ مل گیا۔ مگر میں اپنوں کی طرف سے قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو اغیار کے ہاتھوں فروخت ہوتے دیکھتا ہوں تو سوچنے لگتا ہوں کہ کیا ہم آزاد ہیں؟ جب میں کشمیر کے مظلوم بھائی کو سرعام گولی کھاتے دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کیا واقعی ہم آزاد ہیں؟

کشمیر کے مظالم کی طرف دوڑاتا ہوں تو جموں کے 24 گاؤں کو ایک ہی رات میں جلتے ہوئے دیکھتا ہوں ۔ جب میں ایک انگریز کی کتاب herned moon کی ورق گردانی کرتا ہوں تو میں اس کے زہر خند اور فاتحانہ انداز میں لکھے گئے 1947ء کو جموں میں 5 لاکھ مسلمانوں کے قتل سے بہنے والے ندی نالوں کی طغیانی کو کناروں سے اچھلتے دیکھتا ہوں۔ میں جب ہندوؤں اور سکھوں کی قید میں 18 مسلمان لڑکیوں میں سے رحمت بی بی سے ان کی آپ بیتی کے بارے پوچھتا ہوں تو وہ سکھ فوجی جرنیل کے ہاتھوں اپنی (آبرو ریزی) کی داستان المناک سناتی ہے تو زبان لرز کر آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ کیا گزرتی ہوگی رحمت بی بی پر جب ایک مسلمان ملک کا حکمران قاتلوں کے سرخیل کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوگا۔

جمہور کے ابلیس ہیں ارباب سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہہ افلاک

(بقیہ صفحہ 6)

''کسی عادل کا عدل اور کسی ظالم کا ظلم اسے نہیں روک سکتا''

زور قلم
رضوان اللہ خان

عید کا دن ہے، مسجد میں خطبہ جاری ہے، اتنے میں چند پولیس اہلکار مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور زبردستی خطبۂ عید رُکوا دیا جاتا ہے۔ عوام میں اشتعال پیدا ہوتا ہے لیکن بندوقوں کا رُخ دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے۔ ابھی واقعہ کو چند روز ہی گزرتے ہیں کہ ایک پولیس کانسٹیبل جیل میں سب کے سامنے قرآن پاک کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔

یہ 1931 کے بعد کے واقعات ہیں جب ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ نے اہل کشمیر کے خلاف یہ اعلان کر دیا کہ آواز بلند کرنے والوں کی آواز پھر کبھی نہ نکل پائے گی۔

ظلم و ستم کے اِک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے، جس میں بڑھتے بڑھتے آخر مسلمانوں کے مذہبی فرائض پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ یہ معاملہ اسی حد تک رہتا تو شائد سوئی ہوئی قوم سوئی رہتی اور ہمت جواب دے دیتی۔ لیکن اب معاملہ سینوں میں تیروں کی طرح اُتر چکا تھا۔ اہل کشمیر جاگ چکے تھے اور کشمیر کا ہر بیٹا قرآن کی بے حرمتی پر پیچ پا تھا۔ اسی تناظر میں سری نگر میں ڈوگرہ حکومت کے خلاف احتجاجی جلسے ہونے لگے اور خوب نعرے لگائے جاتے۔ ایسے ہی ایک جلسے میں ایک ایسا نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا جس کا سری نگر سے کوئی تعلق نہ تھا، نہ زبان کا نہ رنگ و نسل کا تعلق وہ تو اتفاق سے ان دنوں سری نگر میں قیام پذیر تھا۔ صوبہ سرحد کا وہ نوجوان عبدالقدیر خان اپنے دینی عقیدے کے تعلق کی وجہ سے کھڑا ہوا اور ایک جوشیلی تقریر کر ڈالی اور عوام سے مخاطب ہوا:

''مسلمانو! خطبۂ عید کی بندش اور توہین قرآن کے واقعات محض تقریروں اور قراردادوں سے حل نہیں ہو سکتے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ یادداشتوں اور گزارشوں سے ظلم و ستم میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور نہ توہین قرآن کا مسئلہ حل ہوگا۔ تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ اور ظلم کے خلاف لڑو۔''

اس نے کئی بار راج محل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''مسلمانو! اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔''

عبدالقدیر پر اسی تقریر کی پاداش میں بغاوت کا مقدمہ درج کیا جاتا ہے اور کشمیر کے مسلمان اس کے حق میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ 13 جولائی 1931 کا دن ہے، سینٹرل جیل سری نگر کو لاکھوں مسلمانوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آج عبدالقدیر کے مقدمے کی سماعت کا دن ہے اور آج ایک ایسی تاریخ لکھی جانے لگی ہے جسے مسلمانوں کو ہر دور میں دہرانا ہوگا۔ سماعت کا وقت شروع ہوا، لاکھوں کا مجمع جیل کے احاطے کے باہر جمع ہو گیا کہ اچانک نماز کا وقت ہو گیا۔ مجمع میں سے ایک نوجوان آگے بڑھا، اذان شروع ہی کی کہ پولیس کی گولی نے اسے شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز کر دیا۔ جذبات کی گرمی نے ایک اور نوجوان کے ایمان کو حرارت دی، وہ اذان کے بقیہ بول ادا کر رہا ہے اور ایک گولی نے اس کی زبان کو بھی جنت میں بولنے کو بھیج دیا۔

سلسلہ چلتا رہا، حرارت منتقل ہوتی رہی، نوجوان کھڑے ہوتے رہے، گولیاں چلتی رہیں، شہادتیں نصیب ہوتی رہیں اور جب اکیسویں نوجوان کو شہادت کا تمغہ پہنا دیا گیا تو بائیسویں نوجوان نے اذان مکمل کی اور ایک گولی اس کے سینے میں بھی اُتر گئی۔ نوجوان نیچے گرا، خون بہہ رہا ہے، ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے، چہرہ پُر سکون ہے اور اپنے آخری الفاظ میں صرف ایک وصیت کر گیا:

''ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ قوم سے کہیں کہ وہ اپنا فرض نہ بھولیں۔''

تاریخ کے یہ اسباق آج پھر سے یاد آ رہے ہیں۔ غازی بابا شہیدؒ اہل کشمیر کو یہی پیغام دے کر دنیا سے چلے گئے کہ اے اہل کشمیر! دیکھو میں دور کہیں، اپنی سلیوٹوں اور رُعب والی نوکری کو لات مار کر، اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر، چھوٹے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر تمہاری جنت کو ان شیطانوں سے پاک کرنے کا ارادہ لے کر آیا ہوں۔ اے اہل کشمیر! کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایک بیٹا اپنی ماں کو چھوڑ کر تمہاری ماؤں کی اجڑتی گود بچانے آیا ہے۔ اے اہلِ کشمیر! کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں نے ایک ایسی لڑکی کو رشتے سے انکار کر دیا جو خوبصورت بھی تھی اور مالدار بھی، صرف اس لئے کہ اس جنت میں بسنے والی کسی لڑکی کا خاوند اس سے چھین نہ لیا جائے۔ اے اہلِ کشمیر! دیکھو میں تمہاری بہنوں کی عزت کی خاطر اپنی بہن کی مسکراہٹوں کو الوداع کہہ آیا ہوں۔ کیا تم اب جاگ نہ جاؤ گے؟ کیا تم ان شیطانوں سے اس دیس کو خالی نہ کرو گے؟ کیا تم ممولے ہو کر شہبازوں سے لڑنے کی ہمت نہ کرو گے؟

یہ غازی بابا شہیدؒ ہی کا عزم تھا کہ آج تحریک آزادی کشمیر جسے بزدل جرنیل مشرف اور انڈیا کے گماشتوں نے خونی باڑ کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی تو ایک بار پھر غازی بابا کے شاگرد محمد افضل گورو شہیدؒ کی کتاب ''آئینہ'' نے نوجوانانِ کشمیر کو وہ حرارت بخشی کہ ڈاکٹریٹ اور انجینئرنگ کی ڈگری کرنے والے سٹوڈنٹس بھی اپنی ماؤں بہنوں کی عزت کی خاطر سڑکوں پر نکلنا شروع ہوئے۔ گولیاں چلتی رہیں اور دو نوجوان مل کر اہلِ کشمیر کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے میں مگن رہے۔ ایسے میں پہلے کمانڈر عدیلؒ کو شہید کر دیا جاتا ہے اور پھر برہان وانی شہیدؒ بھی اہلِ کشمیر کو آخری سبق دے کر چل دیا۔

جانے کو تو سب چلے جائیں گے لیکن جانا اگر ایسا ہو کہ اپنے لہو سے ایسی حرارت منتقل کی جائے جیسا کہ غازی بابا سے افضل گورو کو ہوئی اور اب کمانڈر عدیل اور برہان وانی کی محنت سے اس نئے کھیپ تک وہ حرارت پہنچی تو کیا ہی کہنے کہ جس کی وجہ سے تحریکِ کشمیر نے ایک نیا موڑ اختیار کر لیا ہے۔ اس تحریک کے خلاف وطنِ عزیز سے ایک ٹولہ پھر گندگی اگل رہا ہے۔ لیکن کیا لوگ یہ جان نہیں گئے کہ تحریک کشمیر کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا؟ ان جذبوں کو کبھی مٹایا نہیں جا سکتا؟ یہ جہاد تب تک جاری رہے گا جب تک کہ کشمیر آزاد نہیں ہو جاتا اور ہاں آخر میں ایک اور بات ان کے لئے جنہیں جہاد کے نام سے الرجی ہے۔ وہ یہ کہ کشمیر کی آزادی کے بعد بھی جہاد جاری رہے گا کیوں کہ یہ سب سے سچے نبی حضرت محمد ﷺ کے فرامین کا مفہوم ہے کہ:

''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ کسی عادل کا عدل اور کسی ظالم کا ظلم اسے نہیں روک سکتا۔''

☆......☆......☆

جہادِ کشمیر کی شرعی نوعیت

تحریر: مولانا مفتی ابوالریحان صاحب

تلخیص: رفقائے دار البیان

آج سے تقریباً ۲۲ سال قبل ۱۴۱۵ھ میں فقیہ ملت، حضرت اقدس حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب کی زیرنگرانی حضرت مولانا مفتی ابوالریحان صاحب نے جہادِ کشمیر کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے لیے "جہادِ کشمیر کی شرعی نوعیت" کے عنوان سے ایک کتابچہ تحریر فرمایا تھا۔ جس میں انہوں نے حضرات فقہائے اربعہ کی عبارات کی روشنی میں جہادِ کشمیر پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی اور ہر طرح سے اس مسئلہ کو منقح کرکے "جہادِ کشمیر" کی فرضیت، اہمیت اور ضرورت کو اجاگر فرمایا اور پھر حضرت اقدس کے ہی ادارے "دارالافتاء والارشاد کراچی" کے تحت اس کی طباعت واشاعت ہوئی۔ یوں اس کتابچے پر ثقاہت پر ایک مضبوط تصدیق ثبت ہوگئی......اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ اس وقت کے تمام جید اکابر علمائے کرام نے اس کتابچے کی توثیق وتصویب فرماکر اس کی صحت پر حتمی مہر لگادی......آج جبکہ "جہادِ کشمیر" اپنی تاریخ کے اہم ترین دور اہے پر کھڑا ہے تو اس اہم موقع پر اس کتابچے کی تلخیص قارئین کرام کی خدمت پیش کی جارہی ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائیں اور امت کے حق میں نافع بنائیں، امین۔

ریاست جموں وکشمیر اور حکم قتال

چونکہ فقہاء کرام نے باشندگان دنیا کے اعتبار سے تمام انسانی بستیوں کی چند حالتیں بیان کی ہیں اور اسی کے اعتبار سے ان کے احکام ہیں۔ مثلاً اولاً تمام دنیا کو دو قسم پر تقسیم کیا دار السلام۔ دار الحرب۔ پھر دار السلام میں بسنے والوں کی دو قسمیں کیں۔ مسلم، ذمی اور دار الحرب (یعنی غیر مسلم بادشاہی) اس کے باشندوں کے اعتبار سے دو قسم پر تقسیم کی۔ اگر ان سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہے تو معاہد ورنہ حربی، ان میں سے ہر ایک مقام اور اس کے باشندوں کا جہاد وقتال کے لحاظ سے الگ الگ حکم ہے۔

اس لئے ریاست جموں وکشمیر میں چلنے والی تحریک کی شرعی نوعیت متعین کرنے کے لئے اس کی موجودہ اور قدیم تاریخی نوعیت واضح کر دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے تفصیل میں جائے بغیر اس کی مختصر تاریخی حیثیت معتبر کتب تاریخ سے ہدیہ ناظرین ہے۔ پھر اسی کے لحاظ سے مسئلہ کا شرعی حل بیان کیا جائے گا۔

مختصر تاریخ کشمیر

کشمیر جنت نظیر، وادی گل پوش، جس کی تعریف میں قصائد لکھنے والوں نے صد ہا صفحات رنگ ڈالے، دنیائے فارسی واردو کا کوئی شاعر اس وقت شاعر ہی تسلیم نہ ہوا جب تک اس نے کشمیر کی تعریف میں کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی نہ کرلی۔

کشمیر جس نے صد ہا اولیا، مفسرین ومحدثین کو جنم دیا جس کو امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شاعر مشرق ڈاکٹر اقبالؒ اور امام انقلاب مفتی صدر الدینؒ جیسی ہستیوں کی وطنیت کا شرف حاصل ہے۔

(اس کشمیر میں) ویسے تو ۸۰۰ء میں ہی بعض مسلمان تاجروں اور گم گشتہ نام صوفیاء کے ذریعہ خاموش طریقہ سے اسلام بڑی حد تک پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ۱۲۹۵ء میں راجہ پچھمن دیو کے زمانہ میں اچانک ایک درویش خدامست حضرت شرف الدین عبدالرحمٰن عرف بلبل شاہؒ دعوت اسلام کے لیے تبت کے راستے نو سو مریدین کے ساتھ وارد کشمیر ہوئے۔

حضرت نے سرینگر کے وسط میں امراء وعوام اور مذہبی رہنماؤں کو جمع کر کے تعلیمات اسلام پر ایک روح افزا وعظ فرمایا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسی مجلس میں سینکڑوں افراد کو دولت اسلام سے نواز دیا آپ نے تبلیغ اسلام کے لیے ایک عرصہ تک یہاں قیام فرمایا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد جب راجہ رام چندر کو معزول کر کے اس کا وزیر ریخچن تخت شاہی پر قابض ہوا تو اس نے ایک شاہ میر نامی مسلمان سے......جو کچھ سال پہلے مضافات کابل سے یہاں آیا تھا اور راجہ سہدیو نے اس کی دیانت داری پر ایک گاؤں کا اس کو جاگیر دار بنا دیا تھا پھر راجہ رام چندر کے یہاں وہ ایک بڑے عہدے پر فائز تھا اور اب راجہ ریخچن کے ارکان حکومت میں شمار ہوتا تھا اور جو زیر زمین اسلام کی نشر واشاعت کے لیے بہت کوشش کر رہا تھا......تعلیمات اسلام پر سوال وجواب کئے، پنڈتوں کو بلا کر ان سے مباحثہ بھی کرایا اور جب اس پر نور اسلام واضح ہو گیا تو حضرت بلبل شاہؒ کے دست حق پرست پر اپنی بیوی کوٹارانی اور دیگر مصاحبین کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت بلبل شاہؒ نے اس کا نام صدر الدین رکھا۔

اس طرح اس نے ۱۳۲۵ء میں اسلام قبول کر کے ۱۳۲۷ء تک انتہائی شان وشوکت کے ساتھ اسلامی، نہج پر حکومت کی۔

۱۳۲۷ء میں اس کی وفات پر کوٹارانی نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے اس کے لڑکے حیدر کے بجائے ایک ہندو اودیان دیو کو حکومت پر قابض کر دیا۔

۱۳۳۹ء میں اس کی موت پر چھ ماہ تک کوٹارانی خود حکومت کرتی رہی لیکن جب اس نے زمام حکومت اپنے بھائیوں کو دینی چاہی تو اس پر زبردست بغاوت پھیل گئی۔ اس وقت شاہ میر وزیر تھا۔ اس نے اس بحرانی کیفیت سے نمٹتے ہوئے خود باگ ڈور سنبھال کر اپنا لقب شمس الدین رکھا اور ۳ سال پانچ ماہ عدل وانصاف کے ساتھ اسلامی پرچم لہراتا رہا۔

اسی تاریخ (۱۳۳۹ء یا بعض مورخین کے بقول ۱۳۴۳ء سے کشمیر پر اسلامی حکومت کا آغاز ہو گیا۔ شاہ میر (شمس الدین) نے سن بکرمی کو بدل کر سن ہجری کو رواج دیا اور اپنی زیادہ توجہ اشاعت اسلام پر مرکوز رکھی۔ اس کا دور کشمیر کی تاریخ میں نہایت تابناک دور ہے۔ اس تاریخ سے ۱۸۱۸ء تک کشمیر پر مسلمانوں نے انتہائی شان وشوکت اور عدل وانصاف سے حکومت کی۔

سلاطین کشمیر ایک نظر میں

شاہ میر کے خاندان نے ۱۳۳۹ء سے ۱۵۶۱ء تک حکومت کی، جس کے چند قابل ذکر سلاطین یہ ہیں۔

☆ جمشید بن شاہ میر

☆ علاؤالدین بن شاہ میر

☆ شہاب الدین بن علاؤالدین۔ اس کے دور میں کشمیر کی سرحدیں قدیم حیثیت سے بہت وسیع ہو کر تبت سے سرہند اور کابل سے نگر کوٹ تک پھیل گئی تھیں۔ اس کے دور میں مشہور ولی کامل امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کشمیر تشریف لائے۔ جن کے چار ماہ کے عرصہ قیام میں ہزاروں افراد کو دولت اسلام نصیب ہوئی۔ حضرت ہمدانیؒ کے بعد آپ کے حکم سے سید حسین سمنانیؒ نے دعوت اسلام کے مشن کو جاری رکھا۔

☆ قطب الدین بن علاؤالدین۔ انہی کے دور میں سید ہمدانیؒ دوسری مرتبہ سات سو سادات کے ساتھ تشریف لائے اور چھ ماہ تک دعوت اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

☆ سکندر بت شکن بن قطب الدین......ان کے دور حکومت میں ہزاروں برہموں نے اسلام قبول کر کے خود اپنے مندر توڑ کر مساجد میں تبدیل کر دیے۔ جس کی وجہ سے یہ "سکندر بت شکن" مشہور ہوئے۔ ان کے عہد میں سید میر محمد ہمدانیؒ ابن امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ تبلیغ اسلام کے لیے شریف لائے اور بارہ سال تک قیام فرمایا۔

☆ زین العابدین عرف بڈھ شاہ بن سکندر۔ کشمیر کی تاریخ میں ان سے زیادہ روشن کسی کا زمانہ نہیں سمجھا گیا۔ یہ علم تفسیر، حدیث وفقہ میں زبردست مہارت رکھتے تھے اور بے پناہ علم دوست تھے۔

۱۵۶۱ء میں شاہ میر کا خاندان خانہ جنگی کا شکار ہو گیا تو چک خاندان نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ جو ۱۵۸۸ء تک حکومت کرتا رہا۔ اس خاندان میں حسین شاہ، لوہر شاہ اور یوسف شاہ قابل ذکر بادشاہ ہوئے ہیں۔

۱۵۸۰ء میں عوام نے بغاوت کر کے سید مبارک شاہ بیہقی کو زبردستی تخت سلطنت پر متمکن کر دیا جو چھ سات ماہ حکومت کرتے رہے۔

۱۵۸۵ء میں اسی چک خاندان کا یعقوب شاہ حکمران تسلیم کیا گیا لیکن تھوڑے عرصے بعد ہی جلال الدین اکبر نے کشمیر پر فوج کشی کی۔ اکبر کی جیت ہوئی اور پہلی مرتبہ کشمیر ہندوستان کی حکومت کا ایک صوبہ بن گیا۔ اسی تاریخ سے ۱۷۵۱ء تک کشمیر پر سلاطین کے بجائے مغلیہ حکومت کے صوبیدار حکومت کرتے رہے۔

۱۷۵۲ء میں مغلیہ بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ کے صوبیدار قلی خان کو معزول کر کے ابوالقاسم نے کچھ دن تک خود مختار حکومت کی۔

۱۷۵۳ء میں احمد شاہ ابدالی نے ابوالقاسم کو ہٹا کر کشمیر کو دولت افاغنہ میں شامل کر دیا۔ چنانچہ ۱۸۱۸ء تک حکومت افغانستان کے صوبیدار نظام حکومت چلاتے رہے۔

مذکورہ بیان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ۱۳۳۹ء سے ۱۸۱۸ء تک کشمیر محض اور محض ایک اسلامی ریاست تھی۔ وہ خود مختار ہو یا صوبہ کی حیثیت میں، اس کے حکمران مسلمان تھے اور تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ امراء میں فسق وفجور رونما ہوا ہو یا نہ، بہر صورت کشمیر کی عدالت کا سرکاری قانون صرف اور صرف اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کو ہر قسم کے اقتدار پر غلبہ حاصل تھا۔ لہٰذا کشمیر پر کسی کافر کی فوج کشی اور حملہ آوری کا وہی حکم ہوگا جو کسی اسلامی ملک پر حملہ آوری کا ہوتا ہے۔

اہل علم حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر خطہ زمین جس میں ایک دن بھی مسلمانوں کی حکومت بغلبہ رہ چکی ہو اگر اس پر کفار چڑھائی کر دیں تو اس مقام کے باشندوں پر اور بقدر ضرورت تمام عالم اسلام پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس پر ہم تفصیل سے بحث چند صفحات کے بعد کریں گے۔ یہاں تو صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جب یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ کشمیر ایک اسلامی ملک تھا تو اگر اس پر کفار حملہ کر دیں تو اس کا وہی حکم ہوگا جو اس طرح کے خطہ کا ہوتا ہے۔

رنجیت سنگھ کا حملہ

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دہلی کی حکومت چراغ مفلس بن گئی تھی۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چہار سو شر پسندوں کو سر اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اسی درمیان

> فقہاء کرام کی ان صریح عبارات اور گزشتہ صفحات میں بیان کردہ تاریخ کشمیر کو ملانے سے واضح طور پر یہ بات ثابت ومتحقق ہو جاتی ہے کہ کشمیر چونکہ ایک خالص اسلامی ملک تھا جس پر کفار نے بزور شمشیر قبضہ کر لیا ہے، لہٰذا جس دن کفار نے حملہ کیا تھا اسی دن تمام اہل کشمیر پر جہاد فرض عین ہو گیا تھا جس سے کسی کو مفر نہیں تھا۔ اس کا ترک فسق اور انکار کفر تھا اور مسلمانان کشمیر چونکہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی نہ تھے، لہٰذا ان سے قریب، ہندوستان افغانستان وغیرہ کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض عین ہو گیا تھا اور اگر کشمیری قادر بھی تھے لیکن انہوں نے جان بوجھ کر نافرمانی کی، خدا کی راہ میں لڑنا ہی نہ چاہا تو اس سے بھی جہاد ساقط نہیں ہوا بلکہ الاقرب فالاقرب کے اعتبار سے تمام عالم اسلام پر فرض عین ہو گیا تھا کہ وہ خدا کے دشمنوں سے لڑ کر کشمیر کو آزاد کرواتے۔

پنجاب کے زرخیز علاقہ میں سکھوں نے اپنی ایک مضبوط حکومت قائم کر لی تھی۔ اس کے حکمرانوں میں رنجیت سنگھ کافی مضبوط، متعصب اور اسلام دشمن واقع ہوا ہے۔

رنجیت سنگھ نے دولت افاغنہ کے آخری صوبہ "دار جبار خان" کے درباریوں سے ساز باز کر کے ۱۸۱۹ء میں ایک زبردست لشکر کے ساتھ کٹھوعہ، جموں، راجوری اور پونچھ کو تخت وتاراج کرتے ہوئے وادی کشمیر پر فیصلہ کن حملہ کیا، مسلمانوں نے جم کر اس کا مقابلہ کیا لیکن متحدہ قیادت نہ ہونے کی وجہ سے رنجیت سنگھ کی فوج جموں وکشمیر پر قابض ہو گئی۔ آج کی تاریخ سے رنجیت سنگھ نے کشمیر میں لوٹ مار اور بربریت کی وہ تاریخ قائم کی جو انسانی تاریخ پر ایک بدنما داغ ہے۔

اس طرح ۴۹۴ سال خالص اسلامی ریاست رہنے کے بعد مسلمانوں پر اپنی بداعمالیوں کے سبب ایسا زوال آیا جس کی تلافی آج تک نہیں ہو سکی۔ یاد رہے رنجیت سنگھ یہ وہی دشمن دین ہے، جس کے خلاف سید احمد شہیدؒ اور ان کے خلیفہ اجل مولانا اسماعیل شہیدؒ نے اعلان جہاد کیا تھا۔

۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۵ء تک رنجیت سنگھ، کھڑک سنگھ، رانی چندر کور شیر سنگھ اور دلیپ سنگھ نے حکومت کی۔

اس آخری دور میں سکھوں نے یکے بعد دیگرے تین مرتبہ انگریزوں سے جنگ کی اور ہر مرتبہ منہ کی کھائی۔ آخری بار کی شکست سے انگریزوں نے سکھوں پر باون لاکھ تاوان جنگ لازم کیا۔ دلیپ سنگھ میں اتنی بڑی رقم ادا کرنے کی ہمت نہیں تھی اس نے اس کے بدلے ہیرا کوہ نور اور ریاست جموں وکشمیر انگریز کے حوالے کر دی۔

کشمیر کی نیلامی

انگریز کے لیے کشمیر میں حکمرانی کافی دشوار تھی، وہاں سکھوں کے خلاف پہلے ہی مسلمان جہاد کی تیاریاں کر رہے تھے، اس لیے اس نے ریاست کی نیلامی کا اعلان کر دیا جس کو جموں کے ایک جاگیر دار گلاب سنگھ بن کشتوڑا سنگھ ڈوگرہ (ہندو) نے ۷۵ لاکھ میں خرید لیا۔

یہ دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب وغریب واقعہ ہے کہ انسانوں، جانوروں سمیت زمین کا سودا گھر بیٹھے ہو رہا تھا جس کا وکیل دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا علمبردار تھا یہ روپیہ اس وقت کی آبادی کے لحاظ سے ۲ روپیہ فی کس بھی نہ تھا جو بعد میں انہیں سے وصول کیا گیا۔

گلاب سنگھ نے تین مرتبہ قبضہ کے لیے فوج کشی کی مگر مسلمانان کشمیر نے تینوں مرتبہ اس کو شکست دی۔ آخر گلاب سنگھ کی درخواست پر انگریزی سپہ سالار مسٹر لارنس نے زبردست لشکر کشی کے بعد قبضہ دلوایا۔ گلاب سنگھ کا باپ نہایت ہی مفلس کاشت کار تھا لیکن گلاب سنگھ نے رنجیت سنگھ کی پیادہ فوج میں بھرتی ہو کر کافی خدمت انجام دی جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے اس کو جموں کا جاگیر دار بنا دیا تھا۔

گلاب سنگھ ۱۸۵۳ء تک حکومت کرتا رہا ۱۸۵۳ء میں اس کی موت پر اس کا بیٹا رنبیر سنگھ تخت نشین ہوا۔ ۱۸۸۵ء میں رنبیر کا بیٹا پرتاب سنگھ حکمران بنا جس کے لاولد مرنے پر ۱۹۲۶ء میں اس کا بھتیجا ہری سنگھ راجہ تسلیم کر لیا گیا جو ۱۹۴۷ء تک رہا۔ اس درمیان انہوں نے ظلم وتشدد کے علاوہ مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی۔ اسلامی تعلیمات ہی نہیں آباء واجداد کی تاریخ سے بھی نوجوانوں کو دور رکھا۔ جس کی وجہ سے مسلمان ایک طرف احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے تو دوسری طرف اسلامی تہذیب وتمدن کی جگہ ہندوانہ رسوم نے لے لی۔

لیکن اس دوران بھی کشمیری مسلمان کسی نہ کسی شکل میں مزاحمت کرتے رہے اور مسلسل تیاریوں میں لگے رہے۔ چنانچہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو مسلمانوں نے سری نگر شہر میں راجہ کے خلاف ایک زبردست جلوس نکالا، جس پر پولیس فائرنگ سے ۲۱ نوجوان شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو پونچھ، راجوری، ریاسی اور جموں کے دیگر اضلاع کے مسلمانوں نے مالیہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس بحرانی کیفیت سے گھبرا کر ۵ نومبر ۱۹۳۱ء کو راجہ نے تمام ریاست انگریز کی امن فوج کے حوالے کر دی۔

۱۹۴۰ء کے بعد راجہ کے خلاف ہونے والی بغاوت میں بہت تیزی آچکی تھی، لیکن ۱۹۴۷ء میں جب برصغیر انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہوا تو جموں وکشمیر میں آزادی کی تحریک پوری قوت سے اٹھی۔ ابتداء گلگت بلتستان اور چلاس وغیرہ کے علاقے سکھ ڈوگروں سے آزاد ہوئے اور پھر ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو بارہ مولہ، مظفر آباد، میر پور، کوٹلی پونچھ، راجوری کے مسلمانوں نے اعلان جہاد کر دیا جو ایک سیلاب بن کر آگے بڑھنے لگا۔ ڈوگرہ فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ہزاروں مارے گئے اور باقی جموں کی طرف فرار ہو گئے۔ اس شکست خوردگی کے عالم میں راجہ نے بڑی مکاری سے کشمیر کا الحاق اس شرط پر بھارت سے کر دیا کہ بھارت اس کے بیٹے کو کوئی عہدہ دے گا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اول تو خود راجہ غاصب تھا، پھر جب قبضہ جاتا رہا، حکومت جاتی رہی تو الحاق کر دیا۔ کیسا الحاق؟؟ کیا دنیا کے کسی بھی قانون میں اور دنیا کے کسی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے سمجھدار انسان کے نزدیک اس الحاق کی کوئی اہمیت ہو سکتی ہے؟؟ لیکن اسی الحاق کو بہانہ بنا کر اور شیخ عبد اللہ کے کاندھوں پر سوار ہو کر بھارت کشمیر میں فوج داخل کر دی اور ہر طرف قتل وغارت گری کا وہ بازار گرم کیا کہ الامان والحفیظ۔ قتل وغارت کی اس داستان خون آشام کو سن کر پونچھ، مظفر آباد، کوٹلی اور گلگت وغیرہ کے مسلمان منظم ہو گئے، آزاد قبائل نے بھی ان کا ساتھ دیا اور پاکستان نے بھی کسی قدر مدد کی۔ ان مجاہدین نے بھارت کے بڑھتے قدم روک دیے اور زبردست جنگ کر کے بھارت کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس صورتحال سے بوکھلا کر بھارت نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مقدمہ درج کر دیا۔ پھر وہ دن اور آج کا دن......اقوام متحدہ کے منافقانہ کردار کی وجہ سے ابھی تک کشمیر بھارت کے زیر تسلط ہے......ظلم کا بازار گرم ہے اور تحریک کشمیر بھی مختلف نشیب وفراز سے ہوتی ہوئی اب اپنے حتمی مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ اللہ کرے کہ کشمیر کی آزادی کا سورج جلد طلوع ہو، امین۔

جہادِ کشمیر کی فرضیت

تاریخ کشمیر سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ کشمیر بہت قدیم سے ایک اسلامی ملک تھا، یہ ایسی حقیقت ہے، جس میں کسی فرد بشر کو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو بالکل شک وشبہ نہیں، ۱۸۱۹ء میں سب سے پہلے سکھوں نے بزور شمشیر اس پر قبضہ کیا، اور پھر ۱۸۴۷ء میں انگریزوں کو بیچ دیا۔ جس کو انگریزوں نے چند کوڑیوں کے بدلے جموں کے ایک ہندو خاندان، ڈوگرہ کو فروخت کر دیا۔ جس نے ۱۹۴۷ء میں چند کھوٹے سکوں کے عوض برہموں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

اب آپ اس کا کیا حکم سمجھتے ہیں؟ اس کو دار اسلام کہیں گے یا دار الکفر؟ اتنی بات ضرور یاد رکھیں کہ فقہ اسلامی میں چند نادر مسائل ہی ایسے نکلے ہیں جن پر تمام فقہاء اسلام کا من کل الوجوہ اتفاق ہو گیا ہو، انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اہل حدیث حضرات کے اکابرین کا بھی اس پر کلیۃً اتفاق ہے کہ اگر کسی اسلامی ملک پر کفار قبضہ کر لیں یا کفار حملہ کر دیں، وہ حملہ بزور شمشیر ہو یا آج کل کی شاطرانہ چالوں سے، (بہر صورت) وہاں کے تمام باشندوں پر جہاد اس طرح فرض عین ہو جاتا ہے، جس طرح نماز وروزہ ہر مسلمان پر فرض ہوتا ہے، یعنی وہاں کے باشندگان میں سے ہر ایک مرد وعورت پر یہ فرض ہوگا کہ وہ اپنے دین وملک کی حفاظت کے لیے سربکف میدان میں نکل آئیں۔ یہاں تک کہ بیوی بغیر اجازت شوہر کے، بچے بنا اجازت والدین اور غلام بدوں اجازت آقا میدان میں نکل کھڑے ہوں اور اگر وہاں کے باشندے کافی نہ ہوں، وہ کمزور ہوں یا جہاد کرنا ہی نہ چاہیں تو اس شہر کے قریب والے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد ہوگا، اگر وہ بھی کافی نہ ہوں تو اس کے قریب والوں پر حتیٰ کہ اسی طرح بوقت ضرورت مشرق سے مغرب تک پورے عالم اسلام پر جہاد فرض عین ہو جائے گا، مسالک اربعہ کے فقہائے کرام کے ارشادات آپ کے سامنے پیش خدمت ہیں۔

فقہائے احنافؒ

مشہور محقق علامہ ابن ہمامؒ صاحب فتح القدیر "کتاب الجہاد" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"جہاد فرض کفایہ ہے۔ ایک جماعت اگر عمل پیرا رہے تو باقی سے فرضیت ساقط ہو جائے گی۔ رہی فرضیت تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ" سے اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد "الجهاد ماض الى يوم القيامه" سے ثابت ہے۔ کیونکہ جہاد جاری رہنے سے آپ ﷺ کا مقصد فرضیت کی بقاء ہے۔ (کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں) اگر کوئی ایک بھی اس پر عمل پیرا نہ ہو تو ترک جہاد کی وجہ سے تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ اس لیے کہ فرضیت تو ہر ایک پر تھی۔ اور جب نفیر عام ہو جائے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے: "نکل پڑو خدا کی راہ میں (لڑنے کے لیے) خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل" (اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ) نفیر عام کا اعلان کرنے والا خواہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو، بہر صورت نفیر عام کی شکل میں اس شہر کے ہر باشندہ پر جہاد فرض عین ہو جائے گا اور اگر شہر والے کافی نہ ہو سکیں تو اس کے قریب والوں پر ایسے ہی فرض عین ہو جائے گا اور اگر یہ بھی دشمن کے مقابلے کے لیے کافی نہ ہوں، یا یہ تمام لوگ سستی کریں، خدا کی نافرمانی کریں اور جہاد کرنا ہی نہ چاہیں، تو جو ان سے قریب ہوں ان پر فرض عین ہو جائے گا، بہر حال اسی ترتیب سے تمام عالم اسلام پر مشرق ومغرب میں جہاد فرض عین ہو جائے گا۔"

(فتح القدیر/جلد۵/ص۱۸۹-۱۹۱)

یہاں دو مقام پر خاص توجہ فرمائیں ایک تو یہ کہ کفار کے غلبہ سے جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جہاد عام حالت میں بھی فرض تو سب پر ہوتا ہے لیکن بعض کے اس میں مشغول رہنے سے باقی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے، لیکن اگر سب ایک دوسرے کی انتظار میں رہیں، تو سب گناہ گار ہوں گے۔

فقہ حنفی کی قدیم کتاب "فتاویٰ قاضی خان" میں ہے۔

"جب تک نفیر عام نہ ہو جائے تب تک غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اور عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نہ نکلے۔ البتہ جب نفیر عام ہو جائے اور لوگوں کو یہ خبر مل جائے کہ دشمن اسلامی شہر پر چڑھ آیا ہے (تو بدوں اذن ہی جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے) نیز جب مسلمانوں کی جان یا اولاد یا مال خطرے میں پڑ جائیں تو آدمی کو بغیر والدین کی اجازت کے نکلنا درست ہے اور نابالغ بچے کے لیے نفیر عام کے وقت جہاد میں شریک ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر چہ اس کے والدین منع ہی کریں اور اگر روم والے حملہ کر دیں تو ہر اس شخص پر جو جہاد میں جا سکتا ہو اور اس کے پاس سواری اور سفر خرچ کا انتظام ہو۔ جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے اور کسی بیّن عذر کے علاوہ پیچھے رہنا جائز نہیں۔ اگر ایک مسلمان عورت مشرق میں قید کر دی گئی تو مغرب میں رہنے والے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو کفار کی قید سے چھڑائیں۔"

(الفتاویٰ الخانیۃ، الموضوع بہامش فتاویٰ الہندیہ/ج۵/ص۵۵۹)

علامہ کاسانیؒ "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:

"پس جب نفیر عام ہو جائے اس طرح کہ کفار کسی شہر پر ہلہ بول دیں تو اس حالت میں جہاد فرض عین ہو جائے گا، بشرط قدرت ہر ایک مسلمان پر فرض ہوگا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: "نکل پڑو اللہ کی راہ میں کفار سے لڑنے کے لئے ہلکے ہو یا بوجھل"۔ (کہا گیا ہے کہ یہ آیت پاک نفیر عام کے لئے نازل ہوئی ہے) اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے: "نہ چاہیے مدینہ والوں کو اور ان کے گرد ونواح گنواروں کو، کہ وہ پیچھے رہ جائیں رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو نبی کی جان پر چاہیں (ترجیح دیں) پارہ نمبر ۱۰/رکوع نمبر ۱۴۔ نیز اس لئے کہ نفیر عام سے پہلے ہر ایک پر وجوب ثابت تھا، بعض سے سقوط فرضیت دوسرے بعض کے عمل پیرا ہو جانے سے ہوا تھا۔ پس جب نفیر عام ہو جائے تو اس کا تحقق جب ہی ہوگا جب ہر ایک اٹھ کھڑا ہو لہٰذا اس حالت میں ہر ایک پر عین فرضیت باقی رہے گی، جیسے کہ نماز وروزہ، یہاں تک کہ غلام آقا کی اجازت کے بغیر، عورت شوہر کی اجازت کے بغیر میدان کار زار میں کود پڑیں گے، اسی طرح بچے والدین کی اجازت کے بغیر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکل پڑیں گے۔" (بدائع الصنائع/ج۷/ص۹۸)

فقہ حنفی کی مشہور مفتیٰ بہ کتاب "فتاویٰ عالمگیری" جو صد ہا علماء کرام کی محنت شاقہ اور متفقہ رائے سے مرتب ہوئی تھی، اس کی "کتاب السیر" کے شروع ہی میں یہ بحث ہے۔

"بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نفیر عام سے پہلے جہاد نفل ہے، اور نفیر عام کے بعد فرض عین ہو جاتا ہے۔ مگر اکثر مشائخ کا قول کے مطابق جہاد ہر حال میں فرض ہے، صرف اتنی بات ہے کہ نفیر عام سے پہلے فرض کفایہ ہے اور نفیر عام کے بعد فرض عین ہو جاتا ہے، یہی صحیح ہے۔

نفیر عام کا یہ مطلب ہے کہ اہل شہر کو صرف یہ اطلاع پہنچ جائے کہ دشمن آ پہنچا ہے، جو تمہاری جان، اولاد اور مال کا خواہاں ہے۔ (کچھ آگے چل کر لکھا ہے) یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ نفیر عام کی خبر دینے والا، عادل و فاسق دونوں اس مسئلہ میں برابر ہیں، ان کی خبر بہر حال قبول کی جائے گی۔" (فتاویٰ عالمگیری/جلد۳/ص۲۸)

"ردالمختار" میں ہے۔

"اگر دشمن (کفار) مسلمانوں کے کسی بارڈر پر حملہ کر دیں تو ہر اس شخص پر جو دشمن سے قریب ہو جہاد فرض عین ہو جائے گا۔ البتہ جو لوگ ان سے پیچھے دشمن سے دوری پر واقع ہوں جب تک ان کی ضرورت نہ ہو تو ان پر فرض کفایہ ہوگا۔ اور اگر ان کی ضرورت محسوس کی جانے لگے بایں طور کہ جو لوگ دشمن سے قریب ہوں وہ دشمن سے لڑنے پر قادر ہی نہ ہوں، یا قادر تو ہوں لیکن سستی کرنے لگیں اور جہاد نہ کریں، پس ایسی حالت میں ان لوگوں پر جو ان کے قریب ہوں جہاد اسی طرح فرض عین ہو جائے گا جیسے نماز وروزہ۔ ان لوگوں کو جہاد چھوڑ دینے اور بیٹھے رہنے کی اجازت نہیں ہوگی، اور پھر اسی ترتیب سے تمام دنیا کے مسلمانوں پر مشرق سے مغرب تک جہاد فرض عین ہو جائے گا۔" (ردالمختار، المعروف بالشامی/ج۳/ص۲۳۸)

یہ نمونہ کے طور پر (فقہ حنفی کی) چند کتب فتاویٰ کی عبارات پیش کر دی ہیں ورنہ فقہ کی کوئی کتاب بھی غالباً ایسی نہ ہوگی جس میں یہی حکم اسی صراحت کے ساتھ موجود نہ ہو الا یہ کہ اس میں جہاد کی بحث ہی نہ ہو۔ لیکن میری نگاہ سے ابھی تک قدیم کتب فقہ میں ایسی کوئی کتاب نہیں گزری جس میں اور احکام اسلام ہوں لیکن جہاد کی بحث نہ ہو۔

فقہائے مالکیہؒ

علامہ دسوقی رحمۃ اللہ علیہ "حاشیۃ الدسوقی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اور جہاد فرض عین ہو جائے گا دشمن کے اچانک حملہ کر دینے سے۔ فرمایا دسوقی نے دشمن کے ہلہ بول دینے سے ہر ایک پر دفاع (جہاد) فرض عین ہو جائے گا، اگر چہ عورت اور چھوٹے لڑکے ہی کیوں نہ ہوں۔ سب پر اللہ کی راہ میں قتال کرنے کے لیے نکل پڑنا فرض عین ہے، اگر چہ ان کے اولیاء (سرپرست) ان کو منع ہی کیوں نہ کریں۔"

(حاشیۃ الدسوقی/ج۲/ص۱۷۴)

فقہائے شافعیہؒ

امام رملی شافعیؒ فرماتے ہیں:

"اگر کفار ہمارے کسی شہر کے اتنے قریب آگئے ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان مسافت سفر سے بھی کم رہ جائے تو اس شہر کے ہر فرد پر دشمن کا دفاع (جہاد) فرض عین ہو جائے گا حتیٰ کہ جن لوگوں پر عام حالات میں جہاد فرض نہیں تھا، جیسے فقیر، غلام، بچے، قرض دار اور عورت، ان پر بھی جہاد فرض عین ہو جائے گا۔" (نہایۃ المحتاج للرملی/ج۸/ص۵۸)

فقہائے حنابلہؒ

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "المغنی" میں فرماتے ہیں۔

"جہاد تین مقام پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ (۱) جب مسلمان وکفار کی جماعتوں میں مڈبھیڑ ہو جائے اور دونوں صف آرائی کر لیں۔ (۲) جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر میں اتر آئیں تو اہل شہر پر ان کا دفاع اور ان سے لڑائی فرض عین ہو جائے گی۔ (۳) جب امام المسلمین کسی قوم کو جہاد کے لیے پکارے تو ان پر یکمشت جہاد کے لیے نکل پڑنا فرض عین ہے۔" (المغنی لابن قدامہ)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ اس طرح کی عبارات سے بھرا ہوا ہے۔ نمونہ کے لیے ایک اقتباس عرض ہے!

"جب دشمن اسلامی شہروں میں داخل ہو جائے تو الاقرب فالاقرب (یعنی قریب والے پھر ان سے قریب والے) کے اعتبار سے اس کا دفاع کرنا یقیناً فرض عین ہے۔ اس لیے کہ تمام اسلامی شہر ایک ہی شہر کے حکم میں ہیں (لہٰذا سب پر جہاد فرض ہوگا) نیز اس حالت میں دشمن کی طرف نکل پڑنا اس طرح فرض عین ہوگا کہ بچے والد کی اجازت کے بغیر اور قرض دار قرض خواہ کی اجازت کے بغیر ہی سربکف میدان کارزار میں آجائیں گے اس سلسلہ میں امام احمدؒ کی صریح نصوص موجود ہیں، اس حالت کو اصطلاح فقہاء میں نفیر عام کہتے ہیں۔" (الفتاویٰ الکبریٰ/ج۴/ص۶۰۸)

کشمیر میں جہاد فرض عین ہے

فقہاء کرام کی ان صریح عبارات اور گزشتہ صفحات میں بیان کردہ تاریخ کشمیر کو ملانے سے واضح طور پر یہ بات ثابت ومتحقق ہو جاتی ہے کہ کشمیر چونکہ ایک خالص اسلامی ملک تھا جس پر کفار نے بزور شمشیر قبضہ کر لیا ہے، لہٰذا جس دن کفار نے حملہ کیا تھا اسی دن تمام اہل کشمیر پر جہاد فرض عین ہو گیا تھا جس سے کسی کو مفر نہیں تھا۔ اس کا ترک فسق اور انکار کفر تھا اور مسلمانان کشمیر چونکہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی نہ تھے، لہٰذا ان سے قریب، ہندوستان افغانستان وغیرہ کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض عین ہو گیا تھا اور اگر کشمیری قادر بھی تھے لیکن انہوں نے جان بوجھ کر نافرمانی کی، خدا کی راہ میں لڑنا ہی نہ چاہا تو اس سے بھی جہاد ساقط نہیں ہوا بلکہ الاقرب فالاقرب کے اعتبار سے تمام عالم اسلام پر فرض عین ہو گیا تھا کہ وہ خدا کے دشمنوں سے لڑ کر کشمیر کو آزاد کرواتے۔

اہل کشمیر نے غیر منظم طریقہ سے سکھوں کی مزاحمت کی، اگر چہ وہ ناکافی رہے اس کے بعد بھی تمام اہلِ کشمیر یک زبان خاموش نہیں ہو گئے، بلکہ یکے بعد دیگرے ہر دور میں بلکہ ہر آن کچھ دیوانے سربکف ضرور دیکھے گئے۔ اگر بالائے زمین خاموش ہو گئے تو زیر زمین پلان بناتے رہے، قوت جمع کرتے رہے، (پھر جب) ۱۹۴۸ء میں بھارت نے قبضہ کے لیے اپنی فوج اتاری تو مسلمانان کشمیر نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا۔

لیکن یہ سب ذیلی کوششیں تھیں، جن کی وجہ سے یہ فریضہ نہ تو اہل کشمیر سے ساقط ہوا اور نہ عالم اسلام سے۔ نیز شریعت کا کوئی بھی ثابت شدہ فریضہ زمانہ گذرنے سے ساقط نہیں ہوتا، بلکہ یہ فرض تمام عالم اسلام کی گردن پر اس وقت تک باقی رہے گا، جب تک ایک ایک چپہ زمین کا آزاد کرا کر وہاں خالص اسلامی حکومت کا قیام نہ ہو جائے۔

اور آج جبکہ بھارت کے درندے امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتسلیم) کی ہزاروں بیٹیوں کی عزتیں تار تار کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں، ہزاروں معصوم بچوں کی گردن پر چھری رکھ کر ان سے یہ کہہ رہے ہیں کہ کہاں ہے تمہارا رب جو تمہیں بچائے؟ جو کشمیر کے ہر مسلمان کو غلام ہی نہیں مرتد دیکھنا چاہتے ہیں، جو کشمیر پر ہر ممکن طاقت کے استعمال کا فیصلہ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں، نیز ان حالات نے مجبور کر کے ایک جم غفیر کو میدان جنگ میں دھکیل دیا ہے، پوری وادی کفر واسلام کی رزم گاہ بنی ہوئی ہے اور جبکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان حالات میں ایک لمحہ کے لیے بھی اگر اہل کشمیر تھک کر بیٹھ گئے تو بھارت وہ سب کچھ کر ڈالے گا جو کسی چنگیز وہلاکو نے نہ کیا ہو، (تو کیا ان حالات میں اور اس تاریخی پس منظر میں، حضرات فقہائے کرامؒ کی تصریحات کے مطابق) اہل کشمیر پر جہاد فرض عین نہیں ہوگا؟ کیا ان پر فرض نہیں ہے کہ اپنی جان وایمان، اہل وعیال کی حفاظت کے لیے کفار سے لڑ جائیں؟ یقیناً فرض عین ہے۔

اور چونکہ ٹکر ایک سپر پاور سے ہے، جس کے لیے تنہا اہل کشمیر کافی نہیں ہیں تو یہ فرض جس طرح اہل کشمیر کے لیے ہے اسی طرح پاکستان، افغانستان اور بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے بھی ہے، بلکہ اگر یہ بھی کافی نہ ہوں یا یہ ممالک ملت کا درد ہی نہیں رکھتے تو پھر تمام عالم اسلام پر مشرق ومغرب میں فرض عین ہوگا کہ وہ کشمیر کی آزادی کے لیے بھارت سے جنگ کریں اور اس کو کشمیر سے مار بھگانے میں اہل کشمیر کی مدد کریں۔ بلکہ اہل کشمیر چونکہ کفار کے نرغے میں پھنسے ہوئے مجبور ہیں اور اسلام کے مدعی یہ ممالک آزاد ہیں اس لئے کشمیر سے بھی زیادہ یہ فریضہ انہیں ممالک پر عائد ہوتا ہے جس کے لئے ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہے اور نہ ہی عدالت الٰہی میں جواب دینے کے لئے کوئی حجت۔ الغرض ان حالات میں جہاد فرض عین ہے اور چونکہ یہ دفاعی جنگ ہے اس لئے اس میں من کل الوجوہ اتحاد قوت قاہرہ اور قائد کا صالح وعادل ہونا بھی شرط لازم نہیں اگر چہ اس کے لئے سعی ضروری ہے۔

اصل کتاب کا سرورق جس پر مولف اور حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے ادارے دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی کا نام نمایاں ہے۔



لیکن واضح رہے کہ یہ بات نفس مسئلہ کی ہے یہ بحث صرف اس بات کی ہے کہ ان حالات میں رب ذوالجلال نے مسلمانان عالم کو کیا حکم دیا ہے، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

رہا جزئیات یا طریقہ کار سے اختلاف! تو اگر اس میں کوئی خامی یا کوتاہی ہے تو اس سے کسی کو انکار نہیں۔

اس کا کون منکر ہے کہ ہمارے پاس متحد قیادت نہیں، ہم میں صلاح وتقویٰ اور اعمال صالحہ کی وہ قوت بھی موجود نہیں جو اپنی مدد کے لیے آسمان سے فرشتوں کو اتار لائے، ہم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جن کے مستقبل کے نظریات واضح نہیں، بے شک ہم پر ان احوال کی اصلاح ضروری ہے۔

لیکن کیا ان احوال کی وجہ سے جہاد ہی ساقط ہو گیا کیا چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی ایک محدث وفقیہ نے بھی یہ بات کہی ہے، عذر گناہ بدتر از گناہ، کیا اگر نماز میں خشوع وخضوع موجود نہ ہو دل جمعی نہ ہو سجدوں میں ذوق نہ ہو خیالات پراگندہ ہوں تو ان کی اصلاح ضروری ہے یا اس کی وجہ سے نماز ہی ساقط ہو جائے گی۔

نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ آپ کا طریقہ کار سے اختلاف بھی اسی وقت ممکن ومفید ہو سکتا ہے جب آپ غلط طریقہ کی نشاندہی فرما کر صحیح راہ واضح کریں آپ خود میدان میں اتر کر دکھائیں۔ کہ یہ طریقہ محمد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ ہے جیسا کہ خود محبوب کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ میں بیٹھ کر تنقید نہیں فرمائی بلکہ احد میں پتھر کھا کر کے دکھایا (فداہ ابی وامی) ورنہ آپ کی تنقید باعث فساد ہوگی نہ کہ اصلاح بلکہ یہ تنقید خلاف سنت اور باعث ہلاکت ہوگی۔ ان جزئیات سے اختلاف کر کے کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کشمیر میں ماؤں بہنوں کی عزتیں یوں ہی لٹتی رہیں، عصمتیں پامال ہوتی رہیں اور ہم تماشائی بنے رہیں، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کہ نوجوانوں کا یہ امڈا ہوا سیلاب ہتھیار ڈال کر بھارت سے زندگی کی بھیک مانگ لے، کیا یہ چاہتے ہیں کہ پوری قوم ذلیل ورسوا ہو کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالہ کر کے، صرف زندہ رہنے کے لئے نظام کفر کو تسلیم کرلے اور غلام بن جائے، اور پھر بھارت مسلمانوں کے سر پر بیٹھ کر یہاں رام راشٹر قائم کر دے۔

حاصل بحث

گذشتہ تمام بحث کا خلاصہ یہی نکلا کہ کشمیر ایک اسلامی ملک تھا اس پر کفر نے قبضہ کر لیا ہے، لہٰذا بقدر ضرورت تمام عالم اسلام پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس کی آزادی کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کریں، کیونکہ اگر کسی بھی اسلامی ملک یا شہر پر کفار قبضہ کر لیں تو اس شہر کے باشندوں، اور بقدر ضرورت تمام امت مسلمہ پر اس کا آزاد کروانا فرض عین ہو جاتا ہے، اس مسئلہ میں سلف وخلف کسی کا اختلاف نہیں۔

علامہ بصاص رحمہ اللہ نے اس پر اجماع امت نقل کیا ہے۔

ترجمہ: "تمام امت مسلمہ کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ جب کسی مسلمان ملک کی سرحد پر دشمن کے حملہ کا خوف ہو اور وہاں کے مقامی باشندوں میں دشمن سے مقابلہ کی طاقت نہ ہو۔ اور اس طرح ان کے شہر، ان کی جانیں اور ان کی اولاد خطرہ میں پڑ جائیں تو پوری امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو جائیں، تا کہ دشمن کی دست درازی روک دی جائے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ پوری امت اس پر متفق ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی ایسا قول نہیں ہے کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے جہاد چھوڑ کر بیٹھے رہنا جائز ہوتا ہو کہ دشمن مسلمانوں کو قتل عام کرتے رہیں اور ان کے اہل وعیال کو قید کر کے ان سے غلاموں کا برتاؤ کرتے رہیں۔"

(احکام القرآن/ص۱۱۴)

گویا ایسی حالت میں اسلام تمام عالم کے مسلمانوں کو دشمن کے مقابل صف آراء اور سینہ سپر دیکھنا چاہتا ہے، لہٰذا کشمیر چونکہ ایک اسلامی مملکت تھی جس پر کفار نے قبضہ کر لیا ہے تو اصلاً اسی تاریخ سے جس میں سکھوں نے حملہ کیا تھا تمام اہل کشمیر پر جہاد فرض عین ہو گیا تھا جو اس وقت تک باقی رہے گا، جب تک دشمن کو مار بھگا کر وہی حالت بحال نہ کر لی جائے، جو ۱۸۱۹ء میں تھی۔ اور اہل کشمیر اگر اس کے لئے کافی نہ ہو سکیں، یا وہ جہاد چھوڑ دیں، سستی کریں، خدا کی نافرمانی کریں، تب بھی ان کو ان کی حالت پر نہ چھوڑا جائے گا بلکہ قریب تر، پھر قریب تر کی ترتیب سے یہی فریضہ پوری امت مسلمہ پر عائد ہو جائے گا۔ یعنی اول ہندوستان اور اس کے ملحقات اور اگر یہ بھی کافی نہ ہوں تو...... پاکستان، پھر افغانستان پھر ایران پھر عراق پھر سعودی عرب اسی طرح شمال میں، جنوب میں، مشرق میں غرض کہ مشرق ومغرب کے ہر گوشہ میں بسنے والے مسلمانوں پر بقدر ضرورت یہ فریضہ متعدی ہوگا۔

چنانچہ تاریخی طور پر اتنی بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ اہل کشمیر نے بالکل جہاد ترک نہیں کیا، (بلکہ سکھوں کے قبضہ کرنے والی) تاریخ سے آج تک اس کی مختلف کوششیں مختلف شکلوں میں ہوتی چلی آئی ہیں، جو آج اپنے نقطۂ عروج پر ہیں۔ دونوں طرف سے صفیں درست کر لی گئی ہیں اور دو بدو لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ جس میں پورے جموں وکشمیر کے مسلمانوں کی جان ومال، آل واولاد، عزت وآبرو تو کیا دین بھی محفوظ نہیں ہے۔ بھارت ایک طرف پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے تو دوسری طرف مسلمانان کشمیر کے دلوں میں سے نور ایمان بھی نکال پھینکنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے، کسی کو امن وتحفظ کی لالچ دے کر تو کسی کو مال ودولت کی طمع دلا کر ایمان سے دور کرنا چاہتا ہے اور کر رہا ہے۔ ایسے وقت تمام اہل کشمیر پر تو جہاد فرض ہے ہی، اس سے ملحقہ تمام اسلامی ممالک پر بھی جہاد فرض عین ہے۔ خصوصاً پاکستان، افغانستان پھر بقدر ضرورت اسی طرح شرق وغرب اور شمال وجنوب میں تمام ممالک اسلامیہ پر جہاد فرض ہوگا۔ حتیٰ کہ ان ممالک کے اہل حکومت (بالفرض والحال) اگر اس حکم خداوندی پر عمل نہ کریں تو یہ فریضہ ہر اس شخص پر عائد ہوگا جس کے دل میں ایمان کی رمق باقی ہے، جس کو اسلام اور مسلمانوں کی ذلت کا احساس ہے۔ ان تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس جہاد مقدس میں حصہ لیں۔ اگر وہ بنفس نفیس پہنچ سکتے ہیں تو ان کے لئے لازم ہے کہ خود وہاں پہنچ کر جہاد کریں، اور اگر وہ خود نہیں پہنچ سکتے تو ان پر ہر ممکن تعاون کرنا فرض ہوگا۔ اگر خدا نے ان کو مال دیا ہے تو مال سے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے:

"جس نے ایک غازی کو مال واسباب سے تیار کیا اس نے بھی جہاد کیا۔"

اور اگر ان کو خدا نے زبان وقلم دیا ہے تو ان پر فرض ہے کہ اپنی زبان وقلم کو خدا کی راہ میں لگائیں، لوگوں کو تیار کریں، بھارت کے دجل وفریب کے تار و پود بکھیریں۔ اگر خدا نے علم دیا ہے تو اہل کشمیر اس سے زیادہ کسی چیز کے محتاج نہیں۔ اور اگر آپ کے پاس کچھ نہیں، تو مومن کا آخری ہتھیار دعا ہے، اور اگر آپ کچھ بھی کرنے کے لائق نہیں تو آپ سے التجا ہے کہ اپنی زبان کو امت کی ایذاء رسانی سے محفوظ رکھیں، خصوصاً بھارت میں بسنے والے مسلمانوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اگر ہماری کسی طرح مدد نہیں کر سکتے تو خدارا کوئی ایسا کلمہ کہنے کی زحمت نہ فرمائیں جس سے ملت کے زخموں پر مزید نمک پاشی ہو۔ اللہ پاک ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ: کلمہ حق

فقہ حنفی کی قدیم کتاب فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

لا يقاتل العبد بغير اذن مولاه والمرأة بغير اذن زوجها مالم يقع النفير عاما فاذا وقع النفير و بلغهم الخبر ان العدو قد جاء الى مدينة من مدائن الاسلام كان للرجل ان يخرج بغير اذن الوالدين عندالخوف على المسلين او على زراريهم اوعلى اموالهم ولا باس للغلام الذى لم يبلغ الحلم ان يقاتل عند النفير اذا طاق وان كره ابواه ، و اذا وقع النفير من قبل اهل الروم فعلى كل من يقدر على القتال ان يخرج الى الغزو اذا ملك الزاد والرا حلة ولا يجوز التخلف الا بعذ ربين امرأة سبيت بالمشرق كان على اهل المغرب ان يستنقذ وها.

جب تک نفیر عام نہ ہو جائے تب تک غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اور عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلے البتہ جب نفیر عام ہو جائے اور لوگوں کو یہ خبر مل جائے کہ دشمن اسلامی شہر پر چڑھ آیا ہے، نیز جب مسلمانوں کی جان یا اولاد یا مال خطرے میں پڑ جائیں تو آدمی کو بغیر والدین کی اجازت کے نکلنا درست ہے۔ اور نا بالغ بچے کے لئے نفیر عام کے وقت جہاد میں شریک ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ اس کے والدین منع ہی کریں اور اگر روم والے حملہ کر دیں تو ہر اس شخص پر جو جہاد میں جا سکتا ہو اور اس کے پاس سواری اور سفر خرچ کا انتظام ہو۔ جہاد کے لئے نکلنا ضروری ہے اور کسی واضح عذر کے علاوہ پیچھے رہنا جائز نہیں۔

خاتمۃ المحققین علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت بھی ملاحظہ فرمائیں:

ان هجم العدو على ثغر من ثغورا لا سلام فيصير فرضا عينا على من كان قرب منه فاما من ورائهم يبعد من العدو فهو فرض كفاية اذالم يحتيج اليهم فان احتيج اليهم بان عجز من كان يقرب من العدو عن المقاومة مع العدو ا ولم يعجز وا عنها و لكنهم تكا سلو ا ولم يجا هدو افانه يفترض على من يليهم فرضا عينا كا لصلوة والصوم لا يسعهم تركه و ثم الى ان يفترض على جميع اهل الا سلام ، شرقاً و غرباً هذا لتدريج .

اگر دشمن (کفار) مسلمانوں کے کسی بارڈر پر حملہ کر دیں تو ہر اس شخص پر جو دشمن سے قریب ہو جہاد فرض عین ہو جائے گا البتہ جو لوگ ان سے پیچھے دشمن سے دوری پر واقع ہوں جب تک ان کی ضرورت نہ ہو تو ان پر فرض کفایہ ہوگا اور اگر ان کی ضرورت محسوس کی جانے لگے بایں طور کہ جو لوگ دشمن سے قریب ہوں وہ دشمن سے لڑنے پر قادر ہی نہ ہوں، یا قادر تو ہوں لیکن سستی کرنے لگیں، اور جہاد نہ کریں، پس ایسی حالات میں ان لوگوں پر جو ان کے قریب ہوں جہاد اسی طرح فرض عین ہو جائے گا جیسے نماز و روزہ ان لوگوں کو جہاد چھوڑ دینے اور بیٹھے رہنے کی اجازت نہیں ہوگی، اور پھر ان پر یہ فرض ہوگا جو ان کے قریب ہوں حتیٰ کہ اسی ترتیب سے تمام دنیا کے مسلمانوں پر مشرق سے مغرب تک جہاد فرض عین ہو جائے گا۔ (ردالمختار المعروف بالشامی: ج ۳ ص ۲۳۸)

یہ نمونہ کے طور پر چند کتب فتاویٰ کی عبارات پیش کر دی ہیں ورنہ چاروں مذاہب فقہ کی کوئی کتاب بھی غالباً ایسی نہ ہوگی جس میں یہی حکم اسی صراحت کے ساتھ موجود نہ ہو۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں کئی جگہ اس بات کو بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ اس لیے جہادِ کشمیر کے شرعی فریضہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل کشمیر کی حفاظت فرمائے اور مجاہدین کشمیر کو پوری امت کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆

بقیہ: مختصر تاریخ کشمیر

یہ ہوئی کشمیر کی مختصر تاریخ اور تحریک آزادی کا پس منظر کشمیر کے عوام نے کبھی بھی کفار کے تسلط کو تسلیم نہیں کیا اور تقسیم کے فارمولے میں بھی انہوں نے ہندوستان کے ساتھ الحاق کو مسترد کر کے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا جسے جمہوریت کے اصول کے مطابق تسلیم کیا جانا چاہیے تھا مگر نہ کیا گیا اور ان کے جمہوری مطالبے کا جواب دھونس، جبر، غاصبانہ تسلط اور قتل عام کی صورت میں دیا گیا۔ ریاست کے بھارت سے ملحقہ جموں میں چونکہ مسلمان واضح اکثریت میں نہ تھے بلکہ بعض علاقوں میں ڈوگرہ آبادی سے کم تھے اور جن علاقوں میں اکثریت رکھتے تھے وہاں بھی مالی اعتبار سے کمزور تھے اس لئے جموں کے مسلمان اس جمہوریت کا زیادہ نشانہ بنے اور تقسیم کے ہنگام دو لاکھ سے زائد لوگوں کو جموں کی سرزمین پر خاک و خون میں تڑپا دیا گیا۔ لیکن ان بھارتی مظالم کا ردعمل کشمیر کی سر زمین پر حیدر آباد دکن سے مختلف انداز میں سامنے آیا۔ کفار کے حملے اور غاصبانہ تسلط کے سامنے ڈھیر ہو جانا مسلمان کی شان نہیں بلکہ ان حالات میں مسلمانوں پر مزاحمت اور ٹکراؤ کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی فطرت میں نہ غلامی ہے اور نہ پستی۔ یہ نہ جبر کو قبول کرتا ہے اور نہ غیر کے تسلط کو۔ اسلام کی تعلیمات ایک مسلمان کو اس امر پر ابھارتی ہیں کہ وہ جس طرح باطل معبود کو لا کہے اسی طرح ہر باطل نظام کو لا کہنا اور پھر اسے لاشئی بلکہ لاشے کی منزل تک پہنچانا بھی اسی کی لازمی ذمہ داری ہے۔ اصطلاح شریعت میں اسے جہاد کہا جاتا ہے۔ کفار کے تسلط اور غلبے کی صورت میں جو جہاد کیا جاتا ہے اسے دفاعی اور باطل نظاموں کی سرکوبی کے لئے جو لشکر کشی کی جائے اسے اقدامی جہاد کہا جاتا ہے۔ دفاعی جہاد مسلمانوں پر کس قدر لازمی ہے؟ کن لوگوں پر لازم ہے؟ اور کب تک لازم ہے؟

اس کا بھی مختصر جائزہ پیش خدمت ہے

دفاعی جہاد کی تشریح یہ ہے کہ کرہ ارض پر جہاں کہیں بھی مسلمانوں کے جان و مال یا دین و دنیا پر کفار تجاوز کریں یا (مسلمانوں) کے مقبوضہ علاقہ جات اور سرحدات کو چھیڑیں تو اس کی مدافعت فرض ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت امیر محترم مولانا مسعود ازہر حفظہ اللہ نے فضائل جہاد میں تحریر فرمایا ہے:

حضرت فقہاء کرام کی عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

() جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر یا بستی پر حملہ آور ہو جائیں یا قابض ہو جائیں۔

() جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو گرفتار کرلیں۔

() ایک مسلمان عورت گرفتار ہو جائے تو اسے کافروں سے نجات دلانا تمام مسلمانانِ عالم پر فرض ہو جاتا ہے۔

() جب امام پوری قوم یا کچھ افراد کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دے۔

() جب مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ جائیں اور جنگ شروع ہو جائے۔

فائدہ

فرض عین کا معنی یہ ہے کہ اس جہاد میں سب نکلیں گے، یہاں تک کہ بیٹا والدین کی اجازت کے بغیر، بیوی اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر، مقروض اپنے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر نکلیں گے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کسی گھر میں آگ لگ گئی ہو تو سب مل کر بجھاتے ہیں یا کسی گھر میں چور، ڈاکو گھس گئے ہوں تو گھر کا ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق دفاع کرتا ہے۔

ابتدائی طور پر یہ جہاد اس علاقے کے مسلمانوں پر فرض ہوتا ہے جن پر حملہ ہوا ہو لیکن اگر وہ کافروں کے مقابلے میں کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے ساتھ والوں پر فرض ہو جاتا ہے، اگر وہ بھی کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے ساتھ والوں پر، اس طرح سے مشرق سے لے کر مغرب تک تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد کے متعلق حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: دفاعی جہاد یعنی اپنے دین اور حرمت کے دفاع کیلئے لڑنا یہ اجماعی طور پر اہم ترین فریضہ ہے۔ وہ دشمن جو مسلمانوں کے دین اور دنیا کو تباہ کرنے کے لئے حملہ آور ہوا ہے، ایمان کے بعد اس کے ساتھ لڑنے سے بڑا اور کوئی فریضہ نہیں۔ اس دفاعی جہاد کے لئے کوئی چیز شرط نہیں یعنی توشہ اور سواری تک شرط نہیں، بلکہ ہر ایک حتی الامکان دشمن کا مقابلہ کرے۔

فقہاءِ کرام کی تصریحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفاعی جہاد صرف اسی وقت فرض نہیں ہوتا جس وقت کافر حملہ کر دیں، بلکہ جب کافر مسلمانوں سے مسافت سفر کی دوری پر ہوں تو اسی وقت اس شہر کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ (نہایۃ المحتاج، ص ۵۸۔ ج:۸)

علامہ ابو بکر الجصاصؒ کی احکام القرآن نامی مستند کتاب کا مندرجہ ذیل اقتباس مسئلہ کی شرعی حیثیت کی وضاحت کے لئے بالکل کافی نظر آتا ہے:

ترجمہ: تمام اُمت مسلمہ کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ جب کسی مسلمان ملک کی سرحد پر دشمن کے حملے کا خوف ہو اور وہاں کے مقامی باشندوں میں دشمن سے مقابلہ کی طاقت نہ ہو، اسی طرح ان کے شہر، ان کی جانیں، ان کی اولاد خطرہ میں پڑ جائیں، تو پوری اُمت پر یہ فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو جائیں، تاکہ دشمن کی دست درازی کو روک دیا جائے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ پوری امت اس پر متفق ہے اس لئے کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی ایک ایسا قول نہیں کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے جہاد چھوڑ کر بیٹھے رہنا جائز ہوگا کہ دشمن مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہیں اور ان کے اہل و عیال کو قید کر کے ان سے غلاموں جیسا برتاؤ کرتے رہیں۔ (احکام القرآن)

بقیہ: منتظر نگاہیں

اے نوجوانو! ظلم کے خلاف اٹھو، اپنے کشمیری مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے جاگ جاؤ۔ وقت کی نزاکت کو سمجھو، دشمن کی مکاری کو جانو۔ جاگو کہیں یہ نہ ہو کہ تم خواب غفلت میں ہی سوئے رہو اور تمہارا ایمان لٹ جائے، تمہاری بھی عزتوں کو تار تار کیا جائے، تمہاری بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم، تمہارے بوڑھے ماں باپ کا سایہ ہمیشہ کے لیے تم سے چھین لیا جائے۔ تمہاری غیرت و حمیت کو پھول کی پتیوں کی طرح پاؤں سے مسل دیا جائے اور تمہارے وقار کو خاک میں ملا دیا جائے تمہارے عروج کا چمکتا ہوا سورج ظلم کی تاریک راتوں کی نظر ہو جائے تم خاموش تماشائی بنے رہو اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

کاش ہمیں بھی ایسے حکمران نصیب ہو جائیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، ظلم و بربریت سے تائب ہو کر امت مسلمہ کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ساحل پہ لے چلیں۔ جو امت مسلمہ کی بقاء کے لیے جہاد علی منہاج النبوۃ کے پرچم کو بلند کریں اور کشمیری، فلسطینی، برمی، میانماری اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی آبرو کی چوکیداری کے لیے اپنے مال و جان اولاد اور ٹیکنالوجی کو استعمال کریں اور غیرت مسلم کا ثبوت دیں۔

بھارتی سورماؤ! باز آ جاؤ۔ ورنہ جب مظلوم اٹھتا ہے تو شہزادوں کو ان کے باپوں سمیت بمع تخت و تاج ان کے محلات سے اٹھا لیا جاتا ہے جب مظلوم اٹھتا ہے اسی پہ بس نہیں بلکہ جب مظلوم اٹھتا ہے تو اس کی دہشت و وحشت کے آگے حکمرانوں کو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں آنکھوں پہ پٹیاں باندھے تختہ دار پہ لٹکتے پایا جاتا ہے۔

ارے بھارتی ظالمو! انسانیت کے قاتلو! اور وحشی درندو! اپنے ناپاک عزائم سے باز آ جاؤ۔ امریکی، اسرائیلی اور بھارتی غنڈو ظلم و بربریت سے تائب ہو جاؤ ورنہ ان مسلمانوں کی نصرت کے لیے بدر کی طرح آنے والے نورانی ملائکہ کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ ان مظلوم و معصوم بچوں کو اسامہ بن لادن ملا محمد عمر اور ان جیسے ہزار و جرنیل بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ تمہیں تمہاری ٹیکنالوجی سمیت افغانستان کی سرزمین برطانوی سامراج روس جیسی سپر پاور امریکہ جیسی اتحادی افواج کی طرح معاف نہیں کرے گی۔ ذلت و رسوائی تمہارا مقدر بن جائے گی۔ مجاہدین اسلام میدانوں میں اترنے کو بے تاب دشمن پر عقابی نگاہیں جمائے انتظار میں پوزیشنیں لیے اور سینوں پہ بم باندھے ٹینکوں کے سامنے لیٹنے کا انتظار کر رہے ہونگے۔ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر تمہارے فوجی لومڑی کی طرح دم پیٹھ میں لیے میدانوں سے بھاگتے دکھائی دیں گے ان شاء اللہ۔

☆......☆......☆

بقیہ: جہاد کشمیر اور غزوۃ الہند

ان آحادیث پر غور کرنے سے ہمیں جو اشارات و نکات ملتے ہیں ہم ان میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مخبر صادق ﷺ کی پیشن گوئی آج ایک حقیقت بن چکی ہے۔ خلافتِ راشدہ اور پھر خلافت اُمویہ اور عباسیہ کے ادوار میں غزوۃ الہند کی شروعات ہوئیں اور پھر ہندوستان پر انگریزی راج کے دوران بھی یہ جہاد جاری رہا اور آج تقسیم ہند کے بعد بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ مجاہدین سرزمین ہند سے کفار کا قبضہ و تسلط ختم کر کے، ان کے بادشاہوں (حاکموں) کو بیڑیوں میں جکڑ کر خلیفۃ المسلمین کے سامنے نہ لے آئیں۔

ان احادیث میں غزوۃ الہند اور فتح بیت المقدس دونوں واقعات کا مربوط انداز میں ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیت المقدس کا مسلمان حاکم ایک لشکر روانہ کرے گا جسے اللہ تعالیٰ ہندوستان پر فتح عطا فرمائے گا۔ اس میں پوری اُمتِ مسلمہ کیلئے بیت المقدس کی آزادی اور مسجد اقصیٰ کی بازیابی کی بشارتِ عظمیٰ ہے اور یہ پیشن گوئی بھی موجود ہے کہ اس غزوہ کے دوران مجاہدین ہند اور مجاہدین فلسطین کے مابین زبردست رابطہ اور باہمی تعاون موجود ہوگا۔ اس سے یہ حقیقت از خود واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان کے بت پرست اور سرزمینِ معراج پر قابض یہودی عالمِ اسلام کے مشترک، بدترین دشمن ہیں، انہیں ہندوستان اور فلسطین کے مسلم علاقوں سے بے دخل کرنا واجب ہے۔

حضور ﷺ نے غزوۃ الہند اور سندھ کا ذکر فرمایا اور ظاہر ہے کہ ایسا غزوہ صرف کفار کے خلاف ہی ہو سکتا ہے اور آج ہندوستان میں آباد کفار، بت پرست ہندو ہیں اور حدیث ثوبانؓ میں یہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم اور ان کے ساتھی دجال اور اس کے یہودی رفقاء کے خلاف لڑیں گے۔ اس طرح گویا ایک طرف حدیث میں کفر اور اسلام دشمنی کی قدر مشترک کی بناء پر یہود و ہنود کو ایک قرار دے دیا گیا اور دوسری طرف مسلم اور مجاہد فی سبیل اللہ کی قدر مشترک کی وجہ سے مجاہدین ہند اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو ایک ثابت کر دیا گیا۔

ان احادیث میں غزوۃ الہند میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اگرچہ راہِ جہاد میں مال خرچ کرنا اعلیٰ درجے کا انفاق ہے لیکن غزوۃ الہند میں خرچ کرنے کی فضیلت عمومی انفاق فی سبیل اللہ سے کہیں زیادہ ہے۔

اسی فضیلت کی بناء پر سیدنا ابوہریرہؓ بار بار یہ خواہش کرتے تھے کہ اگر میں نے وہ غزوہ پایا اپنی جان اور اپنا نیا پرانا سب مال اس میں خرچ کروں گا۔

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والے شہداء کی بھی بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے "افضل الشہداء" اور "خیر الشہداء" کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔

ان احادیث میں ان مجاہدین کی جہنم سے آزادی کی بشارت آئی ہے جو اس غزوہ میں شریک ہوں گے اور غازی بن کر لوٹیں گے۔ آپ ﷺ نے دو جماعتوں کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے محفوظ کر دیا ہے اور پہلی جماعت کے متعلق یہ صراحت فرمائی کہ "وہ ہندوستان سے جنگ کرے گی" اور حضرت ابوہریرہؓ کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ "اگر میں اس غزوہ میں غازی بن کر لوٹا تو میں ایک آزاد ابوہریرہ ہوں گا جسے اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہوگا۔"

ان احادیث میں یہ بشارت بھی موجود ہے کہ آخر زمانے میں حضرت مہدی اور سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام بھی دنیا میں موجود ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین ہند کو عظیم الشان فتح عطا فرمائے گا اور وہ کفار کے سرداروں اور بادشاہوں کو گرفتار کر کے قیدی بنائیں گے۔

ایک بشارت ان احادیث میں یہ بھی ملتی ہے کہ جو مجاہدین اس مبارک غزوہ کے آخری مرحلے میں برسرپیکار ہوں گے وہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی زیارتِ باسعادت اور ملاقاتِ بابرکات سے مشرف ہوں گے۔

آخری اور سب سے بڑی بشارت ان احادیث میں یہ ہے کہ اس غزوہ کے نتیجے میں ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو جائے گا۔ جن پر ایک متفقہ بادشاہ کی بجائے کئی بادشاہ بیک وقت حکمرانی کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم غزوے میں اپنی جان، مال اور صلاحیتوں کو لگانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

☆......☆......☆



پہاڑوں سا عزم اور استقامت اور دلیری رکھنے والے کشمیری بھائیوں اور ماؤں بہنوں کو میں سلام پیش کرتا ہوں۔ جنھوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا مگر بھارتی سورماؤں کے آگے جھکے نہیں اور مسلسل ان کے وحشیانہ تشدد کا بڑے صبر سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں یہ زندگی اور موت کا کھیل کب تک جاری رہے گا۔

کشمیر کی وادی ایک بار بھارتی مظالم کے گھیرے میں ہے۔ بھارتی فوج ہر روز بے قصور کشمیری نوجوانوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا رہی ہے۔ ماؤں اور بہنوں کی عزتوں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ماؤں کو بیوہ اور بہنوں کے سہاگ اجاڑے جا رہے ہیں۔ بچوں کو یتیم اور لاوارث کیا جا رہا ہے۔ بوڑھے والدینوں سے ان کے جوان بیٹوں کو دور کیا جا رہا ہے اور ان کے جنازے اٹھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ہر طرف خون ہی خون کی ہولی کھیلی جا رہی۔ بھارت نے اپنے ظلم کی انتہا کر رکھی۔ قیمتی جانوں کو اس طرح روندھا جا رہا ہے جس طرح کہ انسان کی کوئی قیمت نہیں رہی۔ کب تک ہم اپنے بھائیوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں گے۔ اور کب تک بھارت اپنے وحشیانہ ظلم سے کھیلتا رہے گا۔

آج ایک بار پھر بھارتیوں نے وادی کو لہو لہان کر دیا ہے۔ اور اپنے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ چالیس سے زائد کشمیروں کو شہید کر دیا ہے۔ اور دو سو کے قریب کشمیروں کو زخمی کر دیا ہے۔ اور پتہ نہیں کتنے بچوں کو لاوارث اور یتیم کر دیا ہے۔ بچے اپنی ماؤں سے جدا ہو گئے ہیں۔ بہت افسوس کہ ساری دنیا سو رہی ہے۔ بھارتی فوجیوں نے یزیدوں کی مثال کو زندہ رکھتے ہوئے کشمیروں کا پانی بند کر کے یزیدیت ہونے کا ثبوت دے دیا ہے سات دن سے کرفیو نافذ کر کے انسانیت کے ساتھ دشمنی کی حد کر دی ہے۔ کشمیری رہنماؤں کی گرفتاریاں جاری ہے۔ ان کو نظر بند کیا جا رہا ہے۔ ان کو بھی ظلم و زیادتی اور تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جو رہنما بھی اپنی بھارتی ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اس کو گرفتار کر کے اس کی آواز کو بند کر دیا جا رہا ہے۔ کھانے پینے کی تمام اشیاء بند کر دی ہیں۔ ان کی مدد کو کوئی بھی نہیں پہنچ رہا ہے۔ ساری انسانیت مردہ ہو چکی ہے۔ ان کو یہ ظلم دکھائی نہیں دے رہا۔ بچے پیاسے مر رہے ہیں۔ نوجوانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بہنوں کی عزتوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ وادی کو خون سے رنگا جا رہا ہے۔ وادی کو خون سے سیلاب کیا جا رہا ہے۔

بہت افسوس کے ساتھ کہ آج ساری دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ بھارتی سورماؤں کا ظلم کسی نظر نہیں آ رہا۔ تمام مسلم ممالک اور اقوام متحدہ کیوں خاموش ہے یا پھر ان کو یہ ظلم و ستم نظر آنا بند ہو گیا ہے۔ کب تک یہ وادی خون کی پیاسی رہے گی اور بھارتی فوجی اپنی پیاس کشمیری نوجوانوں کے خون سے بجھاتے رہیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف یہ کاروائیاں کب تک جاری رہیں گی۔ اقوام متحدہ بھی نہیں چاہتی کہ کشمیریوں کو ان کا حق مل سکے وہ بھی آزاد ہو سکیں۔ ان کی بھی نسلیں آگے بڑھ سکیں۔ میری یہ آواز بھارتی ظلم و زیادتی اور تشدد کی آواز اقوام متحدہ اور تمام مسلم ممالک کے سربراہاں تک پہنچ کر کشمیری ماؤں اور بہنوں، بھائیوں کے تحفظ فراہم کرنے اور بھارت پر انسانیت کا سر عام قتل کرنے پر پابندی کی اپیل ہے۔ مجاہدین اسلام جنہوں نے کشمیر میں موجود فوج کو لگام ڈال کر رکھا ہوا ہے۔ میرا ضمیر ان کے لئے ہمیشہ دعا گو ہے۔ یہ مجاہدین کسی اسلامی ملک سے کہیں زیادہ آگے ہیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انڈین سورماؤں کو نکیل ڈالے ہیں۔ یہ ایک تسلسل ہے جو چلا آ رہا ہے۔ لیکن اب لگتا ہے جیسے یہ اندھیری رات ختم ہونے والی ہے۔ کیونکہ کشمیر کا نوجوان طبقہ اب انڈیا سے بے زار ہو چکا ہے اور اپنے گھر سے آزادی کے لئے نکل چکا ہے۔

مقبوضہ کشمیر پر بھارتی جارحیت و مظالم کی خبریں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں، ایک طرف تو بھارت اپنے آپ کو امن کا داعی کہلواتا ہے اور دوسری طرف نہتے کشمیروں کے خون سے ہولی کھیلتا ہے، کشمیروں کی کئی نسلیں آزادی کے لیے شہید تو کر دی گئی ہیں مگر کشمیروں کے حوصلے پست نہ کیے جا سکے، کئی ماؤں کے لاڈلے ان کے سامنے شہید کر دیے گئے، کئی بہنوں کے سروں کے تاج اُجاڑ دیے گئے، کئی دلہنوں کے سہاگ لوٹ لیئے گئے، کئی بچوں کو یتیم و بے سہارا کیا گیا، کئی جوان بیٹوں کے لاشوں کو بوڑھے والد کے کندھوں پر رکھا گیا، کئی عورتوں کی عزتیں تار تار کر دی گئی، کئی کلیوں اور غنچوں کو بے دردی سے پاؤں تلے روندا گیا اور نہ جانے کتنے ہی مکانات کو جلا کر صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا مگر سلام پیش کرتے ہیں ان کشمیروں کو جو پھر بھی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ گو کہ آزادی ہر انسان کا حق ہے، یہ حق اس کو ملنا چاہیے، ہر انسان کے کچھ خواب ہوتے ہیں اور نوجوان کسی بھی قوم کا بہترین سرمایہ ہوتے ہیں جو کچھ بھی کر گزرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں اور علم و ہنر بھی اگرچہ کہ وہ نوجوان کشمیر کی خوبصورت وادیوں کا ہو یا پھر انگلستان کے محلوں کا، خواب سب دیکھتے ہیں۔ مگر خواب ہو آزادی کا اور وہ دیکھے نوجوان اور وہ بھی کشمیر کا تو اُس کو خواب دیکھنے کی بھاری قیمت ادا کرنی ہو گی، اور وہ قیمت ادا کرتے آ رہے ہیں اور کرتے رہیں گے تب تک۔۔؟ جب تک ان کو آزادی کی کھلی فضاؤں میں سانس لینے کا موقع فراہم نہ کیا گیا۔ مگر افسوس کہ بھارت اپنی پرانی ہٹ دھرمی پر پورے زور و جوش سے کھڑا ہے، عالمی دنیا نے اپنی آنکھیں اس مسئلے سے ایسے بند کر دی ہیں جیسے کہ خرگوش بلی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بند کر دیتا ہے اور اس لیے بند کر دی ہیں کہ جلتا ہے، مرتا ہے، کٹتا ہے، لٹتا ہے تو مسلمان......

برہان وانی شہید 21 برس کی عمر میں شہادت کا یہ مقام پانے والا نوجوان 15 برس کی عمر میں اُس وقت اپنے ہاتھ سے کاپی و قلم چھوڑ کر ہتھیار پکڑتا ہے جب اس کے جوان سالہ بھائی خالد وانی کو ان کے آبائی گاؤں میں ایک جعلی فوجی مقابلے میں شہید کر دیا جاتا ہے۔ برہان وانی شہید کی شہادت کشمیری نوجوانوں کو ایک بار پھر بھارتی فوج کے آمنے سامنے لے آئی اور اس وقت مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی جدوجہد ایک نئی کروٹ اور نئی امنگیں لے کر میدان کارساز میں اتری ہے اور اس دفعہ آزادی کی اس طوفانی لہر میں نوجوان کی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے اور ان کے جذبات ایک بار پھر 90 کی دہائی کی مانند بلند و بالا نظر آ رہے ہیں۔ آج کا نوجوان بھارتیوں کے مظالم کی چکی میں پسا ہوا نوجوان ہے، یہ وہ نوجوان ہے جو ہر لمحہ اپنے آپ کو فورسز کے قبضے میں محسوس کرتا ہے، جس کے جذبات کو برہان وانی شہید کی بندوقیں لہرا لہرا کر بیانات نے اُبھارا ہے، یہ وہ نوجوان ہے جو آئے روز نئی امید کی کرنوں کے لالی پاپ کھا کھا کر تھک چکا ہے، یہ وہ نوجوان ہے جس نے عسکری تربیت مقامی سطح پر حاصل کی ہے، ان نوجوانوں کی اپنی ایک سوچ اور اپنا ایک مقصد ہے۔ آگے چل کر اس بلند و بالا افشار تحریک کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ مگر اس بات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے دور حکومت میں پہلی بار کشمیریوں نے اتنے بڑے پیمانے پر احتجاج کیا ہے، جس میں بیسوں نوجوان شہید ہو گئے اور سینکڑوں زخمی مگر یہ احتجاج جاری ہے۔ مگر افسوس کا مقام تو عالمی دنیا کے سوئے ہوئے اور غیر ذمہ دارانہ رویے پر ہوتا ہے کہ ایک طرف کئی معصوم لاشیں گر گئیں، ظلم کی ایک نئی داستان رقم ہو گئی مگر نہ تو کہیں عالمی ضمیر نظر آ رہا ہے اور نہ ہی کہیں پر انسانیت کے نام لیوا تنظیمیں۔ لیکن اس سب میں ایک بات تو پکی ہے کہ کشمیر کا نوجوان اب جہاد کا دیوانہ ہو چکا۔ وہ جہاد ہی ذریعے اب انڈین فوج کو ناکوں چنے چبوائے گا۔ ان شاء اللہ

☆......☆......☆

خوشخبری — طلبہ علوم نبویہ کے لئے پرسکون، خوشگوار اور خالص علمی اور اصلاحی ماحول

مدرسہ تعلیم القران
بالاکوٹ روڈ نزد جابہ شیپ فارم مانسہرہ

میں 10 شوال المکرم سے داخلے جاری ہیں

شعبہ جات: حفظ و ناظرہ — درس نظامی — متوسطات تا درجہ خامسہ — معہد — الصف التمہیدی تا الصف الثانی

خصوصیات
- عربی بول چال پر خصوصی توجہ
- قیام و طعام اور طبی سہولیات کی مفت فراہمی
- تکرار مطالعہ کی بھرپور نگرانی
- محنتی اور مشفق اساتذہ کرام
- خوبصورت صحت افزاء اور پرسکون ماحول
- تقریر و تحریر کی خصوصی تربیت
- صحت مند غیر نصابی سرگرمیاں
- ماہانہ معقول وظائف

منجانب: انتظامیہ مدرسہ تعلیم القران بالاکوٹ روڈ جابہ 0321-5381893، 0344-7015917

شیڈول برائے علمی و تربیتی دورات

بہاولپور دورات
دورہ تفسیر / دورہ اساسیہ: ① 16 جولائی ② 30 جولائی
دورہ تربیہ: ① 22 جولائی
بمقام: جامع مسجد عثمانؓ و علیؓ، ریلوے لنک روڈ، ماڈل ٹاؤن بی، بہاولپور

کراچی
دورہ تربیہ: ① 15 جولائی تا 21 جولائی
بمقام: جامعۃ النور، مفتی ولی حسنؒ ٹاؤن، براستہ افغان کیمپ، نزد سیمو پارک، کراچی 0336-3353813

پشاور
دورہ تربیہ: ① 29 جولائی تا 04 اگست
بمقام: مدرسہ سنان بن سلمۃؓ، گاؤں جوگیان، گھڑی اسلم شاپ، علاقہ ترناب فارم، پشاور 0315-9324524

کشمیر ہمارا ہے

کشمیر ہمارا ہے، کشمیر ہمارا ہے
کشمیر سے دلی تک یہ ملک ہمارا ہے
تیری خاک کا ہر ذرہ ، تیری خاک کا ہر ذرہ
ہمیں جان سے پیارا ہے، ہمیں جان سے پیارا ہے
کشمیر کی وادی نے، کشمیر کی وادی نے
پھر تم کو پکارا ہے ، پھر تم کو پکارا ہے
اب ہند کے چھلوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے
ہر شخص کے ہونٹوں پر، ہر شخص کے ہونٹوں پر
تکبیر کا نعرہ ہے، تکبیر کا نعرہ ہے
پھر گونج سنائی دے تکبیر کے نعروں کی
تقدیر بدل جائے وادی کے چناروں کی
ایمان کی کرنوں سے، ایمان کی کرنوں سے
پر نور نظارہ ہے ، پرنور نظارہ ہے
غزنی کے مجاہد جب کشمیر میں آئیں گے
پھر بھارتی فوجوں کو میداں سے بھگائیں گے
خود ہند کہے گا ہاں ،خود ہند کہے گا ہاں
کشمیر تمہارا ہے ، کشمیر تمہارا ہے
ہم شوق شہادت کا طوفان اٹھائیں گے
دہلی کے قلعے پر ہم پرچم لہرائیں گے
کیوں بزدل بھارت نے، کیوں بزدل بھارت نے
ہم کو للکارا ہے، ہم کو للکارا ہے
کشمیر، کشمیر ہمارا ہے، کشمیر ہمارا ہے

(الفت حرا، کراچی)

علوم قرآن و سنت کی عظیم درسگاہ
مدرسہ مرکز اسماعیل الاسلامیؒ
نزد موٹروے چوک 26 نمبر سٹاپ ڈھوک ککھن روڈ اسلام آباد
تاریخ ابتداء داخلہ: 11 شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
تعلیمی درجات: ناظرہ و حفظ قرآن مجید، اعدادیہ تا سادسہ، تخصص فی الافتاء
شرائطِ داخلہ: کسی بھی درجے میں داخلے کیلئے گزشتہ درجہ کسی مستند ادارے میں مکمل کرنے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔ نیز تمام طلبہ کیلئے اپنے یا سرپرست کے قومی شناختی کارڈ کی مصدقہ نقل جمع کروانا لازمی ہے۔
مدرسہ پہنچنے کا پتہ: 26 نمبر سٹاپ موٹروے چوک سے سیمین ہوٹل کے سامنے سروس روڈ پر روانہ ہو کر مغل آباد سے بائیں ڈھوک ککھن روڈ پر آ جائیں۔
رابطہ کیلئے: برائے درجہ ناظرہ و حفظ 0313-9968936 — برائے شعبہ کتب 0313-6895313 — برائے تخصص 0312-9192897

خصوصیات جامعہ
① بہترین علمی و اصلاحی ماحول ② ماہر علوم اساتذہ کرام
③ وسیع دار المطالعہ ④ ماہانہ نقد وظائف
⑤ مطالعاتی دورہ جات ⑥ نمایاں کارکردگی پر انعامات
⑦ تقریر و تحریر کی عملی مشق
مزید مفید جدید شعبہ جات جن کا اعلان جلد کر دیا جائے گا انشاء اللہ!
فون نمبر 062-2889627، 0321-9953280

دار الافتاء
ماہر مفتیان کرام کی زیر نگرانی عوام الناس کی دینی رہنمائی کے لیے ہر وقت مصروف عمل ہے۔
رابطہ: 062-2883563

شعبہ قراءات
ماہر قراء کی زیر نگرانی قراءات متواترہ اور تجوید کا دو سالہ نصاب

دراساتِ دینیہ
وفاق المدارس کا مرتب کردہ عصری تعلیم یافتگان اور کاروباری حضرات کے لیے ۲ سالہ عالم کورس۔ (صرف ۲ گھنٹے یومیہ پڑھائی میں)

شعبہ درس نظامی
متوسطہ تا دورۂ حدیث شریف

تخصص فی الفقہ
درس نظامی سے فارغ التحصیل علماء کے لیے ایک سالہ "مفتی کورس"

دینی علوم کی معیاری درسگاہ
جامعۃ الصابرؒ
میں آئندہ تعلیمی سال کے داخلے انشاء اللہ 10 شوال ۱۴۳۷ھ سے شروع ہوں گے
برائے رابطہ: جامعۃ الصابر، مرکز عثمانؓ و علیؓ، ریلوے لنک روڈ، بہاولپور



کشمیر کے حالات
ایک کشمیری کی زبانی

زیرِ نظر اقتباسات معروف کتاب ''جہادِ ہند کا شہباز جرنیل'' سے ماخوذ ہیں جو ایک کشمیری مجاہدین ام محمد جہادی کے قلم اور عینی مشاہدات کا شاہکار ہیں۔ اس کی روشنی میں اندرونِ کشمیر کے حالات کی ایک واضح اور مستند جھلک آپ کے سامنے آجائے گی۔

عید کی آمد آمد تھی۔ انڈین آرمی کے ظلم وتشدد نے کشمیری عوام کی خوشیاں پہلے ہی ملیامیٹ کر کے رکھ دی تھیں۔ لیکن عید اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک خاص تحفہ ہے۔ اس لئے چیوا کے لوگ بھی زخمی دل لئے عید کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اس دن دھوپ چمک رہی تھی، ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا انڈین آرمی گاؤں کی طرف آ رہی ہے۔ یہ خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی اور نوجوان ادھر اُدھر چھپ گئے۔ کئی نوجوانوں نے ان ظالموں کے خوف سے پانی کی ندی میں پناہ لی۔ تمام عورتیں بھی ایک جگہ جمع ہو گئیں اور یہ فیصلہ کیا کہ آج ہم آرمی والوں کو کسی نوجوان کو گرفتار نہیں کرنے دیں گی۔ پرسوں عید ہے اور یہ کافر ہمارے بھائیوں کو گرفتار کر کے عید کی خوشیوں کو ماتم میں بدلنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر آرمی کسی کو گرفتار کرنے کی کوشش کرے تو ہم سب ملکر حملہ کر دیں گے۔ ایسا کئی دفعہ ہوا تھا کہ کشمیری خواتین نے انڈین آرمی پر پتھر اور ڈنڈے برسا کر ان کی خوب ٹھکائی کی۔ ایک دفعہ آرمی کچھ بے گناہ کشمیریوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ چیوا کی بہادر اور نڈر عورتوں نے مل کر آرمی والوں پر حملہ کر دیا۔ میری مامی جی نے ایک فوجی کے سر پر گرم گرم کانگڑی الٹ دی آگ اس کے گریبان کے اندر گئی تو وہ چیختا چلاتا اور ہائے بھگوان ہائے بھگوان کہتا ہوا بندر کی طرح اچھل رہا تھا۔ دوسرے فوجی نے اپنے ساتھی کی درگت بنتے دیکھی تو مامی جی پر اس زور سے گن کا بٹ مارا جس سے ان کا بازو ٹوٹ گیا۔ اتنے میں باقی عورتوں نے بھی اس آتشی ہتھیار کا استعمال کیا اور انڈین آرمی پر دھڑا دھڑ کانگڑیاں برسائیں۔ اس دن بھارتی فوج کی وہ پٹائی ہوئی کہ اگلے دن وہ خبر اخبار میں آ گئی۔ اس دن کے بعد انڈین آرمی نے چیوا کی عورتوں کو بدمعاش عورتیں کہنا شروع کر دیا۔

اس روز بھی عورتوں نے اسی انداز کی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہر طرف سے نوجوانوں کی چیخ وپکار سنائی دینے لگی۔ بھارتی کتے کسی کو ٹھنڈے پانی کی ندی میں ڈبو کر اذیت دے رہے تھے اور کسی کو گھروں سے گھسیٹ کر باہر لا رہے تھے اسی دوران چند فوجی بھائی عمر مختار کے چھوٹے بھائی کو گریبان سے پکڑ کر لے آئے۔ وہ غریب کئی بار قید میں رہ کر ان کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہو چکا تھا۔ آرمی آنے کی خبر سن کر اسے ہم نے ایک ایسے گھر میں جانے کا کہا تھا جہاں بظاہر آرمی کے جانے کا امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن بدبختوں نے اس دن کوئی گھر نہیں چھوڑا یہاں تک کہ وہ ان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس نے جب عورتوں کو سڑک کے ساتھ ایک باغ میں جمع دیکھا تو رو کر فریاد کرنے لگا کہ مجھے ان سے بچاؤ ایک کافر اس کو بری طرح مکے اور گھونسے مارتا جا رہا تھا۔ میں بھاگ کر اس کی طرف گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زور زور سے کھینچنے لگی۔ بھارتی فوجی کے ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا تھا اور وہ بے تحاشا میرے بازوؤں پر مارے جا رہا تھا۔ اس وقت اللہ نے میرے بازوؤں میں نہ جانے کیسی طاقت دی کہ میں نے گلزار کو اس کے چنگل سے چھڑا لیا۔ اتنے میں عورتوں کا ہجوم بھی آگے بڑھا اسی وقت انڈین آرمی کی ایک تیز رفتار گاڑی آئی اور میرے اور عورتوں کے درمیان میں رک گئی۔ آرمی والے عورتوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے چیختے چلاتے ہاتھوں میں گنیں لہراتے ہوئے گاڑی سے کود پڑے۔ اور عورتوں کا راستہ روک لیا ادھر میں تین کافروں کے سامنے بالکل اکیلی رہ گئی۔ بھارتی کتا مسلسل مجھ پر ڈنڈے برسا رہا تھا لیکن میں نے بھائی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ فوجی باقی عورتوں کو منتشر کر کے میری طرف متوجہ ہوئے۔ گنوں کے بٹ اور ڈنڈوں کی مسلسل ضربوں سے میرے بازو شل ہو گئے۔ انہوں نے گلزار بھائی کو دھکا دے کر گاڑی کے اندر پھینک دیا۔ ادھر ساتھ ہی پتھروں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ مجھے غم وغصے اور تکلیف کی شدت نے پاگل کر دیا تھا۔ میں نے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر ان کی گاڑی کے اندر پھینکے۔ فوجی گاڑی پیچھے سے کھلی ہونے کی وجہ سے پتھر ان کے اوپر گر رہے تھے۔ مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی تھی میں پوری طاقت سے چلا رہی تھی۔ بھارتی کتو! کافرو! حرام زادو! اور نہ جانے کیا کیا کہے جا رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ بھارتی کتے قہقہے لگاتے اور سیٹیاں بجاتے ہوئے گاڑی بھگا کر لے گئے۔ اس دن کئی نوجوان گرفتار کر لئے گئے۔ عید کے موقع پر بھی وہی آنسوؤں اور آہوں کا سماں بندھ گیا۔ چاند رات کو پھر بزرگ کیمپ کے باہر دھکے کھا رہے تھے اور نوجوان عورتیں، بچے احتجاجی مظاہرے کر کے اپنے پیاروں کی رہائی کا ان الفاظ میں مطالبہ کر رہے تھے کہ: بے گناہ بھائیوں کو رہا کرو۔

جس کشمیر کو خون سے سینچا وہ کشمیر ہمارا ہے

انڈین آرمی نے گلزار بھائی کو اس بات پر خوب ٹارچر کیا کہ تم یہ بتاؤ کہ تمہاری گن اس لڑکی کے پاس ہے۔ ہم اس کو گرفتار کر کے سبق سکھائیں گے۔ اس نے ہمارے ساتھ بڑا مقابلہ کیا ہے وہ ملی ٹینٹ ہے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس کون سی گن ہے جو میں نے اس کے پاس رکھی ہوگی۔ وہ میری بہن ہے جب آپ لوگوں نے مجھے گرفتار کیا تو اس نے اسلئے آپ کے آگے مزاحمت کی۔ اس دن انڈین آرمی نے میرا نام فائل میں درج کیا کہ یہ لڑکی ملی ٹینٹوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ بابا نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ میں نے انفرادی مقابلہ کیوں کیا۔ اب میں دشمن کی نظروں میں آ گئی ہوں۔ بڑے بھائی جان جماعت اسلامی کے رکن تھے۔ انہوں نے میری سائیڈ لے کر کہا۔ نام لکھ دیا تو کیا ہوا۔ اگر ہم ان کے گھروں میں اس طرح جا کر ظلم کریں گے تو ان کی عورتیں بھی مزاحمت کریں گی۔ اس رات مجھے بالکل نیند نہیں آئی تھی۔ میرے دونوں بازو سوج گئے تھے۔ اسی حالت میں ہماری عید بھی گزری۔

لہورنگ وادی

وادیٔ کشمیر کا کوئی گوشہ کوئی بستی ایسی نہیں جہاں خون معصوم کے دھارے نہ بہے ہوں بے گناہوں کے خون کے چھینٹوں نے وادی کے سبزہ زاروں کو لالہ زار بنا دیا۔ انڈین آرمی کشمیری قوم کی نسل کشی کے لئے روزانہ دور دراز علاقوں سے درجنوں نوجوان گرفتار کر کے انہیں ابدی نیند سلا دیتی۔ ہم نے کئی بار چیوا کے گردونواح میں ایسی بے گور وکفن لاشیں دیکھیں جنہیں بھارتی فوجی رات کے اندھیرے میں کھیت کھلیانوں میں پھینک کر چلے جاتے ان بدنصیبوں کے بارے میں پتہ لگانا مشکل ہوتا تھا کہ یہ کس ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور کس بہن کے دل کا سکون ہیں۔ انہیں لاوارث سمجھ کر مقامی قبرستانوں میں منوں مٹی کے اندر دبایا جاتا تھا اور انکے گھر والے تمام زندگی اس انتظار میں گذارتے کہ شاید ان کے عزیز گھر لوٹ کر آ جائیں۔ کشمیری نوجوان جو ہزاروں کی تعداد میں لاپتہ کئے گئے۔ ان کی اکثریت اسی طرح گمنام قبروں میں سو رہی ہے اور گھر والوں کو انکی قبر دیکھنی بھی نصیب نہیں ہوئی۔

صفاپورہ کے چھوٹے سے علاقے میں بھی اسی طرح درجنوں افراد موت کی نیند سلا دیئے گئے جن میں میرے ایک محسن استاد ماسٹر عبدالکریم بٹ بھی شامل تھے۔ ماسٹر صاحب سفید ریش پُر نور چہرے والے بزرگ انسان تھے اور میرے بڑے بھائی جان کے ساتھ ان کے قریبی مراسم تھے۔ ہمارے گھر بھی ان کا کافی آنا جانا تھا۔ وہ دونوں علاقے کے نوجوانوں کو جہاد کے لئے تیار کر کے تربیت کے لئے بیس کیمپ روانہ کرتے۔ کافی عرصہ وہ نوجوان نسل کے دلوں میں شمع جہاد روشن کرتے رہے۔ جب وادی میں مسلح تحریک کا باقاعدہ آغاز ہوا اس وقت میں چھٹی یا ساتویں کلاس میں پڑھتی تھی۔ ماسٹر صاحب ہمیں کلاس میں اکثر مجاہدین کے قصے سنایا کرتے تھے وہ کشمیری لڑکیوں کو بھی تربیت دینے کے حق میں تھے کیونکہ کشمیر کی بیٹیوں کی عزت غیر محفوظ ہو چکی تھی۔ اس لئے ماسٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ اپنی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے لڑکیوں کو بھی تربیت دینی چاہیئے۔ ان دنوں دخترانِ ملت کے نام سے کشمیری خواتین کی ایک منظم جماعت بھی بن گئی تھی جس کی سربراہ محترمہ آسیہ انقلابی تھیں۔ ماسٹر صاحب بھی ان کے حوالے سے بہت سی باتیں بتاتے تھے۔ میرے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ اللہ جانے یہ ان کی دور اندیش نگاہوں کا کمال تھا یا محض ایک خیال وہ اکثر مجھے کلاس میں کھڑا کرتے اور ساری کلاس کو بتاتے دیکھنا میری یہ بیٹی بڑی ہو کر مجاہدہ بنے گی پھر مجھ سے سوال کرتے کیوں بیٹا ایسا ہی ہوگا نا؟ اس وقت مجھے جہاد اور مجاہدین جیسے الفاظ کا کوئی شعور نہیں تھا لیکن ان کی خوشی کے لئے میرا جواب ہاں میں ہوتا تھا۔ ماسٹر صاحب جانتے تھے کہ وہ دشمن کی نظروں میں کھٹک رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے بے خوف وخطر اپنا مشن جاری رکھا ایک دفعہ انڈین آرمی اور اخوانیوں نے ان کے گھر پر صبح سویرے چھاپہ مارا۔ ماسٹر صاحب ناشتہ کر رہے تھے۔ انہوں نے آ کر کہا آپ باہر آ جائیں ہم نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ باہر جانے لگے تو ان کی اہلیہ محترمہ نے انہیں روک کر کہا مجھے ان کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے اس لئے آپ باہر نہ جائیں جو بات کرنی ہے ادھر ہی کیوں نہیں کرتے۔ ماسٹر صاحب ایک بہادر اور جرأت مند انسان تھے انہوں نے اپنی اہلیہ کو سمجھایا کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کی مرضی کے بغیر یہ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے انہوں نے فیرن پہن رکھا تھا اور فیرن کے اندر کانگڑی بھی پکڑی ہوئی تھی۔ جب وہ باہر نکلے ایک درندہ بولا کانگڑی ادھر ہی رکھ دو دوسرا کہنے لگا رہنے دو یہ خود ہی گر جائے گی ان کی گفتگو سے استاد محترم ان کے مکروہ عزائم بھانپ گئے اور با آواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا اور ظالموں نے بنا کسی سوال وجواب کے گولیوں کا ایک برسٹ سینے میں اتار دیا۔ وہ موقع پر ہی شہادت کا جام نوش کر گئے۔ خونی درندے وہاں سے نکل چکے تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ اپنے سرتاج کی خون میں لت پت لاش سے لپٹ کر آسمان والے رب سے انصاف مانگ رہی تھیں۔

غلام نبی اپنے والدین کا بڑا بیٹا تھا۔ ابھی اس کی داڑھی مونچھ ہی نہ آئی تھی کہ ماں کے دل پر بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کے شوق نے انگڑائی لی۔ اس نے محلے میں ہی اس کے لئے رشتہ تلاش کیا اور فوراً ہی منگنی کر ڈالی۔ منگنی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا اور شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں ماں اپنے بیٹے کو دولہے کے روپ میں دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔ غلام نبی سیدھا سادا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔

ایک رات وہ عشاء کی نماز کے بعد گھر واپس آ رہا تھا۔ رات کے اندھیرے میں اسے ہینڈز اپ کی آواز سنائی دی۔ اس کے پاس کوئی گن یا اسلحہ نہیں تھا اس لئے اس نے ہاتھ اوپر کر لئے۔ خون آشام بھیڑیے اسے بستی سے دور کھیتوں میں لے گئے۔ خدا جانے اس کا کیا مقصد تھا نہ اس کا مجاہدین سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی کسی اور جماعت سے منسلک تھا۔ بھارت کے سفاک فوجیوں نے اس کے سر میں گولی ماری اور وہ موقع پر ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملا ادھر ماں پر اس رات قیامت گذری۔ اسے تمام رات نیند نہ آئی نہ جانے میرا لال کہاں رہ گیا۔ پہلے اس نے کبھی دیر نہیں کی آج کیا ہو گیا فائر کی آواز اس نے بھی سن لی تھی مگر وہ اس بات پر یقین کرنے کے لئے تیار ہی کب تھی وہ یہ سوچنے کی ہمت کس طرح کرتی کہ جس بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کے خواب دیکھ رہی ہیں اس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا گیا۔ صبح گاؤں میں یہ خبر پھیلی کہ کھیتوں میں کسی کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ وہ غلام نبی ہی تھا جس کی اکڑی ہوئی بے گور وکفن لاش یہ سوال کر رہی تھی کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا؟

لوگوں نے اس کو چارپائی پر ڈال کر ہیڈ کوارٹر کی طرف ایک اجتماعی جلوس نکالا مظاہرین میں ''نسیمہ'' بھی شامل تھی غلام نبی شہیدؒ کی ہونے والی دلہن۔ اس کے بہتے ہوئے آنسوؤں کا کوئی حساب نہ تھا مظاہرین سارا دن ایک بے گناہ شہیدؒ کی لاش کندھوں پر اٹھائے یہ نعرے لگاتے رہے۔

اے ظالمو اے قاتلو.............. کشمیر ہمارا چھوڑ دو.......
......ہمیں کیا چاہئے آزادی

انڈین آرمی کے خوں آشام درندوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور چند دن بعد انہوں نے ایک اور گھر کا چراغ گل کر دیا۔ غلام محی الدین پیشے سے کسان تھا اور وہ بھی غیر شادی شدہ تھا۔ گاؤں بھر کے لوگ اس کی شرافت اور سادگی کا اعتراف کرتے تھے۔ وہ کسی تنظیم کا سرکردہ رکن یا کوئی گوریلا کمانڈو بھی نہ تھا پھر اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔ بھارتی درندوں سے یہ پوچھنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ قتل وغارت اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری تھا والدین بیٹوں کو باہر بھیجتے تو ان کی واپسی کی امید کم ہی رہتی تھی۔ وہ بیٹوں کی وجہ سے بھی پریشان تھے اور بیٹیاں بھی کسی مصیبت سے کم نہ تھیں کیونکہ کشمیر کی بیٹیاں آئے روز انڈین آرمی کی وحشت وبربریت کا نشانہ بن جاتی تھیں کافر راہ چلتی لڑکیوں پر فقرے کستے اور فحش گالیاں بکتے تھے ہمیں زندگی سے نفرت ہونے لگی بیٹی ہونا جرم محسوس ہونے لگا جب ہم نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو ہماری آنکھوں میں کوئی خواب نہ تھا۔ اگر تھا تو فقط یہ سوال کہ اس لہورنگ وادی میں ہمارا مستقبل کیا ہوگا؟ ہماری چادرِ عصمت کا تحفظ کون کرے گا؟

کشمیر کی بیٹیاں

ظہر اور عصر کا درمیانہ وقت تھا۔ قریبی گاؤں ''تکیہ بالا'' سے اسی وقت کریک ڈاؤن ختم ہوا تھا۔ فوج بمشکل گاؤں سے باہر نکلی ہوگی کہ فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھی۔ ہم نے سمجھا کہ انڈین آرمی بے گناہ افراد کو گرفتار کر کے لے گئی۔ اس وجہ سے لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ رفتہ رفتہ آوازیں قریب آنے لگیں عورتوں اور بچوں کی چیخ وپکار بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ کشمیری عوام میں یہ خوبی ہے کہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں جی جان سے شریک ہوتے ہیں تحریک آزادی کشمیر کے بعد جذبہ اخوت میں مزید شدت آ گئی ہے انڈین آرمی جب کسی بستی کو ظلم وجبر کا نشانہ بناتی تو اردگرد کی تمام بستیوں کے لوگ ان کے ساتھ مظاہرے میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ تکیہ بالا کے لوگوں کے ساتھ ہماری قریبی رشتہ داریاں تھیں۔ ان کی آہ وبکا سن کر ہمارے گاؤں کے لوگ مین روڈ پر جمع ہو گئے۔ مظاہرین کندھوں پر ایک چارپائی اٹھائے چلے آ رہے تھے۔ لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے شاید بھارتی قاتلوں نے کسی کو شہید کر ڈالا ہے۔ مگر کاش ایسا ہی ہوتا! اگر یہ کسی کشمیری نوجوان کی لاش ہوتی تو کوئی غم نہ تھا بلکہ اگر یہ درجنوں مسلمانوں کی لاشیں ہوتیں تب بھی اتنے دکھ اور ملال کی بات نہ تھی مگر افسوس یہ ایسا سانحہ تھا جس پر عرش عظیم بھی ہل گیا ہوگا۔ یہ اسلام کی ایک پاکباز بیٹی کی عصمت کا جنازہ تھا۔ ایک غریب مفلس کشمیری باپ کی غیرت کا جنازہ اور ایک معصوم لڑکی کے ارمانوں کا جنازہ۔ اس بدنصیب لڑکی کے پاس نہ دولت تھی نہ زیور اور نہ کوئی تعلیم تھی۔ بس اس کی عزت ہی اس کا گہنا تھا اس کا سرمایہ تھا۔ اس نے ابھی ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔ اور اب وہ اپنے ہاتھوں پر مہندی اتر آنے کے خواب بننے لگی تھی کہ آج انڈین آرمی کے ایک سفاک آفیسر نے اس غریب کی متاع کل چھین لی۔

بھارتی فوج کریک ڈاؤن کر کے لوگوں کو گھروں سے نکال کر کسی میدان میں جمع کرتے تھے پیچھے گھروں میں صرف عورتیں رہ جاتی تھیں اور پھر عزت کے لٹیرے گھر گھر تلاشی کے بہانے عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے یہ صورتحال دیکھ کر کشمیری خواتین نے گھروں سے باہر کسی جگہ جمع ہو جانا بہتر سمجھا بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ انڈین آرمی جس جگہ مردوں کو جمع کر دیتی ادھر ہی تھوڑے فاصلے پر عورتیں بھی بیٹھ جاتی تھیں تکیہ بالا کی عورتیں بھی آج ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھی تھیں ان میں محمد سلطان کی جواں سال بیٹی راشدہ بھی شامل تھی۔ دوپہر کا وقت ہوا تو اسے خیال آیا کہ جانوروں کو صبح سے چارہ نہیں ڈالا۔ چونکہ ماں کا سایہ بچپن میں ہی سر سے اٹھ چکا تھا اس لئے گھر کی ساری ذمہ داریاں اس کے نازک کندھوں پر تھیں۔ محلے میں کوئی موجود نہ تھا وہ جلدی جلدی کام نمٹانے میں مصروف تھی تاکہ گھر سے نکل جائے لیکن اسی وقت انڈین آرمی کی تلاشی پارٹی وہاں پہنچ آئی۔ میجر نے راشدہ کو اکیلا پا کر باتوں میں الجھایا کہ تمہارے گھر میں ملی ٹینٹ آتے ہیں تم لوگ ان کو گھروں میں جگہ دیتے ہو راشدہ کے پاس اس کے سوال کا جواب نہ تھا۔

کیونکہ وہ پڑھی لکھی نہ تھی اور سوائے کشمیری زبان کے اسے کوئی زبان نہیں آتی تھی اس کی سادگی اور مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اس خناس نے اس معصوم اور بھولی بھالی لڑکی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ اس کی متاع کل لٹ چکی تھی اور چادرِ عصمت تار تار ہو چکی تھی۔ وحشی درندے اسے کسی زندہ لاش کی مانند کمرے میں پھینک کر چلے گئے کریک ڈاؤن ختم ہوا تو لوگ گھروں میں آ گئے محمد سلطان نے بیٹی کی حالت دیکھی تو گویا اس پر آسمان ٹوٹ پڑا اس کا دل کرتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور اسے اپنے اندر چھپا دے پھر کشمیر کی اس بدنصیب بیٹی کو چارپائی پر نیم مردہ حالت میں ڈالا گیا لوگوں کا جم غفیر آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کے دھارے میں انصاف کی تلاش میں سرینگر کی طرف رواں دواں تھا ان کے لبوں پہ دلوں کو تڑپا دینے والا نعرہ تھا۔

مسلمانو نیر یئوبا...... از چھ ماتم جابہ جا
اے مسلمانو نکل جاؤ...... آج چار سو ماتم ہے

یہ نعرہ اٹھارہ برس سے کشمیر کے گلی کوچوں میں گونج رہا ہے۔ اور اس کے اندر دکھ درد اور مظلومیت کی طویل داستان چھپی ہوئی ہے۔

☆.....☆.....☆

غزوۂ ہند کی عظیم بشارت اور جہاد کشمیر

ازقلم: امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس سرہ

''جہاد جہاں بھی ہو اور جس وقت بھی ہو جہاد ہے لیکن اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ بعض جہاد ایسے بھی ہیں جن کی مزیت (خصوصیت) نصوص سے ثابت ہے، جن میں ایک جہاد ہندوستان کے ساتھ بھی ہے۔ صحاح ستہ کی مرکزی کتاب نسائی شریف میں دو حدیثیں ملاحظہ ہوں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وعدنا رسول اللہ ﷺ غزوۃ الھند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی وان قتلت کنت من افضل الشھداء وان رجعت فانا ابو ھریرۃ المحرر (نسائی، جلد ۲ ص ۵۲)

''ہم مسلمانوں سے آنحضرت ﷺ نے ہندوستان کے ساتھ جہاد کا وعدہ فرمایا ہے سو اگر مجھے ہندوستان سے لڑنے کا موقع میسر ہوا تو میں اپنا نفس اور اپنا مال اس میں پیش کروں گا، اگر میں مارا گیا تو بہترین شہداء میں میرا شمار ہوگا اور میں زندہ واپس آ گیا تو جہنم سے رہائی کی سند لے واپس آؤں گا''

مختلف زمانوں میں متعدد غازیوں نے ہندوستان کے ساتھ جہاد کیا ہے، جو سب اس حدیث کی بشارت کے بحمد اللہ مستحق ہیں اور اس وقت بھی ہندوستان کے خلاف لڑنے والے مجاہدین اسلام اس صحیح پیش گوئی کے حقدار ہیں کیونکہ اس وقت ہندوستانی فوجیں اور جنگجو حکام اپنی تعداد اور اسلحہ کی کثرت کے گھمنڈ میں جو مظالم نہتے مسلمانوں پر روا رکھ رہے ہیں اور زندہ مسلمانوں کو جلا رہے ہیں۔ جن میں معصوم بچے اور صنف نازک (خواتین) بیشتر ہیں اور جس طرح ان کی املاک کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے، (یہ سب) مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے اور اس جہاد میں شرکت ان کی مذہبی غیرت کا اولین تقاضا ہے۔ (شوقِ جہاد: ۲۷، ۲۸)

ایک فکر......ایک پیغام

محمد افضل گورو شہید تحریکِ کشمیر کے صرف جانباز مجاہد نہ تھے بلکہ ایک عظیم مفکر اور دوررس قائد تھے۔ ان کی کتاب ''آئینہ'' ایک فکر انگیز اور عملی دعوت سے بھرپور کتاب ہے۔ ذیل میں اس کے چند اہم اقتباسات پیشِ خدمت ہیں!

کشمیری نوجوان کے نام:

نوجوانانِ کشمیر! شہداء کی امانت، ان کا مشن آپ کے کندھوں پر ہے اس کو آگے لے جانا آپ پر ایسا ہی فرض بن چکا ہے جیسے نماز اور روزہ...... بھارتی فوج کی موجودگی میں ہمارا مال، ہماری جان، سب سے بڑی چیز ایمان اور ہماری بیٹی، ماں، بہن کی عزت نہ صرف غیر محفوظ ہے بلکہ اسکا لٹنا یقینی ہے (اگر ہم کھڑے نہ ہوئے) یہ لڑائی و جنگ اب پہنچتے پہنچتے ہماری ماں بیٹی کی عزت وعصمت بچانے کے مرحلے و مقام تک پہنچ گئی ہے اب حجت قائم ہو چکی ہے۔

نوجوانانِ کشمیر! غازی بابا کے مشن کو لے کر آگے بڑھنا ہوگا ورنہ ہمارا دینی وجود اور تشخص ختم ہو جائیگا۔ یہ جنگ اب ہماری وجودی (Existential) جنگ بن گئی۔ گھر گھر کے باہر، سڑک، میدان، روڈ، جنگل، کھیت، سکول ہر جگہ ظالم وجابر فوج موجود ہے ہماری زندگی کا ہر پہلو اب اس قابض فوج کے رحم وکرم پر ہے، غفلت، بے حسی، جمود ہمارے ملی و دینی وجود کو ختم کر کے رکھ دے گی۔ ہماری آنے والی نسل کی تباہی کے ذمہ دار ہم ہونگے، سکولوں میں ایک ایسا تعلیمی نظام رائج ہے جو ہماری اخلاق وروحانی اقدار واصولوں کے خلاف ہے۔ یہ نسل جب ایسے نظام میں پرورش پائے گی تو ان کی سوچ، فکر، جذبہ، اٹھنا بیٹھنا غرض ہر چیز اخلاق وروحانی اقدار واصولوں سے خالی ہوگی۔ آنے والی نسل کو بچانے کے لیے بھی جہاد کو آگے بڑھانا ہوگا۔ زندہ رہنا ضروری نہیں زندگی کا مقصد ضروری ہے۔ مسلمان کی جان خون میں نہیں بلکہ ایمان میں ہوتی ہے۔ جب ایمان وغیرت کا شعلہ بجھ گیا پھر انسان وحیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ جب پھول میں خوشبو ہی نہیں تو پھول کا کیا فائدہ؟

شہید آفاق شاہ ایک مثال:

نوجوانانِ کشمیر! ہمیں شہید آفاق شاہ کا طرز عسکریت اپنانا ہوگا۔ شہید آفاق شاہ شہید غازی بابا کا مرید اور شاگرد ایک پُراسرار 20 سال کا نوجوان شہر سری نگر کا مرد مومن غازی باباپ کی پُراسرار و وجدانی نظر اس نوجوان کو سیدھا جنت ''ملاء اعلیٰ'' تک لے گئی۔ اس نوجوان نے جہاد کشمیر کی تاریخ میں ایک نئے باب، ایک نئے طریقے، ایک نئی عاشقانہ ادا کو جنم دیا، بھارتی قابض وظالم فوج کے مرکزی ہیڈ کوارٹر بادامی باغ میں 25 سے 30 بھارتی فوجیوں کے پرخچے اڑا دیئے اور خود سیدھا جنت میں جا پہنچا۔ اس پاکیزہ 20 سال کے نوجوان نے کوئی سرحد پار نہیں کی کوئی ٹریننگ نہیں کی تھی۔ اس کے دل میں طلب وتڑپ تھی۔ اس شہر سری نگر کے نوعمر 20 سال کے نوجوان نے شہادت کے ذریعہ زندگی کی سچائیوں کو اپنے وجدانی تجربوں سے ہمیں آگاہ کیا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اس نوجوان کو کشمیر میں ظالم فوجی قبضہ پسند نہیں تھا، اس نوجوان سے ملت کا غم، ملت کی توہین دیکھی نہیں جاتی تھی یہ نوجوان پاک نظر اور پاک دل کا مالک تھا۔

آفاق شاہ فرزندانِ ملت کا ایک فرد چھوٹی گاڑی میں سوار ہوا ظالم بھارتی سامراجی فوج کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ ہاتھ بٹن پر زبان پر کلمہ توحید ہونٹوں پر کلمہ توحید......ایک زوردار دھماکہ 25 سے 30 فوجیوں کی لاشیں زمین پر...... آفاق کی روح عرش اعلیٰ پر...... اللہ اکبر! بھارتی خفیہ اداروں کی نیندیں اڑ گئیں۔ بھارت نواز حکمرانوں کا چین اڑ گیا۔ ایک نئی ابتداء، ایک نئی ادا، ایک نیا نعرہ......

غلامی سے نفرت:

کشمیر کے سنگ بازو! (stone-pelter) آفاق شاہ پاور اس کے مرشد غازی باباپ کے مقبروں کی زیارت کرو اپنے دل کی گہرائیوں کو جانچ لو، جھنجھوڑ دو، اپنے دل، ضمیر اپنی روح کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ تمہیں ایک صدا، ایک آواز، ایک دھڑکن سنائی دے گی کہ انسان آزاد پیدا ہوا اور اسکو آزاد رہنے کا حق اللہ پاک نے دیا ہے، غلامی ذلت اور موت سے بدتر۔ اہل ایمان غلام نہیں ہو سکتے اور جو غلامی پر مطمئن ہے اس میں ایمان کا آخری درجہ جو ذرہ برابر ہوتا ہے وہ بھی نہیں کیونکہ غلامی اور گناہ وبدی کی نفرت دل میں ہونا ایمان کا آخری درجہ ہے۔ جب ایمان ہی نہیں تو پھر زندگی کا کیا مطلب؟ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے پھول کی حقیقت خوشبو، آگ کی حقیقت گرمی، برف کی حقیقت سردی۔ دین وایمان کی بھی حقیقت ہے، حیاء اور غیرت ایمان سے ہے، سادگی ایمان سے ہے، راستے سے پتھر یا رکاوٹ ہٹانا ایمان کی آخری حقیقت ہے۔ اگر ہم بھارتی فوج کی موجودگی سے پریشان نہیں، اگر ہم ان کے ساتھ دل سے ہنس کر بات کرتے ہیں اگر ہم اپنے ارادہ اور اختیار کے ساتھ ان سے مطمئن ہیں تو ہمارے دل میں ایمان کا آخری درجہ بھی موجود نہیں۔ جنہوں نے ہماری ایک نسل کو ختم کیا ہماری ماؤں، بہنوں کی عزت وعصمت تار تار کی، ہمارے گھروں باغوں ہمارے مال کو تباہ کیا، جو ہماری جان، مال اور عزت کے ساتھ کھیل رہے ہیں، ان ساتھ رہنے میں جو کراہت، بے چینی اور پریشانی محسوس نہیں کر رہا اس میں ایمان کا آخری درجہ بھی موجود نہیں۔ غداروں کے ساتھ زندہ رہنا ہی غداری ہے۔ (ص ۸۳تا۸۶)

کشمیری قوم کے پاس دو راستے:

کشمیری قوم کے پاس دو ہی راستے ہیں مزاحمت جس کا سرچشمہ قرآن وسنت رسول ﷺ اور طریقہ صحابہؓ ہے یا پھر ذلت وغلامی کی زندگی جس میں ہماری جان، ہماری عزت وعصمت، ہمارا مال سب کچھ غیر محفوظ اور (Vulnerable) ہے کیونکہ اب گاؤں گاؤں، گلی گلی قابض فوج کی عملی حکمرانی چل رہی ہے...... پانی، کھیت، میدان، باغ ہر جگہ قابض فوج کا قبضہ ہے...... بھارت نواز کٹھ پتلی بے ضمیر وبے غیرت سیاست دانوں کا خاتمہ ہماری عسکریت کا پہلا ہدف ہونا چاہیے ہماری قوم کے لیے سب سے بدترین دشمن یہی سیاست دان ہیں۔ ایک مضبوط، خودکفیل، خود انحصار اور خود اعتماد عسکری تحریک کا ابھرنا اب ناگزیر ہے، (Surrender) یا تحریک سے دستبردار ہونا ایک اجتماعی خودکشی (National suicide) ہوگی بھارتی سامراجیت کے سامنے ہتھیار ڈالنا اور ہاتھ کھڑے کرنا اپنی ماں، بہن اور بیٹی کو بھارتی فوج کے حوالے کرنے کے برابر ہے۔ اپنے دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے برابر ہے...... عسکری مزاحمت اب ایسی ہی عبادت بن چکی ہے جیسے نماز اور روزہ فرض ہے...... جہاد فوجی انخلاء تک ہمارا نعرہ اور ہدف ہونا چاہیے۔ اقوام متحدہ ایک دجالی ادارہ ہے جو دین اسلام اور مظلوم وغریب ممالک کے خلاف یہودی وامریکی اور مغربی سامراجیت کا ادارہ ہے۔ اس سے پہلے بھی اور اب بھی کوئی توقع یا امید رکھنا خوش فہمی ہی نہیں بلکہ قوم کو گمراہی کی طرف لے جانے کے برابر ہے۔ ISI اور پاکستانی حکمران جو عملی طور پر امریکہ کے غلام ہیں ان پر تحریک مزاحمت کا انحصار توہین جہاد ہے۔ جہاد تقاضوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہاد کے اپنے اصول، شرائط، قوانین، حکمت عملی ہوتی ہے جن کا سرچشمہ دینِ الٰہی ہے، ان پر عمل کرنے سے ہی جہاد مطلوبہ نتائج وثمرات (Fruits) دیتا ہے۔ جہاد کا انکار گناہ عظیم ہے لیکن توہین جہاد اور جہاد کی بے حرمتی کرنا اس سے بڑا گناہ ہے......ہمیں اللہ پاک سے جو غفور ورحیم ہے مغفرت طلب کرنی چاہیے۔ (ص ۱۲۶)

جہاد، جہاد اور صرف جہاد:

جہاد کشمیر اب ناگزیر (Indispensable) بن چکا ہے۔ پچھلے بیس 20 سالوں کے دوران بھارت کی سامراجی مکاری، چانکیا کی سیاسی پالیسی، برہمنیت وفرقہ پرستی پر مبنی بیوروکریسی، فوج، خفیہ ادارے وغیرہ ان کے پروگرام وپالیسیاں اور پاکستانی حکمرانوں کا منافقانہ، بزدلانہ رویہ، مسئلہ کشمیر کے متعلق ٹھوس ویقینی پالیسی کا فقدان، نام نہاد کشمیری علیحدگی پسندوں کا جہاد اور شہداء کے مقدس لہو کی توہین وتذلیل کرنا، جہاد کو گاندھی وکرزئی واد، مسخرہ پن، غنڈہ گردی کی طرف دھکیل دینا...... وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب عوامل اور حقائق سامنے آتے رہے۔ ان تمام عوامل (Factors) اور وجوہات (Reasons) اور حقائق (Facts) کا تقاضا ہے کہ اب عسکری تحریک مزاحمت (جہاد کشمیر) کو ٹھہر کر ایک نیا رخ، ایک نئی پالیسی، ایک نیا پروگرام مرتب کر کے، قابل فہم، قابل یقین، قابل عمل اور قابل حصول روڈ میپ اور خاکہ تیار کر کے، مقاصد اور اہداف کو ترتیب دے کر عملی میدان میں آنا ہوگا......

سانحہ شوپیاں، امرناتھ زمینی معاملہ، پرامن عوامی جلسوں پر گولیاں برسانا، چھوٹے چھوٹے بچوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا، بچوں کو P.S.A جیسے قانون کے تحت بند کرنا، پانی، جنگل وغیرہ وسائل پر فوجی غاصبانہ قبضہ وغیرہ ان سب کا اصولی، اخلاقی اور شرعی تقاضا اور مطالبہ ہے...... ''جہاد''...... عسکری مزاحمت...... مکمل مزاحمت...... جب تک سامراجی، بھارتی قابض وظالم فوج کشمیر سے نکل نہ جائے......

اس وقت کشمیر کے چپے چپے، گلی گلی، پہاڑوں و میدانوں میں بھارتی فوج نہ صرف زمین اور زمینی وسائل بلکہ ہمارے مال، جائیداد، ہمارے گھروں اور اہل خانہ پر قبضہ کیے ہوئے ہے...... یہ لڑائی اب پہنچتے پہنچتے ہماری بیٹی، ماں اور بہن کی عزت وعصمت بچانے کی لڑائی بن چکی ہے، ایمان غیرت سے ہے اگر غیرت نہیں تو ایمان نہیں۔ مسلمان کی جان ایمان میں ہوتی ہے نہ کہ خون میں۔ ایک ہی راستہ عسکری مزاحمت یعنی جہاد، جہاد کی مدد کرنا، جہاد کی حوصلہ افزائی کرنا، جہاد کے لیے تیاری، جہاد کا مکمل ارادہ، جہاد کے شعبے ومرتبے کی واقفیت۔ جہاں مسلمانوں کی جان، عزت، مال وغیرہ غیر محفوظ اور خطرے وخدشات میں گھرے ہوئے ہوں وہاں دو ہی (Option) ہیں، ہجرت یا مزاحمت (جہاد)، ہمارے پاس ہجرت کے لیے مدینہ ہے نہ مدینہ والے۔ لہٰذا دوسرا آپشن یعنی جہاد واحد راستہ ہے۔ جہاد کا ارادہ جہاد ہے۔ جہاد کی تیاری جہاد ہے۔ جہاد کے لیے بچوں اور جوانوں کا حوصلہ بڑھانا جہاد ہے۔ مجاہدین، شہداء اور قیدیوں کے اہل خانہ کی مدد کرنا جہاد ہے۔ جہاد کے لیے مال دینا جہاد ہے۔ جہاد کو جہاد سمجھنا جہاد ہے۔ مجاہدین کے لیے دعا کرنا جہاد ہے۔ ظالموں اور جابروں سے نفرت کرنا جہاد ہے...... جہاد کے درجے، جہاد کے مرتبے، جہاد کے راستے، جہاد کے طریقے، جہاد کے میدان مختلف ہیں، وہ دن گئے جب جہاد کا اعلان ہوتا تھا جہاد کے لیے مجاہد کسی مقام پر جمع ہوتے تھے، جہاد کے لیے قافلے تیار ہوتے تھے۔ اب تو اہل ایمان کے لیے ہر جگہ میدان کربلا ہے، اور ہر دن عاشورہ ہے، ہر شام شامِ غریباں، حسینؓ ادا چاہیے، حسینؓ دل چاہیے، عشق رسول ﷺ اور شوق شہادت چاہیے......

قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
(ص ۱۴۰تا۱۴۱)

تحریک کشمیر: وجوہات اور اسباب

کشمیر کی موجودہ جاری بھارت مخالف عسکری تحریک جو ۱۹۸۹ء میں شروع ہوئی اس تحریک کا بنیادی محرک دینی ایمانی اور قلبی جذبہ تھا، کشمیری لوگ ہمیشہ شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو ہندوستان سے الگ سمجھتے تھے، ہیں اور رہیں گے یہ احساس وجذبہ بچے سے لیکر بوڑھے تک میں موجود ہے، یہ بیگانگی یا اجنبیت (Alienation) نہیں بلکہ ہماری وجودی حقیقت ہے، ہم بھارت کے ساتھ نہ تاریخی، نہ ثقافتی، نہ تہذیبی وتمدنی، نہ جغرافیائی، نہ جذباتی اور نہ سیاسی وابستگی اور تعلق رکھتے ہیں۔ بھارت نے 1947ء میں چانکیہ برہمنی، مکارانہ سیاست کھیل کر اپنی قابض فوج کو کشمیر میں داخل کیا اور تب سے اب تک سامراجی طاقت بن کر ہم پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے، فکر کا مقابلہ فکر سے ہوتا ہے سیاست کا مقابلہ سیاست سے اور طاقت کا مقابلہ طاقت سے بھارتی قابض فوج اپنی دلی کے آقاؤں کی خاطر ہم پر جو ظلم وستم ڈھا رہی ہے اس کا جواب صرف اور صرف طاقت سے ہی دیا جا سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں، سیاسی مزاحمت، جمہوری طریقے وغیرہ ان سب کی بھارت سرکار نے دھجیاں اڑا دیں، یہ طریقے اور ان کی طرف عوام کو متوجہ کرنا، گمراہی اور وقت وتوانائی کا ضیاع (Wastage) ہے، عسکریت کا جواب صرف عسکریت سے دیا جا سکتا ہے......

فکر کا مقابلہ فکر سے ہوتا ہے سیاست کا مقابلہ سیاست سے اور طاقت کا مقابلہ طاقت سے بھارتی قابض فوج اپنی دلی کے آقاؤں کی خاطر ہم پر جو ظلم وستم ڈھا رہی ہے اس کا جواب صرف اور صرف طاقت سے ہی دیا جا سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں، سیاسی مزاحمت، جمہوری طریقے وغیرہ ان سب کی بھارت سرکار نے دھجیاں اڑا دیں، یہ طریقے اور ان کی طرف عوام کو متوجہ کرنا، گمراہی اور وقت وتوانائی کا ضیاع (Wastage) ہے، عسکریت کا جواب صرف عسکریت سے دیا جا سکتا ہے۔

۱۹۸۹ء میں جو عسکریت شروع ہوئی اس میں جو فقدان اور کمزوری تھی وہ ان شاء اللہ موجودہ ابھرتی ہوئی عسکریت میں نہیں ہوگی، کوئی بھی تحریک خواہ سیاسی ہو یا اصلاحی یا فلاحی، عسکری ہو یا عوامی ہر تحریک کے کچھ بنیادی تقاضے، اصول، قوانین اور ضرورتیں ومطالبات ہوتے ہیں، جو کہ ۱۹۸۹ء میں طے نہیں ہوئے تھے ہر تحریک کا خود اختیار، خود انحصار اور خود مختار ہونا ضروری ہے، تحریک کے لئے خوددار اہل ایمان اور اہل یقین افراد کا ہونا ایک مؤمنانہ قائد وقیادت اور تحریک کے لئے اپنا سرمایہ (Life-line) ہونا ناگزیر اور لازمی ہے، بہر حال اقوام اور ملکوں کی تقدیر دنوں اور سالوں میں تبدیل نہیں ہوتی، اقوام کا کردار، مزاج، فکر وشعور، نظام اخلاق ونظام معنی اور اقدار نسل درنسل افراد میں منتقل ہوتا ہے...... پچھلے بیس سالوں میں کشمیری عوام خصوصاً نوجوان جن حالات اور واقعات معاملات ومسائل سے گزر گئے ان سے ہماری فکری وشعوری اخلاقی وروحانی تربیت ہوئی جس کٹھن اور شدید ظلم وجبر کے ماحول میں ہمارے بچے جوان ہوئے اس نے ہمیں صدیوں کا سفر سالوں میں طے کرایا، ہمارے پاس اللہ کے فضل سے اس وقت ایک اجتماعی فکر، احساس، شعور اور جذبہ ابھر چکا ہے، اس معاشرتی کیفیت کا نام ہی نصب العین (Ideal goal) ہے جس کا فوری (Immediate) حصہ بھارتی قابض فوج کا انخلاء (Demilitarization) ہے مقاصد پانے کے لئے مرحلوں اور مختلف مقامات سے گزرنا لازمی ہے، ایک مرحلے ومقام کے بعد ہی دوسرے مقام پر پہنچنے یا پانے کی صلاحیت وقوت حاصل ہوتی ہے، اقوام کی تعمیر نشوونما اور ترقی ارتقائی عمل کے ذریعے درجہ بدرجہ ہوتی ہے، یہ قانون فطرت ہے، زمینی مسالک کے علمبردار جلد باز ہوتے ہیں، وہ ایک ہی نسل کے دوران پوری سکیم وپروگرام کو جبراً نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ فطری طریقوں اور اصولوں واقدامات سے تجاوز کر کے توازن واعتدال کے بجائے عجلت وشدت پسندی کا طریقہ اختیار کر کے تعمیر ونشوونما کے بجائے تخریب وبگاڑ اور تنزل کی دلدل میں قوم کو ڈبو دیتے ہیں اور آخر کار قانون فطرت ایسے مسالک وفلسفوں کو اپنے ہتھوڑے سے توڑ کے رکھ دیتی ہے۔

بھارت کی خود فریبی:

بھارتی قابض فوج کی موجودگی میں کشمیری عوام کی جان عزت اور ان کا مال ہمیشہ غیر محفوظ (Vulnerable) رہے گی اور حقیقت یہی ہے کہ بھارتی قابض فوج کی موجودگی ہی سارے مسئلے کی جڑ اور بنیاد ہے باقی مسائل، تنازعے اور معاملات سب بات چیت سے حل ہونگے...... لہٰذا بھارتی سرکار کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بھارتی قابض فوج اور کشمیری عوام زندگی کے کسی مقام، کسی حالت اور کسی وقت اکٹھے نہیں رہ سکتے...... چاہے زبردستی طاقت وتکبر کے بل بوتے پر بھارت اپنی فوج کو سو سال تک کشمیر میں رکھے۔ عوام کی بے بسی، کمزوری، زندگی کی بنیادی ضروریات وحاجات میں مصروفیت، خاموشی ان سب باتوں سے بھارتی سرکار اگر یہ غلط تاثر اپنے عوام کو دے رہی ہے کہ کشمیر میں حالات ٹھیک ہیں تو وہ خود فریبی (Self deception) کا شکار ہے اور اپنے عوام کو بھی دھوکے اور اندھیرے میں رکھ رہی ہے۔

کشمیر کی نوخیز نسل نہ گاندھی واد اور نہ کرزئی واد کے دھوکے میں آنے والی ہے، بھارتی سرکار کو اس بات کا احساس اور فکر کرنی ہوگی کہ کشمیری نوجوانوں کے پاس صرف اور صرف عسکریت کا واحد راستہ ہے جس سے وہ اپنے مال، جان اور عزت کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اچھے مستقبل کی اُمید کر سکتے ہیں...... بھارتی حکمرانوں کی خوش فہمی اور خود فریبی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے نام نہاد عسکریت وعلیحدگی پسندوں کا جو ٹولہ خرید لیا ہے وہ سوچتے ہیں کہ ان مسخروں کے ذریعے نوجوانوں اور کشمیری عوام کو دوبارہ دھوکہ دے سکتے ہیں۔ ان مسخروں اور بزدل وبے ضمیر علیحدگی پسندوں کو عوام نے بہت پہلے سے مسترد (Reject) کر دیا ہے۔ اور نوجوانوں، عسکریت پسند مجاہدوں کے ڈر سے انہوں نے بھارتی سرکار کی پناہ لی ہے یا پھر منافق ایجنسیوں کے کارندوں کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ دونوں طاقتیں ان شاء اللہ بہت جلد ان کی حفاظت سے دستبردار ہو جائیں گی...... مجاہدین اب دوبارہ دھوکہ نہیں کھانا چاہتے۔ مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا......

تحریک کشمیر کا مستقبل:

وادی چنار شہداء کے مقدس لہو سے گرم ہو چکی ہے، اب کوئی شیخ عبداللہ، کشمیری گاندھی یا شاہی امام اس مقدس لہو سے بے وفائی نہیں کر پائے گا...... وادی چنار میں ایک خاموش انقلاب شروع ہو چکا...... شہید آفاق شاہ نے اللہ کی محبت اور رضا میں جو شہادت کا ایک نیا باب، نئی ادا اور نیا طریقہ وادی چنار میں شروع کیا اب شہید غازی باباپ جیسے مرشدوں کو ایک نہیں ہزاروں آفاق جیسے مرید ملیں گے، یہ جنگ اب ہمارے ایمان وغیرت، عزت وعصمت کے بقاء کی جنگ ہے، یہ جنگ اب ہماری وجودی جنگ ہے، وجود بحیثیت اہل ایمان، امت اور بحیثیت انسان۔ اس جنگ میں اب سعادت مند اور خوش نصیب ہی شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ یہاں اب مال جان اور اپنی تمام محبوب چیزوں کی قربانی دینی ہوگی...... نفس پرست، دنیا پرست، موقع پرست لوگ رک جائیں گے اور روکنے کی کوشش کریں گے لیکن اہل حق شاعر مشرق کی زبان میں کہیں گے۔

یہ دنیا لاکھ روکے گی ان کی نہیں سننا
تو کہنا یہ قتل گاہ ہے مجھے مقتل میں جانے دو
(ص ۱۷۳تا۱۷۷)

☆.....☆.....☆





غدارِ ملت پرویز مشرف کا منحوس دور، ہمارے ملک و قوم کے لئے بڑی بڑی تبدیلیاں لے کر آیا تھا۔

کئی ایسے معاملات جو ہمارے ہاں حساس شمار ہوتے تھے اور قومی غیرت کا مسئلہ سمجھے جاتے تھے ان پر قومی پالیسی ہی یکسر تبدیل ہونے لگی اور قوم اپنے پرانے موقف سے یوٹرن لیتی نظر آئی۔ ان معاملات میں سرفہرست کشمیر کا معاملہ ہے۔ کشمیر میں جاری تحریک آزادی اور جہاد ہمارے ہاں غیر متنازعہ ترین مسائل میں سے تھے۔ تقریباً ایک موقف کے ساتھ پوری قوم اس حوالے سے یکسو تھی۔ لوگوں کے اذہان میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہیں تھا، کسی سطح پر اس بارے میں کوئی بڑا اختلاف نہیں تھا۔ اس تحریک کو ایک مقدس جہاد مانا جاتا تھا۔ اس میں حصہ لینے والے لوگوں کو معاشرے میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، ان تنظیموں کے بارے میں تقریباً ہر شخص نیک خیالات رکھتا تھا جو جہاد کشمیر میں عملی طور پر برسرپیکار تھیں۔ سرکاری سطح پر بھی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ہمیشہ سخت موقف کا اظہار کیا جاتا تھا۔ فوج میں بھی اس حوالے سے کوئی دو رائے نہیں تھیں، صحافت بھی اس موقف کے ساتھ متفق تھی اور اہل علم کا موقف بھی اس باب میں یہی تھا۔

لیکن پرویز مشرف نے جونہی ایک سوچی سمجھی پالیسی کے تحت ہندوستان کے ساتھ غلامانہ روابط کا سلسلہ شروع کیا ہر طرف بدلاؤ نظر آنے لگا۔ سب سے پہلا وار ان تنظیموں کو کالعدم اور دہشت گرد قرار دے کر کیا گیا جو جہاد کشمیر میں سرگرم تھیں۔ ان پر پابندی لگائی گئی، گرفتاریاں کی گئیں، کارکنوں کو ڈرایا دھمکایا گیا۔ ان جماعتوں کی دعوتی سرگرمیوں پر قدغن لگا دی گئی۔ اس کے بعد میڈیا کو استعمال کر کے ان لوگوں کی کردار کشی ایک منظم مہم کی صورت میں کی گئی جو اس حوالے سے قوم کو ایک موقف پر جوڑے ہوئے تھے۔ اگلا وار یہ کیا گیا کہ سرکاری سرپرستی میں جہاد کے معنی اور مفہوم کو بدلنے کی مہم چلائی گئی، برساتی مینڈکوں کی طرح ایسے دانشور ہر کونے کھدرے سے نکل آئے جنہوں نے کورس میں یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ جہاد کا

التزام کیا جاتا رہا کہ کتے آزاد رہیں اور پتھر پابند ایسی کوئی زبان یا قلم آزاد نہ ہو جو اس باطل مہم کا توڑ کر سکے اور حقیقی اسلامی موقف سے لوگوں کو آگاہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اس نے ہندوستان کو لائن آف کنٹرول پر غیر قانونی باڑ لگانے کی نہ صرف کھلی چھوٹ دے دی بلکہ اس باڑ کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنے کی بھی ذمہ داری اٹھالی۔ مجاہدین کے لئے سخت انتظامات کئے گئے کہ باڑ کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں۔ اسی طرح کشمیر میں موجود مجاہدین کی سپلائی لائن مکمل طور پر کاٹ دی گئی اور انہیں ہر طرح سے بے دست و پا کر کے بھارتی افواج کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ یوں اس نے اندر اس تحریک کی جڑ کاٹ دی جس نے ایک طویل عرصے سے ہمارے بدترین دشمن کو الجھا کر ہمیں اس کے برے عزائم سے محفوظ رکھا تھا۔ پھر بھارت سے دوستی، اچھے تعلقات، دائمی جنگ بندی جیسے فارمولے متعارف کرائے اور ان کے حوالے سے قوم کو سبز باغ دکھا کر پرانی پالیسی اور سوچ سے انحراف کی راہ پر لگایا۔ لوگ ہر اس شخص کو دشمن اور نقصان دہ گرداننے لگے جو ہندوستان کی اصلیت آشکار کرتا اور اس پالیسی کا غلط ہونا بتاتا۔ اور ایک غلیظ وار اس نے یہ کیا کہ کشمیر کے وہ لیڈر جو جہاد مخالف تھے ان کو بار بار پاکستان بلوایا، سرکاری خرچ پر سیمینار کرنے کا موقع دیا اور میڈیا تک کھلی رسائی دی۔

انہوں نے اس بات کا خوب پرچار کیا کہ جہادی سوچ اور فکر نے تحریک آزادی کشمیر کو نقصان پہنچایا ہے۔ کشمیر کے عوام جہادی سوچ کے حامل نہیں، نہ وہ ہندوستان سے لڑائی کے قائل ہیں۔ جہادی نظریہ کشمیر میں

گذر جانے کے بعد ... تک ہوا کہ 5 فروری ... یکجہتی کشمیر کے نام سے ... مشرف نے ہندوستان ... 2004 میں

اس کی تمام تقریبات ... دیں اور یہ دن نہ منایا ... یہ وہ تمام اقدا...



عصری تعلیم یافتہ نوجوان تھے، وہ سیاسی تحریک سے بھی وابستہ رہے۔ تقریباً ہر گھاٹ کا پانی پیا اور پھر خوب غور و فکر اور جانچ پرکھ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ جہاد اور صرف جہاد ہی اس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ اس کتاب میں وہ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر انہیں پُرزور انداز اور الفاظ میں یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

وادی کشمیر میں عسکری تحریک مزاحمت کو جاری رکھنا اب ناگزیر بن چکا ہے، عسکری تحریک کے ختم ہونے کا مطلب ہمارا وجود بحیثیت اہل ایمان کا خاتمہ۔ کیونکہ ہماری دینی زندگی اور ایمان کا تحفظ عسکریت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ وادی کشمیر میں سرکاری دہشت گردی اب ہر شعبے، ہر ادارے اور ہر میدان میں داخل ہو چکی ہے، عسکری تحریک کے لئے کوئی اٹھے یا نہ اٹھے قانون الٰہی اور قانون فطرت کا تقاضا ہے کہ یہ باطل کو زیادہ دیر برداشت نہیں کرتا۔ اگر قانون الٰہی کے مطابق باطل کا سر نہ کچلا جائے تو عبادت گاہیں تک محفوظ نہیں رہ سکتیں۔ اس وقت ہماری جان، ہمارا ایمان، ہماری عزت و عصمت، ہمارا مال و جائیداد، ہر ایک چیز بھارتی فوجیوں کے رحم و کرم پر ہے ... جہاد کو اپنی ہر صلاحیت، اپنا مال، اپنی جان اور اپنا سب کچھ دینا ہوگا۔ ہمیں جہاد کو عزت دینی ہوگی پھر جہاد ہمیں وہ کچھ دے گا جس سے ہماری جان، ایمان، مال اور عزت محفوظ ہوگی (آئینہ 171)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

نوجوانانِ کشمیر شہداء کی امانت، ان کا مشن آپ کے کندھوں پر ہے اس کو آگے لے جانا آپ پر ایسا ہی فرض ہو چکا ہے جیسے نماز اور روزہ۔ بھارتی فوج کی موجودگی میں ہمارا مال، ہماری جان، سب سے بڑی چیز ایمان اور ہماری بیٹی، ماں، بہن کی عزت نہ صرف غیر محفوظ ہے بلکہ اس کا لٹنا یقینی ہے (اگر ہم کھڑے نہ ہوئے) یہ لڑائی و جنگ اب پہنچتے پہنچتے ہماری ماں بیٹی کی عزت و عصمت بچانے کے مرحلے و مقام تک پہنچ گئی ہے اب حجت قائم ہو چکی ہے۔

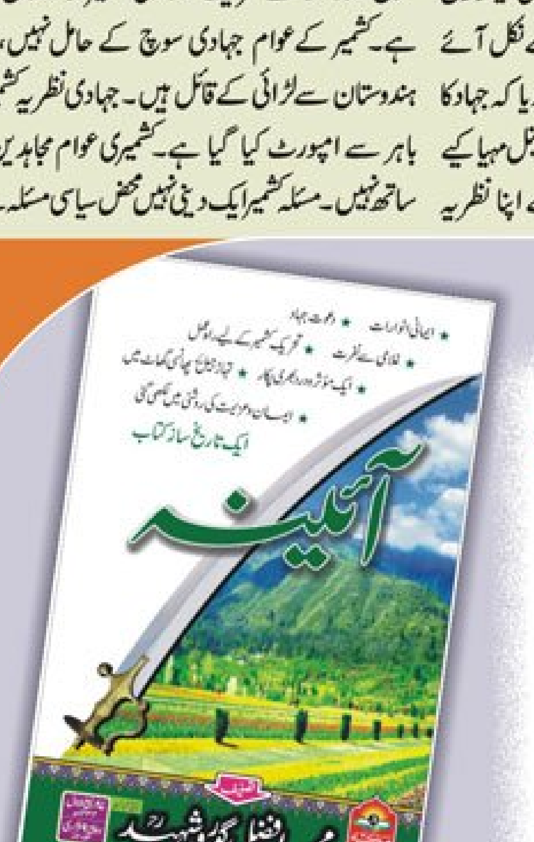
کو بھی بہت ایسے انداز میں واضح کیا ہے ... ہر کشمیری مسلمان ... حل ہو تو اس کے مطابق عمل کر لیں بصورت دیگر کشمیری قوم کی طرف سے واشگاف اعلان ہے کہ وہ کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے گی۔

زمین چنار میں جس نے ایک ... جذب کیا ہے اب اس مقدس لہو ... سکتی، خراسان سے مہک و خوشبو ... جھونکوں سے جو شہداء کی روحوں ... زمین کے چاروں اطراف کو معطر ... کا غلاف بھی اوڑھ لے حق اس ... گا، مذہب کے نام پر جہاد ودین ... والے خود رسوا اور ذلیل ہوں گے ... موت مر جاتا ہے، شہداء کے لہو کے ساتھ بے وفائی و غداری زیادہ دیر برداشت نہیں کی جا سکتی، غداروں کا وقت قریب آ رہا ہے، قوم و ملت کے حالات دنوں میں نہیں بلکہ سالوں کے حساب سے بدلتے ہیں، پچھلے 20 سالوں میں وادی

...پانی کے معاملے پر مجرمانہ خاموشی ہے۔ مجاہدین پر عرصہ حیات تنگ ہے۔ ہندوستان میں ہونے والے واقعات کے مقدمات پنجاب میں درج ہو رہے ہیں۔ فوج اسی ڈگر پر چل رہی ہے جس پر پرویز مشرف نے اسے ... سرکاری ترجیحات سے کشمیر اور جہاد کشمیر خارج ہو چکے ہیں۔

...ہے۔ کشمیری قوم نے ایک مایہ ناز فرزند شہید بھائی محمد افضل گورو شہیدؒ نے اپنی کتاب "آئینہ" میں جا بجا اس بات پر بڑے فاضلانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے کہ مسئلہ کشمیر کی اساس سیاسی نہیں مذہبی ہے اس لئے یہ مسئلہ سیاسی انداز میں حل ہونا ممکن نہیں۔ پھر ہندو کا چانکیائی سیاسی انداز ہرگز سیاسی طریقے سے حل ہوگا وغیرہ۔ پرویز مشرف کے دور حکومت میں ان لیڈروں نے پاکستان کے جتنے چکر لگائے اس سے پہلے ہندوستان نے انہیں اتنی آزادی کے ساتھ آنے جانے کی اجازت کبھی نہیں دی تھی اور نہ ہی اس کا دور

پھیلانے کا کھلا موقع فراہم کیا گیا۔ خود پرویز مشرف اپنی تقریروں میں یہی بات کہتا تھا اور پھر دن رات اس کے چھوڑے ہوئے اسکالر اسی بات کو دہرا دہرا کر عوام کے ذہنوں میں بٹھاتے رہتے۔ ساتھ ساتھ اس بات کا مکمل



افضل گرو شہیدؒ کی کتاب "آئینہ" جو کشمیری قوم کی سوچ کی حقیقی آئینہ دار ہے اور ان کے نظریے کی سچی ترجمان ہے۔

☆......☆......☆



یوں تو کشمیر پر ڈوگرہ حکومت کو کشمیریوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا تھا اور روز اول سے ہی کشمیری مسلمان ڈوگرہ راج کے خلاف جنگ آزما ہے مگر آج سے کوئی 85 برس قبل ڈوگروں کے ہاتھوں مسلمانوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت کا ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ڈوگروں کے خلاف کشمیریوں کے دل و دماغ میں ایک آگ بھر دی اور پھر ایک ایسی تحریک آزادی نے جنم لیا جس کے شعلے ابھی تک قابض حکمرانوں کو جھلسا رہے ہیں۔

یہ 29 اپریل 1931ء کا واقعہ ہے۔ جموں کے میونسپل باغ میں امام اور خطیب مفتی محمد اسحاق عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر بیان کرنے کے لیے ممبر پر بیٹھے ہیں کہ اسی دوران ڈوگرہ پولیس نے دھاوا بول دیا اور آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے قرآن پاک بھی چھین لیا اور انہیں عید پڑھانے اور خطبہ دینے سے بھی روک دیا۔ مذہبی معاملات میں اس قدر کھلی اور جارحانہ مداخلت کے واقعہ کی خبر پورے جموں و کشمیر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جس کی وجہ سے ریاست کے مسلمان ڈوگرہ راج کے خلاف سیخ پا ہو گئے اور آناً فاناً مذہبی آزادی اور تحفظ قرآن کے حوالے سے ڈوگروں کے خلاف ایک ریاست گیر تحریک شروع ہو گئی۔ لوگ لاکھوں کی تعداد میں روڈوں پر نکل کر اپنی آزادی کا مطالبہ کرنے لگے۔ اسی سلسلے میں 25 جون 1931ء کو ڈوگرہ راج کے خلاف سرینگر میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں کشمیری مقررین کے علاوہ سرحد کا رہنے والا ایک پشتون جوان بھی آیا۔ جس کا نام عبدالقدیر خان تھا اس نے قرآن پاک کے تحفظ، ڈوگرہ راج سے بغاوت اور کشمیریوں کی آزادی کے حق میں انتہائی ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس نے آزادی کے متوالوں کے دلوں کو گرما دیا۔ مگر پھر ہوا یوں کہ اسی شام ڈوگرہ فورسز نے عبدالقدیر خان کو اس کے گھر سے گرفتار کر کے اس پر بغاوت کا مقدمہ درج کر کے اسے سرینگر سنٹر جیل پہنچا دیا اور عوام کے خوف سے جیل کے اندر ہی اس کے خلاف مقدمہ کی کارروائی چلانے کا فیصلہ کیا جبکہ عوام کا مطالبہ تھا کہ مقدمہ کھلی عدالت میں چلایا جائے تا کہ وہ بھی کارروائی دیکھ سکیں۔ حکومت مسلمانوں کا یہ جائز مطالبہ ماننے کو تیار نہ ہوئی جس کی وجہ سے حالات آئے روز خراب سے خراب تر ہوتے گئے اور تحریک میں شدت آتی گئی۔

یہ 13 جولائی 1931ء کا دن تھا سرینگر مرکزی جیل کے اندر مقدمہ کی کارروائی جاری تھی اور باہر لاکھوں لوگ جمع تھے اور مطالبہ کر رہے تھے کہ کارروائی کھلی عدالت میں چلائی جائے۔ تا کہ وہ دیکھ سکیں اور سماعت کر سکیں کہ انصاف ہو رہا ہے یا کہ نہیں۔ اس شور و غوغا اور احتجاج کے دوران نماز ظہر کا وقت آن پہنچا میر واعظ حضرت مولنا یوسفؒ (جو موجودہ میر واعظ مولوی عمر فاروق کے دادا تھے) جو اس احتجاج کی قیادت کر رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے ولولہ انگیز خطاب کیا اور اس کے بعد ایک کشمیری مسلمان اذان دینے کے لیے آگے بڑھا تا کہ اذان کے بعد نماز ظہر باجماعت ادا کی جا سکے۔ مگر اسی دوران تاریخ اسلام کا ایک انوکھا اور نادر واقعہ رونما ہوا جس کی مثال نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت میں بھی شاید نہ مل سکے۔ ہوا یوں کہ جونہی موذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی تو ڈوگرہ سپاہی سے یوں عدالت کے روبرو اذان کا گونجنا برداشت نہ ہو سکا اور اس نے گولی مار کر موذن کو شہید کر دیا اور شاید وہ خوش ہو گیا تھا کہ اپنے تئیں اس نے اذان کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ مگر یہاں معاملہ تو اللہ کے ساتھ عشق و جنون کا تھا۔ موذن کے شہید ہوتے ہی دوسرا مسلمان آگے بڑھا اور اس نے دوبارہ اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ درندوں نے اس کو بھی گولی مار دی تو تیسرا مسلمان آگے نکل آیا اور اذان کو آگے چلایا مگر اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر کیا تھا لگا تار گولیاں چلنے لگیں اور ادھر اللہ کے عاشق آگے بڑھ بڑھ کر اذان کو آگے بڑھانے لگے۔ اس طرح 22 مسلمان جام شہادت نوش کر گئے مگر انہوں نے اذان کو ادھورا نہ چھوڑا اور بائیسواں مسلمان اذان کا آخری کلمہ لا الہ اللہ کہہ کر اذان مکمل کر کے گولی کھا کر لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہو گیا۔

بنا کر دند خوش رسے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ تو اذان کے کلمات ہی ختم ہو گئے تھے جس کی وجہ سے شہادت کا سلسلہ 22 کی تعداد پر آ کر تھم گیا ورنہ اگر اذان کے کلمات لاکھوں کے تعداد میں ہوتے تو آج لاکھوں مسلمان اللہ کی عظمت بیان کرتے کرتے شہادت کو گلے لگا لیتے۔

کشمیر کے مسلمان ہر سال 13 جولائی کو ان ہی شہداء کی یاد میں "یوم شہداءِ کشمیر" مناتے ہیں اور شہداء کے کارنامے بیان کر کے اپنے ولولوں اور عزم کو تازہ کر کے آگے چلتے ہیں۔ ہم بے شک کسی دن کو بطور خاص نہیں بناتے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اپنی تابناک تاریخ کے ان عظیم واقعات کو ہی بھول جائیں۔ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب مقدس میں جا بجا ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم گزشتہ واقعات سے روشنی اور عبرت حاصل کر کے اپنی اگلی زندگی کا راستہ متعین کریں جو قومیں ماضی بھول جاتی ہیں وہ مستقبل کو سنوارنے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتیں۔

آج کیا وجہ ہے کہ لوگ جہاد کشمیر پر طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور ایک ایسا طبقہ بھی ہے کہ وہ کسی صورت جہاد کشمیر پر مطمئن ہونے کے لیے تیار ہی نہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ تاریخ سے مکمل ناواقفیت ہے۔ اور یہ عقلمند لوگ تحریک کشمیر کو اس آئی ایس آئی کی پیداوار قرار دیتے ہیں کہ تحریک کشمیر شروع ہوتے وقت جس آئی ایس آئی کی پردادی اور پرنانی بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔

اس سال 13 جولائی ایسے وقت میں آیا ہے کہ پوری کشمیری قوم کمانڈر برہان وانی کی عظیم شہادت کے بعد بے سروسامانی کے عالم میں بھارتی فورسز سے برسرپیکار ہے اور صحیح معنوں میں 13 جولائی 1931ء کے شہداء کی یاد منا رہی ہے اور ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ یہ سلسلہ تھمے اور رکے گا نہیں تا آنکہ کشمیر کے مسلمانوں کو مکمل اسلامی آزادی نہ مل جائے اور اس منزل کے حصول کے لیے کشمیر کے مسلمان نے ہر قسم کی قربانی دی بھی ہے اور آئندہ بھی دینے کے لیے تیار ہے۔

مذہب کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے

☆......☆......☆



اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل پاکستان پر تحریک کشمیر کے بہت سے قرض ہیں اور اگر اہل پاکستان نے اس تحریک کو یکسر فراموش کر دیا تو شاید ہم تاریخ کے سب سے بڑے مجرم قرار پائیں گے۔

پاکستان کے قیام سے لے کر پرویز مشرف کے منحوس سائے پڑنے تک اس ملک کے محض سیاسی قائدین ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان کے بانی علمائے کرام میں سے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اور فخر المحدثین مولانا ظفر احمد عثمانی جنہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان میں آزادی کے علم لہرا کر ایک نیا تاریخ کی بنیاد رکھی تھی، یہ سب حضرات یکسو تھے کہ کشمیر کی آزادی ناگزیر ہے، اہل پاکستان پر لازم ہے کہ جس طرح ان سے ہو سکے یہ اہل کشمیر کو بھارت سامراج سے آزاد کرائیں اور یہی وجہ ہے کہ اپنے وقت میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ جہاد کشمیر کے سب سے بڑے حامی اور پُرزور داعی تھے جس کی تفصیلات ان کی سوانح حیات میں موجود ہیں۔

اس ایک پہلو پر ایک اخلاص اور سلامتی فکر سے غور کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اتنے بڑے اصحاب علم کا جہاد کشمیر کو بھرپور حمایت کرنا اس جہاد کی اہمیت کو کس قدر بڑھا دیتا ہے اور پھر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مجلس احرار اسلام سے لے کر شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس جہاد کشمیر میں دامے درمے سخنے معاونت یہ سب وہ تاریخی حقائق ہیں جنہیں اب نہ تو بدلا جا سکتا ہے اور نہ ہی جھٹلایا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب حضرات ایک غیر شرعی اور بے فائدہ مقصد کی خاطر اس تحریک کی حمایت کرتے رہے؟ بلکہ وہ حضرات کو ڈنکے کی چوٹ پر اہل پاکستان کو یہ سمجھاتے رہے کہ ارے پاکستانیو! جہاد کشمیر جہاں اہل کشمیر کی حریت کے لئے ناگزیر ہے اس سے بڑھ کر خود پاکستان کی تکمیل اور سلامتی و بقاء کے لئے بھی ناگزیر ہے۔

یہی وجہ تھی کہ ایک مدت تک پاکستانی قوم کے دل اہل کشمیر کے درد والم میں ان کے ساتھ دھڑکتے تھے مگر غیروں کی عیاری اور اپنوں کی بے وفائی کی وجہ سے یہ دن بھی دیکھنے پڑ رہے ہیں کہ خود اہل پاکستان کو جہاد کشمیر کی اہمیت اور ضرورت سمجھانا مشکل ہو رہا ہے حالانکہ اس سے خود ہماری قوم کی سلامتی و بقاء وابستہ ہے۔

اب تک قوم نے ایک ہی نعرہ سنا تھا اور وہی نظریہ تھا کہ: "کشمیر پاکستان کا اٹوٹ انگ ہے"
کشمیر ہے تو ہم ہیں، کشمیر نہیں تو ہم نہیں
کشمیری ہم سے ہیں اور ہم کشمیریوں سے ہیں

کشمیر کی آزادی ہماری آزادی اور کشمیر کی غلامی ہماری غلامی کا پیغام ہے

اور اس کے لیے لازم ہے کہ وہاں سے بھارتی افواج کا مکمل انخلاء کیا جائے اور ہندو سامراج کا تسلط بالکل مٹا دیا جائے اور اسی مشن کے لیے کشمیری قوم پرویز مشرف کے بعد سے لے کر اب تک کے پاکستانی حکمرانوں کی شرمناک بے وفائی کے باوجود اس جہاد پر قائم ہیں اور ان کی تحریک کا رنگ ایک بار پھر پوری دنیا نے دیکھ لیا ہے جو کم از کم اہل پاکستان کے لیے بہت بڑا پیغام ہے۔

کشمیر کے عظیم ولی اللہ مجاہد بھائی محمد افضل گورو شہیدؒ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ:

"ہماری (یعنی کشمیریوں کی) تمام مشکلات و مصائب کا حل قابض بھارتی فوج کے انخلاء (Military occupation) میں ہے، فوج کی موجودگی میں کوئی بھی حل نہ حقیقی ہوگا اور نہ دیرپا، فوجی انخلاء (Military occupation) اب کشمیریوں کی ایسی ضرورت بن گئی ہے جیسے پانی، خوراک اور ہوا۔ انسان صرف روٹی (غذا) سے زندہ نہیں رہتا، فکری و قلبی آزادی بھی انسان کے لئے اتنی ہی اہم ہے جب انسان کا دین و ایمان ہی محفوظ نہیں پھر آزادی کا مطلب کیا ہے؟ ظلم و جبر کے خلاف دل میں نفرت رکھنا، گناہ کے خلاف دل میں مسلسل اور دائمی کراہت اور نفرت رکھنا ایک مسلمان کا کمزور ترین ایمانی درجہ ہے۔

انسان کے لئے خوراک کے ساتھ ساتھ کہنے اور لکھنے کی آزادی، یہ انسان کی ضرورتیں بحیثیت انسان ضروری ہیں...... انسان کو ارادہ و اختیار کی وجہ سے مکلف و جوابدہ بنایا گیا اگر یہ ارادہ و اختیار انسان سے چھین لیا جائے گا تو پھر وہ نہ مکلف ہے اور نہ جوابدہ...... ارادہ و اختیار انسان کا بنیادی و فطری وصف اور جوہر ہے، جب ارادہ و اختیار ہی موجود نہیں پھر انسان کا بنیادی و فطری صفت کے بغیر زندہ رہنا جانور سے بھی بدتر ہے کیونکہ نباتات و جمادات اسی وجہ سے مکلف و جوابدہ نہیں ہیں کیونکہ ان میں یہ بنیادی صفت اور جو ہر موجود ہی نہیں...... اس وقت کشمیریوں سے بھارتی قابض سامراجی فوج نے اسی بنیادی صفت کو سلب کر رکھا ہے۔

بھارتی فوجی انخلاء کے لئے امکانی جدوجہد کرنا ہمارا دینی، بنیادی فطری، اصولی و اخلاقی فریضہ و ذمہ داری ہے۔ بھارتی فوج کی موجودگی میں ہماری جان و عزت، ہماری جائیداد و مال سب کچھ غیر محفوظ ہے ہمارا اپنی زندگی کے کسی بھی چیز پر اختیار نہیں ہے، ہم سب قیدی ہیں، کوئی بڑے قید خانے میں اور کوئی چھوٹے قید خانے میں، غذا کھانا اور بچے پیدا کرنا یہ جانور بھی کرتے ہیں لیکن جانور اور انسان میں جو فرق ہے وہ ذہن و دل اور ضمیر کی آزادی و اختیار ہے چونکہ یہ آزادی ہماری سلب ہو چکی ہے ہم سے بحیثیت انسان انسانی صفت و جوہر چھینا گیا اور سلب کیا گیا ہے۔

بحیثیت اہل ایمان ہمارے ایمان کی ہمارے اندر موجودگی کی تین نشانیاں ہیں، بھارت فوج کی موجودگی سے مسلسل نفرت، بھارتی فوج کے خلاف زبان اور ہاتھ سے جہاد کرنا، نفرت ایمان کا کمترین درجہ ہے اور ہاتھ سے جہاد کرنا بلند ترین درجہ ہے۔ جس کا دل بھارتی فوج کے ساتھ رہنے میں نفرت، کراہت، بے چینی اور بے اطمینانی محسوس نہیں کرتا اس کے دل میں بحیثیت مسلمان ایمان ہی نہیں چونکہ دین نے اہل ایمان کو برائی و گناہ کو روکنے کے لئے پہلے ہاتھ، پھر زبان اور آخر میں دل سے نفرت رکھنا واجب قرار دیا ہے اور نفرت کو ایمان کا کمترین و کمزور ذریعہ قرار دیا چونکہ ایمان جتنا کمزور ہوگا اتنا ایمان خطرے میں رہتا ہے اور اسی قدر اس کو بچا کے رکھنا مشکل و دشوار ہوتا ہے، کسی گناہ اور برائی کے ساتھ ساتھ چلتے رہنے سے اس کا احساس ختم ہو جاتا ہے، کوئی بدبودار چیز گھر کے سامنے ہو اگر اس کو جلدی سے ہٹایا نہ جائے گا تو فطری طور پر بدبو کا احساس ختم ہوتا ہے اس کو میڈیکل میں (Olfactory adaptation) کہتے ہیں اسی طرح اگر ہم بھارتی فوج کے خلاف ہاتھ اور زبان استعمال نہیں کریں گے تو ہم ان کے خلاف نفرت کو برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں کیونکہ (Social adaptation) بھی ایک فطری عمل ہے، اور ہم خدانخواستہ اللہ کے عذاب کے مستحق بن جائیں گے ...... قرآن کریم میں اصحاب السبت اور احادیث میں ایسی حالت میں عذاب الٰہی کا ثبوت ہے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ (اونٹنی) کے پیر ایک ہی انسان نے کاٹے تھے لیکن اللہ نے عذاب سب پر نازل کیا کیونکہ باقی لوگ عمل سے راضی تھے...... رضا مندی اور ناراضگی ہی سارے انسانوں کو ایک نقطہ (Point) پر جمع کرتی ہے، فاسقوں سے نفرت و عداوت رکھنا جہاد کے شعبوں میں ہے ...... اللہ کے عذاب کی اس سے بڑی شکل کیا ہو سکتی ہے کہ ہم بھارتی فوج کے ساتھ رہنے میں کراہت و نفرت محسوس نہیں کریں گے ہم ان کے ساتھ اطمینان کے ساتھ زندہ رہیں گے، ان فوجیوں کے ساتھ جنہوں نے ہمارے ایک لاکھ سے زیادہ بچوں، بزرگوں کو شہید کیا، ہماری بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کی عصمت کو تار تار کیا، ہمیں ذلیل کیا، غداروں کے ساتھ زندہ رہنا غداری ہے......

جینا ضروری نہیں جینے کا مقصد ضروری ہے، جب ایمان و دین اور عزت خطرے میں ہو تو پھر اس سے بڑھ کر کوئی خطرہ نہیں...... یہ جنگ اب ہمارے وجود بحیثیت انسان، بحیثیت اہل ایمان ناگزیر بن چکی ہے۔ یہ وجودی جنگ (Existential war) ہے جو ہمیں خود لڑنا ہوگی جس کی ہمیں خود فکر کرنی ہے"

گزشتہ ایک ہفتے سے سنگینوں کے سائے تلے، تڑتڑاہٹ کرتی گولیوں کے بیچوں بیچ اور شعلے اگلتی دھواں دار شیلنگ کے باوجود پورا کشمیر اور وہاں کے بہادر نوجوان سے لے کر غیور خواتین تک سب بھارتی افواج اور بھارتی سرکار کے خلاف جس طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے ہیں اور بکتر بند گاڑیوں میں دبکے فوجیوں کو پتھروں سے بھگا رہے ہیں یہ سب اس بات کی عکاسی ہے کہ کشمیری قوم محض کسی سیاسی اور معاشی مفادات کی خاطر یہ تحریک نہیں بپا کیے ہوئے بلکہ وہ اپنے دین اور اپنے نظریہ حیات کے تحفظ اور بقاء کی خاطر یہ سب قربانیاں دے رہی ہے۔

وہ ہمارے پڑوسی ہیں اس لیے بھی ان کی مدد کرنا ہمارا حق ہے

وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں اس لیے بھی ان کی مدد کرنا ہمارا حق ہے

اس تحریک میں ہمارا خون شامل ہے اس لیے بھی اس تحریک کو قوت پہنچانا ہمارا حق ہے

اس تحریک سے ہماری سلامتی اور بقاء وابستہ ہے اس لیے بھی ان کی مدد کرنا ہمارا حق ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ہمارے محبوب نبی ﷺ کے فرامین کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُن کی مدد کرنا ہمارا حق ہے۔

☆......☆......☆